مرز نذر عشق

نقیب غلام قادر

نہیں طاقت رہی ہائے تن میں

ماہتابان ـ چھوڑ ہمکو یہاں گئی تو سفر ـ ہائے مادر وائے مادر ہائے مادر

ماہرو ـ کون دونوں کے ناز اٹھاوے ـ اپنی گود میں کون بٹھاوے

ہم اگر روٹھے کون مناوے

ماہتابان ـ پیار ہمکو کرے کو شام سحر ـ ہائے مادر وائے مادر ہائے مادر

ماہرو ـ کیوں نہوگا غم دلمیں پیدا ـ سوتیلی ماں پہ ہے باپ شیدا

ہم پہ انکا حسد ہے ہویدا

ماہتابان ـ بھائی تیغ الم سے پارا جگر ـ ہائے مادر وائے مادر ہائے مادر

ماہرو ـ چھوٹی مادر ہے دشمن جانی ـ زہر دیگی جو ہم مانگیں پانی

مشکل اپنی ہے اب زندگانی

ماہتابان ـ اے ظریف یہاں ہے خدا داور ـ ہائے مادر وائے مادر ہائے مادر

**پردا دوسرا آگے کا مکان ـ**

(آنا زن گروجی اور گروجی کا بیان کرنا شوہر سے حال افلاس زبانی)

زن ـ اجی سنتے ہو یا نہیں ـ گرو ـ ہاں ہاں سنتا تو ہوں کہو کیا کہنا ہے

زن ـ ہائے ہائے اب کیا کریں ـ کہاں تک بھوکے مریں اوپاس او پاس کر کے بدحواس ہو گئی مارے بھوکھ کے پران جاتی ہے جل پی پی کے سوتی ہوں تو اجھڑی نیند بھی نہیں آتی ہے افسوس تم رام نام جپا کرتے ہو نیکی بیڑے ہو مگر یہ زمانہ کچھ اور ہے نرالا طور ہے مکر و فریب کا دور ہے ـ یہ سب نیکیاں گنگا جی میں بہا دو ـ دریائی بدی کے غواص ہو دانے گیہوں یا جوار لادو

جس سے اپنی جان بچی۔ گرو۔ واہ واتمنے سچ کہی یہ اپنا او پاس کرنا اور تپسس کرنا گویا آتش بھو کھہ مین تپنا ہے۔ اور جوگ سوگ ہر نام کا سپنا ہے بہتر تو یون ہے۔ رام نام جپنا پرای مال اپنا سن اب یک فریب نادر کرتا ہون دو تھالیان لے آیک کے نیچے کالا رنگ لگادے اور ایک آئینہ بھی دے مین جاکے ضرور روپئے پیدا کر لاتا ہون

(زن یک تھالی کے نیچے سیاہی لگا دوسری تھالی اور آئینہ دینا گرو لیکر جانا)

## پردا تیسرا محل

(آنا ماہرو اور ماہتابان غم مادر مین گاتی ہوے)

**ماہتابان** **گانا**۔ کیا ظلم نے مجکو خوار

نہین تاب رنج والم۔ صبر کیسا کرنا۔ ارے ہان ارے ہان ہان

زہر کھا کر مرنا نہین تاب رنجوالم

## شعر

کہین کیا کیا ستم ہم پر یہ چرخ پیر کرتا ہے
خوشی انسان جہان ہے تو یہ دلگیر کرتا ہے

جہان شادی مچی ماتم کی وان تدبیر کرتا ہے
دیکھا کے صورت غم قلب مین جا گیر کرتا ہے

اب جیتا ہے بیکار موت سے کیا ڈرنا
ارے ہان ارے ہان ارے ہان

زہر کھا کر مرنا
نہین تاب رنجوالم

**ماہرو**۔ یا تو ہم کھاتے تھی غم اب غم ہمکو کھانے لگا۔ جتنا ہم ہنستے تھے اتنا ہمکو رولانے لگا

ابر غم سے بیکسی باران سا برسانے لگا
آہ دانہ گھونگف کی طرح ترسانے لگا

کس طرح طریف اے زار عمر کے دن بھرنا
ارے ہان ارے ہان ارے ہان

زہر کھا کے مرنا    نہین تاب رنج والم

(آنا ظالم بدشعار سوتیلی مادر گلنار خفا ہو کہنا ماہرو سے)

گلنار    **مسدس**

یہ کیا تجھکو سودا ہوا ماہرو    پڑا رات دن گھر مین رہتا ہے تو
نہین زیبا مردونکو اے زشت خو    کہ ہمشیر سے رہتا ہون دوبدو
موے مردوا ہے تو کچھ کام کر    نہ یون باپ دادیکا گم نام کر

ماہرو جی - بہت خوب جاتا ہون اماں جان - خفا مجھپہ کیون ہوتی ہو مہربان
مین نادان ہون بیکس ہون مجبور ہون    بجا حکم لاؤن تمھارا یہان

(جانا ماہرو آنا پر گلنار کہنا گلنار ماہتابان سے)

گلنار    **غزل** - دارِ فناہ سے دلکو اٹھائیگا یا نہین

اے ماہتابان تجھ سے یہ میرا سوال ہے    لاثانی خلق مین تیرا حسن و جمال ہے
مرتا ہے تیرے عشق مین ہی میرا پسر    عاشق کا کچھ نہین تیرے دلمین خیال ہے
والد تو تیرا راضی ہے تو بھی قبول کر    شادی کئے بغیر رہائی محال ہے
تو باغ حسنکی گل یکتا ہے غنچہ لب    یہ سرو قد پسر بھی میرا نونہال ہے
فیرمان ظریف زار کا کر تو بدل قبول    ورنہ یہ زندگی تیری تجھپر وبال ہے

ماہتابان    **غزل** - ہے شبکا قافلہ باد صبا نے لوٹ لیا

سمجھ مین آتا ہے آپکا کلام نہین    جہان مین اس سے برا اور کوئی کام نہین
غضب ہے بھائی سے کرتے ہو بہن کی شادی    کہا قرآن مین اللہ کیا حرام نہین
اُتار دو میرا سر تن سے مین نہ مانوگی    سوائے اسکے میرا کوئی انتقام نہین

مین راہ نیکی پہ ہون اے ظریف خستہ جگر یہان رہی نہ رہی میرا کچھہ قیام نہین

**گلنار** **خمسہ**

بہائی تو اسکو کہتی ہے کسطرح بیخبر ہے بھائی ماہرو تیرا یہ ہے میرا پسر
مادر مین اسکی اور تیری مادر گئی ہی مر نادان جھوٹھ کہتی گئی عقل ہے کدہر
شوہر سمجھکے کر تو اسے پیار میری جان مین جاتی ہون نہ کر کبھی تکرار میری جان

(جانا گلنار منانا ماہتابان کو شہزادہ)

**شہزادہ** **گانا** - راجہ مین بن جاؤن رے

بو بوجی بو بوجان من - تمہین روٹی کھلاؤن - روٹی کھلاؤن
مین چہتا ہون تجکو تو مجھکو - کیون نہین چہتی بلالون جی - تمہین
مجہہ سے خفا گر ہو تو تمہارے پڑکے پاؤن منالون جی - تمہین
مین ہون دل سے غلام تمہارا کہو تو پاؤن دبالون جی - تمہین
ظریف گلے سے تمہارے لپٹ کر ارمان دل کی نکالون جی - تمہین

**ماہتابان** **ابیات**

اے بدبخت موذی تو بکتا ہے کیا نکل روبرو سے میرے بیحیا
وہ مادر جو تیری گئی بدگوہر اسی کے گلے سے لپٹ پیار کر
وہی تیری دلبر ہے اے بیشعور مین جاتی ہون اس لپٹ جا ضرور

(دہکا دینا ماہتابان گر جانا شہزادہ جانا ماہتابان کا)

**شہزادہ** **مسدس**

گئی مار کے مجھکو تو بہاگ اب مین مادر کو جا کے کہونگا یہ سب

بغیر از سزا چین ہو مجکو کب　　ابھی دیکھولاتا ہون کیسا غضب
اسی طرح روتا ہوا جاؤنگا　　اوسے مار کھلوا کے رلواؤنگا

(جانا شہزادیکا)

## جنگل

## چوتھا پردہ

(آنا گروجی ہاتھہ مین تھالی لئیے ہوے ہاتھہ تھالی کے نیچے پھر امنہ پر مسلتے ہوے کہنا)

گروجی　　زبانی

نارائینا نارائینا نارائینا بس بس تیرے درشن سیمیں ملگن ہو گیا نارائینا نارائینا

(آنا ایک احمق کا گروجی کے قریب)

احمق - گروجی گروجی سلام ہے سلام ہے -

(گروجی نے کچھہ خیال نہ کرنا)

واہ واکیا محو درشن ہور ہے ہین اگر ہو تو ایسے کامل گرو کے چیلے ہونا نہین تو اپنی نادانی ہے بس یہی گروجیکا چیلا البیلا ہونگا - یہ میرے پاس سو اشرفی موجود ہین سب کے سب نظر گروجی کرونگا -

(قریب ہو کے کہنا)

گروجی گروجی یک نظر اس نظر انے پر ہو جئے - گرو ہاتھہ سے منع کرنا نہین نہین - احمق نہین گروجی مین تمہارے قدم چھوڑ کہین نہ جاونگا جبتک کہ چیلا بنا و درشن دیکھاؤ -

گروجی　(اشرفیان بغل مین داب کے کہنا)

نہین بچہ نہین یہ اشرفیان تو اپنے پاس رکھہ - مین گوسائین ہون

مجھے گوسیان کا درشن بس ہیر اپیٹ بھرا رہتا ہے۔ اچھا یہ تھالی اور آئینہ لے اس تھالی کے نیچے سیدھا ہاتھ مل کر اپنے مُنھ پر اکیسو اکیس بار پھیر یا کر۔ بعد آنکھین کھول کے آئینہ مین بغور نظر کر ضرور نارائین کا درشن ہوگا۔ (احمق تھالی لیکے اسی موجب آنکھ بند کر کے ہاتھ مُنھ پر پھیرانا گروجی اپنا رستہ لینا احمق بعد حساب کے اپنا آئینہ مین دیکھ کر کہنا۔

**احمق**۔ لاحول ولا یہ کیسی سیاہ صورت بنی پھٹکار اس گرو پر لعنت ایسے چیلے پہ اشرفیان دیکے مُنھ کالا کیا مگر اس مکار کو چھوڑونگا تلاش مین جاتا ہون

## پردا پانچوان قبرستان

(آنا دونون قبر مادر پر فریاد کرنا ظلم سوتیلی مادر کے)

**دونون شہزادہ** سوتا ہے گلے لگ کے وہ جب یا رچمن ملا

ہم بیکسون کی کوئی بھی سنتا نہین فریاد — اے مادرِ مرحوم
ہو سوتیلی مان دشمن جان کرتی ہے بیداد — اے مادر مرحوم

**ماہتاباں**۔ تم مر گئی کر مجھو پنکو دشمن کے حوالے — اللہ ہی سنبھالے
یہ ناز کے پالے تیرے ہو جاتے ہین برباد — اے مادر مرحوم

**ماہرو** مین بیکسو مجبور ہون لاچار ہے ہمشیر — برگشتہ ہے تقدیر
جب باپ ہی دشمن ہو تو کیونکہ جیئے اولاد — اے مادر مرحوم

**ماہتاباں** ہے زندگی دشوار ظریف جگر افگار — کوئی نہین غمخوار
تو پاس بلا قید مصیبت سے ہون آزاد — اے مادر مرحوم

# نیرنگ عشق
## عرف
# گلزار عصمت

## تختئہ ناٹک

| نام | | |
|---|---|---|
| الماس شاہ | والیٔ ختن | |
| گوہر بیگم بزرگ | مادر ماہرو | وہ ماہتابان |
| ماہرو | پسر الماس شاہ | بعد بادشاہ یمن |
| ماہتابان | دختر الماس شاہ | بی بی ماہ منیر |
| سوسن | کنیز | ماہتابان کی |
| گلنار بیگم | فخور رو | مادر بدرُو |
| بدرو | پسر | الماس شاہ |
| حبشی غلام | وفادار | الماس شاہ |
| امیر | عاشق فاسق ماہتابان کا باشندہ ملک خطا | |
| کٹنی خریدار | ماہتابان | باشندہ ملک خطا |
| ماہ منیر وزیر زادہ | عاشق صادق ماہتابانکا باشندہ ملک خطا | |
| بختنگ وزیر | اعظم | بادشاہ یمن کا |
| گروحی وہ چور | دیگر سپاہی - نقیب چوبدار وغیرہ وغیرہ | |

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# نیرنگ عشق عرف گلزار عصمت

باب پہلا — پردا پہلا — محل

(جسمین بیگم شہ حالت نزع مین وصیت کرنا نور العین فرزند ماہرو
اور دختر ماہتاب کو)

## گانا

دکھ سے تمہارے دکھی ہے یہ دکھیا

بیگم۔ غم کی ہے آگ سلگ رہی تن میں
تنگی بات رہی ہے میرے تن مین رے۔ غمکی ہے آگ

جاتی ہے جان سنو میرے پیارے
صدقے ہوکے تمہارے رہے

مہمان جہان مین ہو نمین کوئی دم کی
آئی یتیمی ہے بچپن مین رے۔ غمکی ہے آگ

بعد میرے مرنے کے اے بچو
قبر پہ میری آتے رہو رے

اشک گوہر کی چادر چڑھا کے
شاد کرو مجھے مدفن مین رے۔ غمکی ہے آگ

جان میری لیتا ہے تو یارب
صبر دے بچون کو میرے رب

ورنہ ظریف یہ ہوکے آوارا
بیشک پھرین گے ہائے بن بن مین رے۔ غمکی ہے آگ

(بیگم کا مرنا اور بچو نکا زاری کرنا)

مرثیہ بیکسی ہے تمہین چھوٹے پن مین۔

ماہرو۔ بیکسی ہے ہمین چھوٹے پن مین
بیکلی ہے ہمارے بدن مین

نہین طاقت رہی ہائے تن مین

ماہتابان چھوڑ ہمکو یہان گر گئی تو سفر — ہائے مادر وائے مادر ہائے مادر
ماہرو۔ کون دونو نکے ناز اٹھاوے — اپنی گود مین کون بٹھاوے
ہم اگر روٹھے کون مناوے

ماہتابان۔ پیار ہمکو کرے کون شام و سحر — ہائے مادر وائے مادر ہائے مادر
ماہرو۔ کیون نہو یگا غم دلمین پیدا — سوتیلی مان پہ ہے باپ شیدا
ہم پہ انکا حسد ہے ہویدا

ماہتابان۔ بہائے تیغ الم ہے یارا جگر — ہائے مادر وائے مادر ہائے مادر
ماہرو۔ چھوٹی مادر ہے دشمن جانی — زہر دیگی جو ہم مانگین پانی
مشکل اپنی ہے اب زندگانی

ماہتابان۔ اے ظریف جہان خدا داگر — ہائے مادر وائے مادر ہائے مادر

## پردا دوسرا آگے کا مکان۔

(آنا زن گروجی اور گروجی کا بیان کرنا شوہر سے حال افلاس زبانی)

زن۔ اجی سنتے ہو یا نہین۔ گرو۔ ہان ہان سنتا تو ہون کہو کیا کہنا ہے
زن۔ ہائے ہائے اب کیا کرین۔ کہان تک بھوکھے مرین اوپاس اوپاس کرکے بدحواس ہو گئی مارے بھوکھ کے پران جاتی ہے جل پی پیکے سوتی ہون تو اجڑی نیند بھی نہین آتی ہے افسوس تم رام نام جپا کرتے ہو۔ نیکی پیہ مرے ہو مگر یہ زمانہ کچھہ اور ہے نرالا طور ہے مکر و فریب کا دور ہے یہ سب نیکیان گنگا جی مین بہا دو۔ دریائی بد کے غواص ہو دانے کیھولن یا جوار لادو

جس سے اپنی جان بچی۔ گرو۔ واہ واتمنے سچ کہی یہ اپنا اوپاس کرنا اور تپسیں کرنا گویا آتش ہوکھہ مین تپنا ہے۔ اور جوگ سوگ ہر نام کا سپنا ہے بہتر تو یون ہے رام نام جپنا برای مال اپنا سن اب یک فریب نادر کرتا ہون دو تھالیان لے آیک کے نیچے کالا رنگ لگا دے اور ایک آئینہ بھی دے مین جا کے ضرور روپئے پیدا کر لاتا ہون

(زن یک تھالی کے نیچے سیاہی لگا دوسری تھالی اور آئینہ دینا گرو لیکر جانا)

پردا تیسرا محل

(آنا ماہرو اور ماہتابان غم مادر مین گاتی ہوے)

ماہتابان گانا۔ کیا ظلم نے مجکو خوار

نہین تاب رنج والم۔ صبر کیسا کرنا۔ ارے ہان ارے ہان ہان

زہر کھا کر مرنا نہین تاب رنجوالم

شعر

| | |
|---|---|
| کہین کیا کیا ستم ہم پر یہ چرخ پیر کرتا ہے | خوشی انسان جہتا ہے تو یہ دلگیر کرتا ہے |
| جہان شادی مچی ماتم کی وان تدبیر کرتا ہے | دیکھا کے صورت غم قلب مین جاگیر کرتا ہے |
| اب جیتا ہے بیکار موت ہے کیا ڈرنا | ارے ہان ارے ہان ارے ہان |
| زہر کھا کر مرنا | نہین تاب رنجوالم |

ماہرو۔ یا تو ہم کھاتے تھے غم اب ہمکو غم کھانے لگا۔ جتنا ہم ہنستے تھے اتنا ہمکو رلوانے لگا

ابر غم سے بیکسی باران سا برسانے لگا آب و دانہ کھیدن کی طرح ترسانے لگا

کسطرح طریف زار عمر کے دن بھرنا ارے ہان ارے ہان

زہر کھا کے مرنا نہین تاب رنج والم

(آنا ظالم بدشعار سوتیلی مادر گلنار خفا ہو کہنا ماہرو سے)

گلنار مسدس

یہ کیا تجھکو سودا ہوا ماہرو ۔ پڑا رات دن گھر مین رہتا ہے، تو

نہین زیبا مردونکو اے زشت خو ۔ کہ ہمشیر سے رہتا ہون دوبدو

ہوے مرد واہے تو کچھہ کام کر ۔ نہ یون باپ دادیکا گم نام کر

ماہرو ۔ بہت خوب جاتا ہون اماجان ۔ خفا مجھپہ کیون ہوتی ہو ہموار بان

مین نادان ہون بیکس ہون مجبور ہون ۔ بجا حکم لاؤن تمھارا یہان

(جانا ماہرو آنا پر گلنار کہنا گلنار ماہتابان سے)

گلنار غزل ۔ دارِ فناہ سے دلکو اٹھائیگا یا نہین

اے ماہتابان تجھہ سی یہ میرا سوال ہے ۔ لاثانی خلق مین تیرا حسن وجمال ہے

مرتا ہے تیرے عشق مین ہے ہی میر الپسر ۔ عاشق کا کچھہ نہین تیرے دلمین خیال ہے

واللہ تو تیرا راضی ہے تو بھی قبول کر ۔ شادی کئے بغیر رہائی محال ہے

تو باغ حسنکی گل یکتا ہے غنچہ لب ۔ یہ سرو قد پسر بھی میرا نونہال ہے

فرمان ظریف زار کا کر تو بدل قبول ۔ ورنہ یہ زندگی تیری تجھپر وبال ہے

ماہتابان غزل ۔ ہے شبکا قافلہ بادِ صبا نے لوٹ لیا

سمجھہ مین آتا ہے آپکا کلام نہین ۔ جہان مین اس سے برا اور کوئی کام نہین

غضب ہے بھائی سی کرتے ہو بہن بکمینتا ہی ۔ کہا قرآن مین اللہ کیا حرام نہین

اتار تو میرا سر تن سی مین نہ مانونگی ۔ سوائے اسکے میرا کوئی انتقام نہین

مین راہ نیکی پہ ہون اے ظریف خستہ جگر — یہان رہی نہ رہی میرا کچھہ قیام نہین

**گلنار** — **خمسہ**

بہائی تو اسکو کہتی ہے کس طرح بیخبر — ہے بہائی ماہرو تیرا یہ ہے میرا پسر

مادر مین اسکی اور تیری مادر گئی ہے مر — نادان جہوٹھہ کہتی گئی عقل ہے کدہر

شوہر سمجھکے کرتو اسے پیار میری جان — مین جاتی ہون نہ کر کبہی تکرار میری جان

(جانا گلنار منانا ماہتابان کو شہزادہ)

**شہزادہ** — **گانا** - راجہ مین بن جاؤن رے

بولو جی بولو جان من - تمہین روٹی کھلاؤن - روٹی کھلاؤن

مین چہتا ہون تجکو تو مجہکو - کیون نہین چہتی بلالون جی - تمہین

مجہہ سے خفا گر ہو تو تمہارے — پڑکے پاؤن منالون جی - تمہین

مین ہون دل سے غلام تمہارا — کہو تو پاؤن دبالون جی - تمہین

ظریف گلے سے تمہارے لپٹ کر — ارمان دل کی نکالون جی - تمہین

**ماہتابان** — **ابیات**

اے بدبخت موذی تو بکتا ہے کیا — نکل روبرو سے میرے بیحیا

وہ مادر جو تیری گئی بدگوہر — اسی کے گلے سے لپٹ پیار کر

وہی تیری دلبر ہے اے بیشعور — مین جاتی ہون اس لپٹ جا ضرور

(دہکا دینا ماہتابان کر جانا شہزادہ جانا ماہتابان کا)

**شہزادہ** — **مسدس**

گئی مارکے مجکو تو بہاگ اب — مین مادر کو جاکے کہونگا یہہ سب

بغیر از سزا چین ہو مجکو کب — ابھی دیکھوا تا ہون کیسا غضب
اسی طرح روتا ہوا جاؤنگا — اوسے مار کھلوا کے رلواؤنگا

(جانا شہزادیکا)

## چوتھا جنگل

پردہ

(آنا گروجی ہاتھ مین تھالی لئے ہوے ہاتھ تھالی کے نیچے پھرا منہ پر مسلتے ہوے کہنا)

گروجی — زبانی

نارائینا نارائینا نارائینا بس بس تیرے درشن سے مگن ہوگیا نارائینا نارائینا

(آنا ایک احمق کا گروجی کے قریب)

احمق - گروجی گروجی سلام ہے -

(گروجی نے کچھ خیال نہ کرنا)

واہ واکیا محو درشن ہو رہے ہین اگر ہو تو ایسے کامل گرو کے چیلے ہونا نہین تو اپنی نادانی ہے بس یہی گروجیکا چیلا البیلا ہونگا - یہ میرے پاس سو اشرفی موجود ہین سب کے سب نظر گروجی کرونگا -

(قریب ہو کے کہنا)

گروجی گروجی یک نظر اس نظر انے پر ہو جیئے - گرو ہاتھ سے منع کرنا نہین نہین - احمق - نہین گروجی مین تمہارے قدم چھوڑ کہین نہ جاؤنگا جبتک کہ چیلا اپنا کے درشن دیکھاؤ -

گروجی — (اشرفیان بغل مین دابکے کہنا)

نہین بچہ نہین یہ اشرفیان تو اپنے پاس رکھہ - مین گوسائین ہون

مجھے گوسیان کا درشن بس ہیرا پیٹ بھرا رہتا ہے۔ اچھا یہ تھالی اور آئینہ لے اس تھالی کے نیچے سیدھا ہاتھ مل کر اپنے مُنہہ پر اکیس اکیس بار پھیر یا کر۔ بعد آنکھیں کھول کے آئینہ مین بغور نظر کر ضرور نارائین کا درشن ہو گا۔ (احمق تھالی لیکے اسی موجب آنکھ بند کر کے ہاتھ مُنہہ پر پھیرانا گروجی اپنا رستہ لیا احمق بعد حسا بکے اپنا آئینہ مین دیکھ کر کہا۔

**احمق**۔ لاحول ولا یہ کیسی سیاہ صورت بنی پھٹکار اس گرو پر لعنت ایسے چیلے پہ اشرفیان دیکے مُنہہ کالا کیا مگر اس مکار کو نہ چھوڑونگا تلاشمین جاتا ہون

## پردا پانچوان قبرستان

(آنا دونون قبر مادر پر فریاد کرنا ظلم سوتیلی مادر کے)

**دونون شہزادہ** سوتیلے گلے لگ کے وہ جب بازچمن مین

ہم بیکسون کی کوئی بھی سنتا نہین فریاد — اے مادر مرحوم

ہو سوتیلی مان دشمن جان کرتی ہے برباد — اے مادر مرحوم

**ماہتابان**۔ تم مر گئی کر ہمکو دشمن کے حوالے — اللہ ہی سنبھالے

یہ ناز کے پالے ترے ہو جاتے ہین برباد — اے مادر مرحوم

**ماہرو** مین بیکس مجبور ہون لاچار ہے ہمشیر — برگشتہ ہے تقدیر

جب باپ ہی دشمن ہو تو کیونکر جیئے اولاد — اے مادر مرحوم

**ماہتابان** ہے زندگی دشوار ظریف جگر افگار — کوئی نہین غمخوار

تو پاس بلا قید مصیبت سے ہون آزاد — اے مادر مرحوم

(پانی مین دار و بیہوشی ملا کے دینا ماہتاب کا پیکے بیہوش ہونا امیر اٹھا لے جانا)

# پردا گیارواں دوسرا جنگل

(ماہرو سے بھول گھبرایا ہوا گانا) مجھسا کوئی جہا نمین بیمار غم نہ ہوگا

## ماہرو غزل

جس راہ سے مین آیا وہ راستہ کدہر ہے
ہمشیر کی خدایا مجھکو نہین خبر ہے
ہمشیر سے جدا ہو فریاد کر رہا ہون
اے آہ نالہ تم مین کچھ بھی نہین اثر ہے
مین یان بھٹک رہا ہون بنا وہان جدایا
بس ایسی زندگی سے مرجانا خوبتر ہے
فریاد ہے خدا سے ہر دم ظریف میرا
بیشک وہی سنیگا بیکس کا دادگر ہے

(آنا چند سپاہیونکا ماہرو کو پکڑ کے گانا) کالی گھٹا کویل بن چھائی

## سب سپاہی لاونی

چل ساتھ ہمارے مسافر
اس شہر مین شکر خدا کر
ماہرو۔ کیون پکڑے ہو مجکو آکر
کہان لیجاتے ہو جھکا کر
سب۔ ہے بات عقل سے باہر
کیون گھبراتے ہو دلاور

## جھول

سب۔ سنو رسم یہان کی ذیشان
مرجاوے ہمارا سلطان
جو آوے مسافر اس آن
ہم اسکو بنا بادشا
تخت پر بٹھا
رہین سب حاضر
اس شہر مین شکر خدا کر

(لیجانا ماہرو کو سپاہی پکڑے ہوئے)

## ڈراپ سین

## پردا پہلا مکان

(گروجی کی عورت کا بیٹھنا آنا گروجی چورونکا مال و اسباب لئے ہوئے)

### غزل (جاکے سجادہ نشین فقیر ہوا میر لعدم)

گروجی - سوائے مکر کے اچھا جہان مین کار نہین — دغا فریب کے مانند روزگار نہین
مین بھوکھا مرتا تھا لوگون سے نیکیان کر کے — دغا سے وہ ملی نعمت کہ کچھہ شمار نہین
فریب دیکے مین چورونکا مال لے آیا — پر انکے خوف سے دلکو میرے قرار نہین
تلاش مین میرے وہ چور چارون مین الطرف — وہ بھولے بھولے ہین پہ مجھہ سے ہوشیار نہین

(عورت مال و اسباب دیکھکے خوش ہوتا چور در پر آکے پکارنا)

چور - گروجی گروجی ہوت گرو - ہائے ہائے اب کیا تدبیر کرون - وہی چور منتہ زور مین مجھے زندہ نہ چھوڑینگے - مگر کوئی فریب تازہ کرنا چاہیے نہین تو مفت مین مال جائیگا نفع مین جان لینگے - بیاز سر پہ رہیگا - آ بی بی سن وہی چور آئے مین انکو اندر بلاتا ہون - اور تجھسے کہونگا - کہ یہہ میرے دوست بعد مدت آج آئے ہین جلد پوری کھچوری تیار کر - تو کہنا کہ اب مجھہ سے پکایا نہ ہوگا میرے سر مین درد ہوتا ہے - مین تجھے سمجھاؤن گا - تو خفا ہونا مین یہ لاٹھی سے تجھے مارونگا - تو فریب سے مرجانا پھر مین یہ لاٹھی کے دوسرے طرف سے مار کے کہون گا - کہ اُٹھہ جا - تو فوراً اٹھکے کہنا مین پکاتی ہون پھر مین سمجھہ لونگا

### چور

گروجی گروجی ذرہ دروازہ کھولو ہم تمہارے درشن کو آئے ہین

(گروجی دروازہ کھولنا چور اندر آنا)

گروجی - آؤ بچو آؤ بیٹھو بیٹھو چور - بیٹھو بیٹھو پیچھے پہلے اپنا مال اسباب اور لباس کہان ہے - جلد لاؤ خوب ہمکو بھوک لگی - گروجی - ہان ہان بچو نہ گھبراؤ نہ گھبراؤ یہ تمہارا مال اور لباس موجود ہے لیجاؤ مین کیا کرونگا - مگر تہوڑا اسا بہوجن کر کے جاؤ - اری او سنتی ہے یا نہین - یہ میرے دوست جانی آئے ہین - جلد انکے واسطے پوریان تیار کر عورت - اب تم پکاؤ مین تو نہ پکاونگی - گروجی - ناحق کیون تکرار کرتی ہے مہمان آئے ہین جلد پکا - عورت میرے سر مین درد ہوتا ہے مین تو نہ پکاونگی تم چاہے سو کرو

(گروجی خفا ہو لاٹھی اٹھاکے کہنا)

گروجی - تو نہ پکائیگی ہان تو نہ پکائیگی تو یہ لے مین پکاتا ہون تو کہانا کیا مزیدار ہے (مارنا لاٹھی سے فریب سے مرنا عورت کا چورونکا گھبراکے حیران ہونا)

گروجی - اے مردار یہی تیری سزا ہے چور - گروجی تمکو کیا ہوگیا - جو اپنی عورت مار ڈالے ہائے ہائے اب سپاہیونکو خبر ہوگی ہم سب گرفتار ہوجاینگے یہ کیا غضب ہوا گروجی - اے بچو تم کیون گھبراتے ہو - تم دیکھو مین ابھی اسکو زندہ کرتا ہون (لاٹھیکو پھراکے بتلانا اور کہنا) گروجی - اے بچو دیکھو پہلے مین اسطرف سے مارتا تھا تو یہ مرگئی اب اسطرف سے مارتا ہون ابھی زندہ ہوکے کہے گی - پکاتی ہون پکاتی ہون

(لاٹھی کو پھرا مارنا عورت زندہ ہوکے کہنا کا نپتی ہے)

عورت - پکاتی ہون پکاتی ہون نہ مارو نہ مارو گروجی - ہون اب کیسی سیدہی ہوگئی آ بچو دیکھے عورت منہ زور کی یہی سزا ہے ✦

(چور آپسمین تعریف کرنا لاٹھی کی)

پہلا چور۔ بہائی یہ لاٹھی لاکھون روپئے کی ہے کوئی تدبیر سے لینا چاہئیے
دوسرا سنو بہائی اپنا مال واسباب گروجی سے نہ مانگو مگر وہ لاٹھی
کسی نہ کسی فریب سے لینا چاہئیے پہلا چور۔ گروجی مہاراج کیا کہین
کہ ہماری بہی عورتین بہت منہ زور ہین ہمکو ہر وقت ستاتی ہین اگر یہ کرامت
کی لاٹھی ہمکو عنایت کرو تو بڑا احسان ہوگا۔ اسکے عوض ہمنے یہ مال و
لباس آپ کو بخش دیتے ہین گروجی۔ اے بچو کیا تم مجہے دیوانہ سمجہے ہو جو یہ
کرامت کی لاٹھی تمہین دیدون۔ واہ وا یہ تمہارا مال ولباس حاضر ہے
لے جاؤ۔ پہلا چور۔ گروجی ہم تمہارے بچے کچہ دیا کرو۔ خیر معافی
نہ کرو مگر چہار روز کے خاطر دو ہم ابہی اپنی عورتونکو سیدہی بنا کے واپس
لا دینگے۔ جبتک ہمارا مال یہان رکھو گروجی۔ خیر بابا لیجاؤ مگر خوب سنبہالو
ایسا نہ ہو کہ کوئی چرا لیجاوے۔ پہر ایسی لاٹھی بنانے کو کئی سال چاہئیے
پر جلد لادو (لاٹھی لیجانا چورون کا)

پردا دوسرا راستہ

(آنا چورونکا لاٹھی تقسیم کرنا آپسمین)

پہلا چور۔ سنو بہائی پہلے مین لیجاتا ہون کیونکہ میری عورت بڑی
نافرمان ہے اسکو سیدہی کر کے تمکو دونگا پہر تم لیجانا پہر تم اچہا مین
جاتا ہون خدا حافظ۔ (جانا سبکا)

پردا تیسرا مکان امیر کا

(ماہتابان ہوش مین آ گے گھبرانا حیرت کے عالم مین گانا)

**ماہتابان** **گانا** ہے سب جہان فنا مکین و مکان فنا

یہ کیا ہی ماجرا حیرت مین ہون جدا جنگلمین کون آ لایا مجھے اٹھا
مین آ ہون کہان یہ کسکا ہی مکان کہان میرا ہے بہائیجان ملتا نہین نشان
ہے خواب یا خیال مین دیکھتی ہون جال سر پہ ہے ذوالجلال میری بلا آ ٹال
شل ظریف زار ہون مین جگر فگار عصمت کا میرے بار تجھپہ ہے کردگار

(آنا امیر کا بیان کرنا عشق اپنا ماہتابان سے)

**امیر** **مسدس**

یہ گھر میرا تھا لیکن آج سے اے جان تیرا ہے یہ بندہ بھی تو ہر دم تابع فرمان تیرا ہے
یہ دل تیرا ہے مین تیرا ہون سب سامان تیرا ہے یہ سب سامان کیا ہی دین اور ایمان تیرا ہے
مسیحائی زمان تو ہی تو مین بیمار تیرا ہون گل خوبی جو تو ہے عندلیب زار تیرا ہون

**ماہتابان** **مسدس**

نہ مین گل ہون نہ تو بلبل نہ مین عیسیٰ نہ تو بیمار تونگر تو ہے اور مفلس ہون مین مجبور تو مختار
مین ہون دختر تمہاری تم ہو میرے باپ بزرگوار خدا کیواسطے بیجا نہ کرنا مجھسے کچھ تکرار
جدا جبوقت مجھسے آہ میرا ہو گیا بھائی رہی افسوس زندہ موت کیون لینے نہین آئی

**امیر** **مسدس**

کہنے کو مان چھوڑ دے تکرار جانمن کرتی ہے مجھسے کسلئے انکار جان من
مجھسا جوان تیرا ہوا یار جانمن آ کے گلے لپٹ جا تو ایکبار جان من
دے بوسے مجکو شوق سے اسمین بھلائی ہے ورنہ تو جان لے کہ تیری موت آئی ہے

(لپٹنے جانا امیر ماہتابانکو اور انکار کرنا ماہتابانکا)

ماہتابان **مسدس**

چل روبرو سے دور ہو مردار اے پلید دختر کا اپنے جاکے تو ہو یار اے پلید
دکھلاتا کیون ہے کھینچکے تلوار اے پلید ڈرتی نہین ہون مرنے سے زناکار اے پلید
مرنا قبول ہے نہ کرونگی مین کام بد نیکونکا زندگی مین نہین ہوتا نام بد

(امیر تلوار کھینچکے مارنے چاہتا شور کرنا ماہتابان کا اور آنا کٹنی کا)

کٹنی **شعر**

کسواسطے ہو مارتے لونڈی کو آے حضور شاید کہ اس سے کوئی ہوا ہے بڑا قصور

(الگ ہو کہنا)

کٹنی **مسدس**

حسن وخوبی مین تو یہ رکھتی نہین اپنی مثال چہرا ہے خورشید سا اور دونون ابرو ہین ہلال
بیچتا ہے تو اسے لیلو نگی مین کچھ دیکھے مال یہ کما لاکے تھوڑے دن مین مجھکو کردیگی نہال
مین تو ہون دلالہ کٹنی ہے میرا روزگار یہ امیر و نکے پسند آویگی بیشک گلعذار

(قریب آکے کہنا)

کٹنی **ابیات**

سنو صاحب اسوقت ہر یہ بہلا یہ لونڈی نہیں مانتی ہو کہا
اگر بیچنا اس کا درکار ہے تو بندی یہ لینے کو تیار ہے
کہو اس کو لیکے دیا کتنا زر مین اتنا ہی دیتی ہون لو نامور

امیر **شعر**

تو لیتی ہے اسکو تو اے پیر ڈال روپیئے ابھی پانچسو دے نکال

(کٹنی پانچ سو روپیئے دیکے لیجانا ماستان کو)

## پردا چوتھا آگے کا مکان

(پہلا چور لاٹھی لئے ہوے آنا اپنی عورت چنبیلی کو گھر مین نہ ہونیسے خفا ہو کہنا)

**پہلا چور**- دیکھو گھر کا دروازہ کھلا ہوا ہے چنبیلی پڑوس مین بیٹھی ہوگی بارہا منع کیا پر نہین مانتی وہ عادت اب لاٹھی سے مار مار کے چھوڑانا چاہیئے اس لاٹھی کی کرامت آزمانا چاہیئے۔ اے چنبیلی وہ چنبیلی کدہر گئی جیتی ہے یا مر گئی

**چنبیلی**- اجی کیا ہوا پڑوسمین مین بیٹھی ہون ناحق پکار پکار کے کیون جان دیتے ہو ٹھہرو مین آتی ہون **پہلا چور** سنئے صاحبو کیا جواب ملا اے شیطان کی خالہ۔ خدا کرے مُنہ تیرا کالا جلد آ **چنبیلی**- کیا کہتا ہے ہوے یہ آئی

**پہلا چور**- تو کہان تھی مین ہو کھا پیاسا گھر مین آیا اے نافرمان یہ لے پڑوس مین بیٹھنے کا مزا چکھاتا ہون

(مارنا لاٹھی سے مرجانا چنبیلی کا اور کہنا چور)

**پہلا چور**- ہان مجھے جواب دیتی ہے لے اسکی سزا ملی واہ واکیا کرامت بھری لاٹھی ہے کہ دو تین ہی مار مین مر گئی بس اب جلد سے زندہ کرنا نہین۔ تو گھر میرا برباد ہوگا۔ جب اس طرف سے مارا تھا تو یہ مر گئی اب اس طرف سے مارون تو زندہ ہوگی

(تین بار لاٹھی کو اطراف مردے کے پھیرا آہستہ مار کے کہنا)

چل اس لاٹھی کی کرامت سے زندہ ہوجا ارے اٹھتی نہین کیا ہوگیا سچ مچ تو نہین مر گئی

ہاتھ پاؤن اٹھاکے دیکھ کے کہنا

مین بھولا مین بھولا اسطرف سے مارنا تھا مین اسطرف سے مارا

(لاٹھی پھراکے اور مار کے کہنا)

اے یارو عورت میری کیون نہین اٹھتی شاید میری بھول ہے ادہر سے مارا یا اودہر سے بہتر یون ہے کہ دونون طرف سی مارتا ہون

(لاٹھی کے دونون طرف سی مارنا)

ہاے ہاے گروجی تیرا خانہ خراب ہو تیری لاٹھی کو آگ لگے میری چنبیا مر گئی

(روتے بیٹھنا بعد ہمت سی کہنا)

خیرا میرا تو گھر برباد ہوگیا مگر میرے تین دوست ہین انکی بھی عورتین مروا ڈالو۔ تو وہ بھی میرے برابر بابو کے بہائی درویش ہوجاوین پھر گروجی کی خبر لینا چاہیئے (جانا چورونکا روتے روتے)

## پردا پانچوان راستہ

(آنا تین چورونکا آپسمین گفتگو کرنا)

دوسرا چور سنو یارو وہ کرامت کی لاٹھی لے گیا ابھی تک نہین لایا خدا جانے ہمکو دیتا ہے یا نہین تیسرا چور برا دریچ ہے اس کا کیا اعتبار اگر انکار کر جائے تو ہم کیا کرین گے چوتھا چور بہائی یہان کھڑے کیا باتین کرتے ہو سب کے سب چلو اسکے گھر پر جاکے لاٹھی لے آوین

(پہلا چور آکے کہنا)

پہلا چور السلام علیکم تین چور وعلیک السلام۔ آئے بہائی ابھی تمکو

یاد کئے تھے کہ تم موجود ہو گئے کہو بھائی کیا گذرا لاٹھی کیسی ہے۔ پہلا چور۔ واہ واہ بھائی کیا عمدہ لاٹھی ہاتھ لگی کون سی کرامت بیان کرون کہ میری عورت چنبیلی ایسی سیدہی ہو گئی کہ تا بہ قیامت نہ بگڑیگی نہ ٹیڑھی ہو گی ہو بھائی آج تم لیجاؤ کل تم پرسون تم لینا۔ (دوسرا چور لاٹھی لیجاتا پہلا چور الگ ہو کہتا) پہلا چور۔ اسکی عورت کی موت آئی ہے دیکھو ابھی شور غل مچاتا آئے گا۔ جب میری چنبیلی مر گئی مین اکیلا ہو گیا۔ یہ اپنی اپنی عورتون سے مزے کرے یہ کیا بات ہے چارون برابر ہونا چاہیئے۔ (جانا سب کا پردا)

## چھٹا
## چور کا مکان

دوسرا چور۔ ارے گیند اکھانا پکائی یا نہین گیندا۔ موے کچھ لا کے بھی دیا تھا کیا پکاؤن تیرا کلیجہ۔ (دو تین جوتے مارنا دیکھو) (دوسرا چور) ہان ہان دیکھہ تو ہمیشہ جوتے مارتی ہے سن سو سونار کی تو ایک لوہار کی یہ لے جوتے ماریکا بدلہ (دو تین لاٹھی مارنا عورت کا مر جانا) کیون اسی بات پر دیکھی مردود مانگا اپنے کئے کی سزا پائی۔ ہمی بھائی جان گنوائی عورت سو عورت مرد سو مرد اب اسکو زندہ کرنا چاہیے خدا جانے دیر ہوگی تو مر جاوے (لاٹھی پھرا کے کہنا) پہلے ادہر سے مارا تھا اب ادہر سے مارونگا تو زندہ ہوگی (لاٹھی سے مار کے کہنا) اری اٹھہ ہائے کیا ہو گیا اری جلدی اٹھہ بھیہ کیون نہین اٹھتی مین بھولا تو نہین ادہر سے مارا تھا تو یہ مر گئی اب ادہر سے مارتا ہون۔ اٹھتی نہین ارے مین بھول گیا ادہر سے مارنا تھا۔ (آخر مردہ جان کے رونا) ہائے ہائے میرا گھر اجڑا اگر وہی لگا کیا بگڑا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ میرے دوست کی عورت

بھی مرگئی ہوگی اسنے مجھے خبردار نہ کیا مین بھی خاموش ہو جاؤن تاکہ وہ. بغ
کی عورتین بھی مرجائین تو ہم چارون برابر ہو جاوین ✤

پردا ساتوان راستہ

(آنا تین چورون کا کہنا ایک دوسرے سے)

**پہلا چور** اے یارو اپنا بھائی ابھی تک نہ آیا۔ اور نہ وہ لاٹھی لایا

(آنا دوسرے چور کا)

**دوسرا چور** برادرو یہ بندہ بھی حاضر ہوا واہ واہ بھائی واہ ہوا
لاٹھی کی کرامت کیا بیان کرون میری عورت گیند اسی ضرب سے مر گئی ہے
کہ قیامت تک نہ بگڑیگی (الگ ہو کے کہنا پہلا چور) اسے جیتی ہوتی
تو بگڑتی وہ جہنم رسید ہوئی۔ (تیسرا لاٹھی لیجا یا سب کا جانا)

پردا آٹھوان کٹنی کا گھر

(ماہتابان مجرے مین بیٹھنا آنا ماہ منیر کے ساتھ چند لوگون کا)

**ماہتابان** غزل طرز۔ ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دلکا

خدا کے واسطے اے یارو خوب کام کرو
بدی سے دور ہو دنیا مین نیکنام کرو

حلال زہر سا ہے اور حرام ہے میٹھا
مزا ہے زہر مین ہو کے مت حرام کرو

زناہ کا حشر مین احوال پوچھیگا جو خدا
وہ منہہ کہان ہے کہ جس منہہ سے تم کلام کرو

مکانمین کٹنی کے آئے ہو کیا عبادتکو
دوگانہ مسجد جامع مین جا تمام کرو

نہ بھولو حق کو ظریفو حرام کاری مین
درود پاک کو ورد زبان مدام کرو

(حیران ہو کے اٹھ جانا سب کا مجرے مین سے کہنا ماہ منیر کا)

## ابیات

**ماہ منیر** کوئی پارسا ہے یہ کسبی نہین نصیحت یہ کیسی سنائی ہمین
ابھی کرتا ہون اسکا مین امتحان یہ ہے کون آئی کہان سے یہان

(گانا عاشق ہو کے) (جبیا تجھپر وارا مینے جبیا تجھپر وارا)

**ماہ منیر** مرتا ہون ایجانی تجھپر مرتا ہون ایجانی - میرے یوسف ثانی تجھپر مرتا ہون ایجانی
تیغ عشق سے تیرے قاتل - مین بسمل سا تڑپتا ہون - ہو گئے ہین قربانی تجھپر - مرتا ہون ایجانی
ظریف اسکا وصل نہ ہوگا جی سے گذر جاؤنگا مین - آ روی نورانی تجھپر - مرتا ہون ایجانی

**ماہتابان** **گانا** (پردیس جگنی لے گئی جی)

| | |
|---|---|
| سنو صاحب بات ہماری | تم چاہو نہ میری خواری |
| مین بدل ہون لونڈی تمہاری | قربان ہے تم پہ جان |
| مین بھی تم پہ مرتی ہون | خالق سے مگر مین ڈرتی ہون |
| نہین حرام مین کرتی ہون | تم بھی چھوڑو بدکاری جی |
| سنو صاحب بات ہماری | تم چاہو نہ میری خواری - |
| مین بدل ہون لونڈی تمہاری | قربان ہے تم پر جان ہماری |
| تم کرلو مجھ سے شادی | تاعمر کی ہو آبادی |
| کٹنی سے ملی آزادی | جب دلکو ہو گی قراری جی |

سنو صاحب بات ہماری

| | |
|---|---|
| دوزخ مین نہ مجکو ڈالو | قیمت میری دیڈالو |
| کٹنی کے گھر سے نکالو | ہے تم سے عرض گذاری جی - |

سنو صاحب بات ہماری - (آنا گٹنی کا کہنا ماہ منیر کٹنی سے)

ماہ منیر **مسدس**

اے ماما اس پر یکا مین دیوانہ بن گیا — یہ شمع بن گئی ہے مین پروانہ بن گیا
پرتو سے اسکے گھر یہ پریخانہ بن گیا — یہ ساقی بن گئی ہے مین مستانہ بن گیا
قیمت مین مجھکو دیکے اسے گھر لیجاونگا — کسبی کو شادی کرکے مین بے بی بناونگا

گٹنی **شعر**

راضی ہوں مین شتابی سے لیجایئے حضور — قیمت کے لینے گھر یہ مین کل آونگی ضرور

(ماہ منیر ماہتابان کو لیجانا اپنے گھر)

پردا **نوان** راستہ

(آنا تین چوروں کا باتین کرتے ہوئے) پہلا چور اے بہایو ابھی تک اپنا چوتھا بہائی وہ لاشی کیون نہ لایا خدا جانے کیا ہوا (آنا چوتھے چور کا رونے سر پیٹتے اسے دیکھکے سب رونا) مصرعہ مصرعہ - پہلا چور

اے بہائی میرے بی بلبلی چنبیلی بھی مرگئی — دوسرا ہے ہے آیا روگیندا بھی مری گذرگئی
تیسرا دنیا سے ہائے ہیرا بھی سوسن صنوبر گئی — چوتھا میری گلاب بھی مر او ویران کرگئی

ہائے ہائے بہائی چاروںکی عورتین مرگئی خیر اچھا ہوا کہ ہم برابر ہوگئے دسوی کچھ گئے گھر کے نہ گھاٹ مگر وہ گردجی کو زندہ نہ چھوڑنا چاہئے چلو (جانا سکا)

پردا **دسوان** مکان ماہ منیر

(بیٹھنا دونوں کا گانا ماہ منیر)

ماہ منیر گانا (جاکے گلزار سے صیاد پھر آیا اُٹھا

## غزل

کیا تیرا حسن خداداد ہے اللہ اللہ — صدقے تجھپر سے پری زادہی اللہ اللہ
رخ ہے غنچہ دہن نرگس شعلہ آنکھین — قد تیرا غیرت شمشاد ہے اللہ اللہ
تو ہے لیلی تو ترا عاشق شیدا مجنون — شیرین بندہ تیرا فرہاد ہے اللہ اللہ
باغمین دیکھہ تیری زلف پریشان نظر آتی ہین — بلبل دل کہا صیاد ہے اللہ اللہ

(آنا وزیر ماہ منیر کا باپ خفا ہونا ماہ منیر پر)

### رباعی
وزیر

اے کمینہ یہ کیا کیا تو کام — باپ دادا کو یون کیا بدنام
بیسوا سے کیا تو کیون شادی — ہو کے اشراف کیون بنا ہے غلام

### شعر
ماہ منیر

پدر یہ ماہیکو دیتے ہو بیسوا ہے مثال — نہان یہ ابر کے پڑہ دمین ہو گیا تہا حلال

### شعر
وزیر

بیسوا کو لا کے گہر مین لیا ہے عزت میری — روبرو سے دور ہو دکھلا نہ اب صورت تیری

### شعر
ماہ منیر

بیسوا کو ساتھہ لیکے خیر اب جاؤنگا مین — اے پدر یو بندگی گہر کو نہ پھر آؤنگا مین

(جانا ماہ منیر کا ساتھہ ماہ تاباں کے)

پردا — گیارہوان — ہیچیے کا مکان

(جسمین گروجی چارپائی پر سوتے رہنا آنا چور۔ ونکا کہنا گروجیکے سو تا ہوا دیکھکے
پہلا چور۔ اے یارو آہستہ قدم رکھو دیکھو تو وہ گروجی چارپائی

پر بیخبر سوتے مین اسکو چارپائی پر محکم باندہکے جنگلمین لے جاکے یہی لاٹھی سے
مارتے مارتے مار ہی ڈالنا ہمت کرو مت ڈرو چلو چلو مگر گروجی کے قریب
چار سے سے چارپائی پر گروجی کو باندہکے اُٹھا لیجانا)

پردا بارہوان مکان

(آنا ماہ منیر کے ساتھ ماہتابان گاتے گاتے)

ماہتابان ٹھمری (آئی ہون سبہامین چھانڈ کے گھر)

کیا کام یہ صاحب تمنے کیا میرے لئے کیون گہر چھوڑ دیا۔ کیا کام یہ
مجھسی ہزارون تمکو ملے گی کیون والد سے ہوے ہو جدا کیا کام یہ
پاس رہو ماباپ کے جاکر نکالدو مجھے بہر خدا کیا کام یہ
ظریف ہے اللہ ہی نگہبان ہٹکو نگی صبح اصحرا کیا کام یہ

ماہ منیر غزل (نظر بد جو میری پہ تیری رہیگی)

یہ کیا کہتے ہواے پیاری زبان سے جگر ٹکڑے ہوتا ہے تیری بیان سے۔ کیا کہتے
تجہے بیسوا کہتے ہین میرے والد وہ واقف نہین تیرے راز نہان سے
کہ وہ پارسا ہے تو اے پاکدامن زبان وصف کو تیرے لاؤن کہان سے
خدا کے لئے ہو نہ رنجیدہ خاطر ظریف آسا قربان ہون تجہ پہ جان سے

(قاصد کا آنا نامہ ماہ منیر کو دینا ماہ منیر نے کھولکے پڑھنا)

ماہ منیر نامہ شاہ یمن۔ اے سزاوار تہنیۂ وزارت
وہ خیر خواہ نصیحت وزیر با تدبیر روشن ضمیر با توقیر ماہ منیر سلامت
از جانب خورشید سپہر عدالت و ہلال اوج ریاست باج خواہ سلاطین

زمین سلطان یمن پس از دعا و ترقی عقل و ذکا کے مفہوم باد کہ ہمارے وزرا نے تیرا امتحان لیا تھا مگر اسوقت کوئی جا وزارت خالی نہین تھی اب یک وزیر کی کرسی خالی ہے اس فرمان کے دیکھتے ہی فوراً داخل دربار شاہی ہو کے اپنی کرسی وزارت پر جلوہ افروز ہو کر خروی حاصل کیجئے فقط

ماہ منیر **مسدس**

واجب ہے بی بی مجھکو کہ شکر خدا کرون | رزاق ہے وہ کیون نہ دلو جان فدا کرون
دل چاہتا ہے تمکو نہ یک دم جدا کرون | فرمان شاہ سے ہو نہین لاچار کیا کرون
تم شوق سے یہان رہو بی بی مین جاتا ہون | مین اپنے پاس جلدی سے تمکو بلاتا ہون

(جانا ماہ منیر کا یمن کو)

پردا **تیروان** **آگے کا جنگل**

(چور گروجی کو چارپائی سمیت اٹھا لے آنا زمین پر رکھہ کے کہنا)

پہلا چور **ابیات**

مین تو اب تھک گیا ہون بھائی اب | رکھو اسجا پہ چارپائی اب
چلو اسجا ئے پر ہے یک تالاب | کھا کے روٹی وہان سے آئین شتاب
یہ گروجی کو چھوڑ و اس جائے پر | چلو سب آئین روٹیان کھا کر

(جانا چورونکا روٹی کھانے ہشیار ہونا گروجی آنکھ کا بند ہوا پایے گھبرانا)

(اور کہنا قریب سے یک مسافر کو آتے ہوے نظر کر کے گروجی

مین شادی نہین کرتا مین شادی نہین کرتا - کیون زبردستی کرتے ہو
مین غریب گوسائین ہون بادشاہ کی بیٹی سے کیا نسبت جلدی شادی کرونگا

نہ کرونگا (مسافر شادیکا نام سنکے گروجی کے قریب جاکے کہنا)
**مسافر** - اے احمق تو کون ہے اور شادی نہین کرونگا شادی نہین کرونگا
کہتا ہے تجھے کس نے باندہا ہے یہان کون تجھے لایا بیان کر۔ **گروجی**
اے صاحب مین کیا بیان کرون بادشاہ کے چار سپاہی مجھے باندہ
کے یہان لے آئے ہین۔ اور کہتے ہین کہ چل تیری شادی ہمارے بادشاہ کی بیٹی سے
کرینگے ارے رام رام مین شادی ہو یا لگن نہ کرونگا نہ کرونگا وہ سپاہی جا
مانتے نہین زبردستی مجھے لیجاتے ہین مین راضی نہین ہون کیا کرون
لاچار ہون **مسافر** کیا بیوقوف ہے بادشاہ کی بیٹی سے شادی ہوتی
ہے تو راضی نہین ہے۔ تو بسم اللہ ہمکو قبول ہے قبول ہے قبول ہے اے
اُلّو سن تجھے مین کھول دیتا ہون۔ تو مجھے ایسا ہی باندھکے جلد یہان سے
بھاگ جا پھر جو ہوگا مین سمجھ لونگا **گروجی**۔ ہان ہان صاحب تمہارے
واسطے اچھا جوڑا ہے قسمت سے مل گیا۔ سنو تم نوجوان اور مسلمان صاحب
ایمان عالی خاندان معلوم ہوتے ہو۔ جلد مجھے کھولدو مین تمکو باندھکے
چلے جاتا ہون مجھے دیکھے گی تمکو قبول نہ کریگی۔
(مسافر گروجی کو کھول کے آپ چارپائی پر لیٹ جانا گروجی کا اسکو باندہکے
آپ نکلجانا) **مسافر** اب مین شادی کرتا ہون اب مین شادی
کرتا ہون۔ مجھے کھولدو تو چورون کا آنا یہ احوال دیکھکے حیران ہو
(دریافت حال کرنا مسافر سے) **پہلا چور**۔ اے کاٹھ کے اُلّو تو کون
ہے اور زبان سے کیا بک رہا ہے کس سے شادی کرتا ہے بیان کر

نہین تو مارے لاٹھی سے تیرا مغز پاش پاش کر دونگا مسافر
اے سپاہیو تم جسکو باندھکے بادشاہ کی بیٹی سے شادی کرنے لیجاتے تھے
وہ گوسائین تھا۔ مین مسلمان صاحب ایمان ہون بادشاہ کی بیٹی سے میری شادی
کردو۔ تو مین تمکو اپنا وزیر بناؤنگا (چوبدار حیران ہو کر جوگی کے فریب پر
اور سنا مسافر کی احمقی پر) پہلا۔ اے نادان وہ چور تھا جسکو ہم
گرفتار کر کے قید خانہ مین لیجاتے تھے۔ اے بیوقوف کہانکی شادی نامرادی
وہ مکار تجھے باندھکے آپ چلا گیا دور ہو روبرو سے

## درپیش مین

## باب تیسرا

پردہ پہلا دربار شاہین کا

(ماہرو تخت پر جلوہ افروز ہونا آنا چند سپاہیون کا تلاش ماہ تابان کر کے)

لاؤنی۔ تیرے کہے کے موجب ہم نے پائے ہین تیج

سپاہی
شاہ تمہارے حکم سے جا جنگل مین یکبار ڈھونڈ کے آئے ہم لاچار
نپایا ہمشیرہ کو آپکی ہمنے کہین زنہار چھان مارے جنگل کہسار
حال پریشان سرگردان ہم کرتے ہین اظہار سنو اے عالم کے سردار
جو کچھ ہو منظور خاطر فرمادو نہین انکار حکم کے ہم ہین تابعدار

ماہرو ابیات

مین بادشاہ بنا ہون مگر ہے یہ رنج و غم ہمشیر کی جدائیکا کب تک سہون ستم
بیچین ہون مین دلکو نہین ہے میرے قرار ہمشیر کو ملادے مجھسے کردگار

جنگل مین وہ بھٹکتی ہے دل میرا چاک ہے — پایا مین بادشاہی بھی تو اُسے خاک ہے

سمجھانا ماہرو کو — رامشنگر۔ خبر لے اے مسیحا تو کہان ہے

رامشنگر۔ عجب یہ انقلاب آسمان ہے — کہان ہمشیرا اور بھائی کہان ہے

جدا ہے گرچہ ہمشیرہ تمہاری — نہین فرقت کسیکو جاویدان ہے

شہا وہ جامع المتفرقین ہے — ملا دے گا انہین ملکے یہان ہے

نہین چارا سوائے صبر اور کچھ بھی — نگہبان ان کا رب دو جہان ہے

خدایا دے ملا ہمشیرہ سے — ظریف اپنی یہی ورد زبان ہے

## ماہرو — مسدس

دینا سوال کا اے وزیرو مرے جواب — ہے کوئی ایسی نازنین دنیا مین انتخاب

ہو حسن ایسا جس سے کہ شرمائی آفتاب — گانے مین اور بجانے مین کامل ہو باصواب

ہو پاکدامن اور ہو یہ تین خوبیان — گر دیکھے ایسی نازنین ہو تو کرو بیان

## بختنک وزیر — خمسہ

اے شاہ ان صفاتون سے معمور حور ہے — انسان ان کمالون سے کوسون ہی دور ہے

سننے مین آجتک نہین آیا حضور ہے — کوئی کہے مین دیکھا بڑا بے شعور ہے

پریان مین باکمال بشر پر قصور ہے

## شعر — ماہ منیر

حورون مین بھی نہین ہے شہنشاہ کمال آج۔ بخشا ہے اپنی بندون کو تین ذوالجلال نے

شعر بختنک وزیر۔ بہتر ہے گر سنی ہو تو صاحب سنائیے۔ یا دیکھے اپنی آنکھون سے ہمکو دکھائیے

شعر ماہ منیر۔ سننے کا ذکر کیا کہ جو بی بی ہے میرے پاس ہے۔ یہ چارون وصف رکھتی ہے ایسا حق شناس

شعر ماہرو۔ چارون کمال جس مین ہون اگر انتخاب ہے۔ وہ بی بی دو جہان مین بیشک لاجواب ہے

**بختنک** — **مسدس**

گستاخی ہو معاف سنو شاہ بحر و بر — بی بی جو اسکی صاحب عصمت ہے پر ہنر
مین امتحان کو جاتا ہون وہ حکم مجھکو گر — ناپاک کر دون دامن عصمت کو سر بسر
لکھہ دیتا ہون یہ شرط کہ تم بھی رقم کرو — ہارا اگر تو سر میرا تن سے قلم کرو

**ماہ منیر** — **رباعی**

لیلو نوشتہ میرا اسی وقت یہ بیان — واصل ہو میری بی بی سے تم او مہربان
اے شاہ یہ بگاڑ کے گر عصمت آئیگا — مین تا بہ زندگی رہون زندان مین ورنہ
شعر ماہ رو دیکھہ مین یہ کام تو کر کے آئیگا — جھوٹا جو ہو ویگا وہی زندان مین جائیگا

(دونون لکھہ دینا ماہرو بادشاہ کو)

**پردا** — **دوسرا** — **راستہ**

(ماہ تابان کی کرامت کے تعریف مین گانا مرادمندونکا)

گانا۔ کنگنوا مورا کر سے سرکیو رے

سب مرادمندان بخشتا ہے کرامت بی بی کو خلاق باری رے۔ بخشتا ہے کرامت
ہم در پہ تیرے مین آئے۔ تا مراد دلکی پائے بخشتا ہے کرامت بی بی کی
تیرا ٹھکانہ رے — چھوڑ کہان جانا رے

اب جاتے ہین اسکا پتہ جیسا بی بیکا ہی گھر۔ از فضل خدا پر آئیگی امید ہماری رے

(آنا بختنک وزیر دریافت کرنا احوال بی بی ماہ منیر کا)

**بختنک** — **رباعی**

اے یار وجمع کسلئے یان خاص و عام ہے — اور کون ہے ولی کا یہان پہ مقام ہے

مین بھی دے اسکا واسطہ کچھ التجا کرون • درپیش مجھکو ایسا ہی یک سخت کام ہے

یکشخص

## مسدس

اے صاحب ایک بی بی صاحب کمال ہے — عصمت پناہ معدن حسن و جمال ہے

کسبی کے گھر رہتی تھی مشہور حال ہے — بخشا کرامت اسکیتئین ذوالجلال ہے

برلاتی ہے مراد صغیر و کبیر کی — وہ پاک دامن بی بی ہے ماہ منیر کی

شعر بختنک۔ یارب وہ بی بی نیک ہے اور بد مرا خیال۔ سلطان کے روبرو ہے میری [illegible]

(بختنک زمین پر گرے بیہوش ہونا کہنا ایک آدمی سے)

رباعی آدمی بیہوش نہیں ہو زمین پر گرا کسلیئے یہان — کیا تجھے ایسی سخت ہے مشکل اے بھائی جان

کر التجا وہ بی بیکا تو دے کے واسطہ — مشکل کو حل کرے گا خداوند دو جہان

بختنک یارب وہ بی بی صاحب عصمت کے واسطے — تدبیر شرط جیتنے کی تو بتا مجھے

(جانا سب کا آنا وہین کٹنی کا کہنا بختنک نے کٹنی سے)

شعر بختنک۔ جاتی کہان ہے آ ماما خدا را بتا کر — تو کون ہیگی اور کہو ہے یہ کسکا گھر

شعر کٹنی۔ جاتی ہون بی بی یا بادہ عصمت نشان مین۔ بیٹی اسے بنائی ہون اپنی زبان سے مین

ابیات بختنک۔ اے ماما میرا حال سنو تو بیان کرون — آیا ہون آج شاہ یمن کا وزیر ہون

دربار شہ مین بیٹھے تھے ماہ منیر ہم — تعریف اپنی بی بی کی کرنے لگا بہم

جنے کہا کہ عورتون کا اعتبار کیا — ماہ منیر ہو کے خفا مجھ سے یون کہا

اقلیم حسن مین میری بی بی کا راج ہے — اور سر پہ میری بی بی کے عصمت کا تاج ہے

یہ سنکے مین نے روبرو سلطان کے کہا — اے شاہ جا کے اسکی مین عصمت بگاڑ دونگا

آیا ہون کر کے شاہ سے قول و قرار مین — یہ کام کر تو دون تجھے زر بے شمار مین

ابیات کٹنی بیہودہ آوزیر یہ تیرا خیال ہے — عصمت بگاڑے اسکی یہ کسکی مجال ہے

تیرے لئے فریب چلاونگی جا کے مین — پانی اسے ضرور نہلاونگی جا کے مین

اسکی برہنہ کھینچکے تصویر لاتی ہون — تلوار اور انگوٹھی تجھے دیکے جاتی ہون

شعر بختیک بس بس آے ماما اتنا بھی گر تجھسے کام ہو — سلطان کے روبرو میری عزت مدام ہو

(جانا دونون کا)

پردا شرا مکان

(ماہتابان فراق ماہ منیر مین گانا) غزل سر کو ٹیک دیا نہ کرے ہم تو کیا کرے

ماہتابان۔ ہم نے نہین سہے سو جہان مین ستم نہین — وہ کون ہے بلا جو اٹھا لیوے ہم نہین

اللہ نے مجکو چادر عصمت عطا کیا — کپڑے پرانے پھٹگئے تن پہ تو غم نہین

کٹنی کے گھر سے لا مجھے ماہ منیر نے — بی بی بنایا پر مین کنیز سے کم نہین

گھر بار اور باپ کو چھوڑا میرے لئے — تا مرگ مین بھی چھوڑتی اسکے قدم نہین

ماہ منیر مجھپہ بدل جان نثار ہے — کیا اے ظریف مجھپہ خدا کا کرم نہین

(آنا کنیز کا کہنا ماہ تابان سے)

شعر کنیز۔ بی بی خدا کیواسطے دلکو قرار دو — پوشاک صاف پہن کے میلے اتار دو

(آنا کٹنی کا کہنا ماہتابان سے)

شعر کٹنی۔ واری تجھ مین صدقے ہون جانسے نثار ہون — منہ بولی گرچہ ماہون پہ خدمت گذار ہون

لیکن ہے دل مین آرزو نہلاؤن آج مین — کپڑے بھی اپنی ہاتھونسے پہناؤن آج مین

شعر ماہتابان۔ بہتر ہے فرمانکو جان دل سے بہتر سمجھتی ہون — حقیقی ماں سے بھی تمکو سوا اے دایہ سمجھتی ہون

جانا دونون کا حمام مین گانا کنیز کا گانا نیک رہے ایسی کوئی نہ دیکھین …

کنیز- کیون نہو پاک بی بی ہماری - بی بی ہماری    پاک بی بی ہماری
گاتی بجاتی بیٹھی گلشن کے گھر مین    ہو گئی خلق کی پیاری رے    پاک بی بی
صاحب عصمت ہے وہ پاکدامن    ہے شادمان غم کی ماری رے    پاک بی بی

(تصویر کھینچ کے لے آنا گلشن کا اور کہنا کنیز سے)

گلشن- بی بی نے اے کنیز بلائی ہے تجکو بھیا    اور کنگھی آئینہ بھی منگائی ہے دیکھے آ

(کنیز آئینہ اور کنگھے لیجانا گلشن ماہ منیر کی شمشیر اور انگوٹھی لے کہنا)

رباعی گلشن- ماہتاباں کی تصویر لئے جاتی ہون - ساتھ تدبیر کے تقدیر لئے جاتی ہون
اسکے شوہر کی مین از بہر نشانی دیکھو - یہی خاتم یہی شمشیر لئے جاتی ہون

(جانا گلشن کا)

## چوتھا

پردا    دربار

(تخت پر بیٹھنا ماہرو کا آنا بخنسک کا زیر تصویر چھپا شمشیر لئے ہوے)

بخنسک- غزل بلبل شیدا نے پوچھا گل سے یون رو رو بہار
مرد کو لازم نہین عورت کا کرنا اعتبار - کر کے عصمت کا بہروسا کیون ہے خوار و زار
جسکی عصمت کا دعوی تجکو اے ماہ منیر - اسکو مین ناپاک کر آیا ہون سن اے بدشعار
شرم ہو تو چلو بہر پانی مین مرجا ڈوب کر - کیون ہے اب خاموش بیٹھا یاد کر قول و قرار
لذت کی دیتا سزا کاذب کو جب آئے نظر عیب - شرط اپنی بجا لے آیا شاہ نامدار

رباعی ماہرو- کرنا اس دنیا مین تجکو زندگانی چاہیے - لفظ جو نکلے زبان سے با معانی چاہیے
صاف تیری گفتگو سے پایا جاتا ہے دروغ - شرط پوری کر نے کچھ تو نشانی چاہیے

بخنسک- شعر اے شاہ بیدلیل نہین ہے میرا کلام - یہ لیجئے نشانیان لے آیا ہے غلام

(ماہرو کے اوپر ور رکھدینا ماہ تابان کی تصویر ماہ منیر کی انگوٹھی و شمشیر)
(ماہ منیر دیکھہ شرمندہ ہو منھہ پھیر لینا ماہ رو خفا ہو کہنا ماہ منیر سے)

ماہرو — **غزل** بیداد مجھے یاد ہے واللہ تمہاری

ماہ منیر دیکھہ تو تصویر ہے کسکی — یہ صاحب عصمت کہو تیرے ہے کسکی
خاتم کے نگینے پہ تیرا نام ہے کندہ — بتلا دے مجھے اور یہ شمشیر ہے کسکی
شمشیر کے قبضے پہ لکھا نام ہے تیرا — دربار میں میرے گئی توقیر ہے کسکی
وہ بی بی تیری بیبوا دی اسکو نشانی — اے جعلی مردون کے مرشد کہو تقصیر ہے کسکی
زندان میں ظریف اسکو میں کرتا ہون مقید — جہوٹون کے سوا اور یہ تعزیر ہے کسکی

(سپاہی طوق و زنجیر پہنانا ماہ منیر کو ماہ منیر پشیمان ہوگا نام)

ماہ منیر — **غزل** ظرز رجا کے گلزار سے صیاد پھر آیا لیا

دیر عالم میں صنم ایک تہا بہتر نکلا — جس کو گوہر میں سمجھتا تہا وہ پتھر نکلا
ماہ دو ہفتہ سمجھہ جسکو تہا میں مثل چکور — بخت بد سے میرے گردونیہ بد اختر نکلا
فرش گل جان کے میں کرتا تہا جسپر آرام — وہ میرے واسطے سے خار و نکا بستر نکلا
ماہتابا انکو ابھی لکھے میں دیتا ہون طلاق — تھا کرون یار میر انکیے ستمگر نکلا
جسکو میں آنکھون کے پردے میں رکھتا تہا ظریف — مثل گل پہول کے وہ جامے سے باہر نکلا

(سپاہی کا لیجانا قید خانہ میں ماہ منیر کو دربار سے)

# پردا پانچوان رکستہ

(آنا چوروں کا تدبیر کرنا گروجی کو گرفتار کرنیکی)

شعر سلا چور — تدبیر کوئی آیا کریں ہم۔ کسطرح گروجی کو گرفتار کریں ہم

دوسرا چور۔ ٹلجائے اگر مجکو تو یہ کار کرونگا　　اس موذی کی گردن پہ تلوار کرونگا

تیسرا چور۔ آیارو دیکھو آتا ہی وہ کون بڑھ بڑھ　　بیشک وہی گروجی ہے تھی جسکی جستجو

چوتھا چور۔ اب باندہکے گروجیکو ہمین ڈالدو۔ سر پر بلا اسوار ہے جلدی سے ٹالدو

(آنا گروجی لپٹ جانا چپڑون کا چور مشکین باندہکے لیجانا گروجیکو)

## پردا چھٹا مکان

(ماہتابان فراق ماہ منیر مین گانا) طرز دکھہ سے تمہارے دکھی ہے یہ دکھیا

ماہتابان۔ چھانڈ کے موہے گو پیتم سدہار۔ جینا بھیو بیکار رے۔　　چھانڈ کے موہیکو پیتم

بسگے بدریان - موری انکھیان برست ہی دن رین رے

کاہے کرون - موے پیانہین آئی کوکت ہون باربار رے۔　　چھانڈ کے موہیکو پیتم

نہ آپ آئے نہ موہے بلائے نہ بھیجے پتیان پیارے رے

کس سوتن بہرمایا پیاکو ہمرے جبر لیف جار رے　　چھانڈ کے موہیکو پیتم

(کنیز کا آنا خط ماہ منیر کا دینے گانا طرز۔ چلو سنگ ہمارے تو مجنون

گانا کنیز۔ تورے سیان پٹہائی تو ہے پتیان رے　　بی بی پتیان رے بی بی پتیان رے تورے

چھانڈ و چنتا پتیان باچو۔ دہڑکت ہے موری چہتیان رے　　تورے سیان

داسی جبر لیف کی دیا سو بی بی۔ سکہہ پا کٹہے دن رتیان رے　　تورے سیان

(ماہتابان خط کہول کے پڑھنا) طرز جانیلے چھوڑ دی تجہے ہم اے شاہ کے

## ماہتابان　　غزل خط

اے ماہتابان دی تجہے ہم نے طلاق ہے　　جا اُس سے ملنا جس کا تجہے اشتیاق ہے

کٹنی کے گہر سے لا تجہے شادی کیا تہا مین　　جان تجہہ دیتا ہون تجہے مجہہ سے نفاق ہے

تصویر دو چھلا اور میری شمشیر آبدار — نختک کو دی نشانی یہہ کیا مذاق ہے
بے چین مین یہان تو وہان پر پری کرے — تجھکو نصیب عیش ہو مجھکو فراق ہے
تحریر جسپہ ہوا قول و قرار تھے — کیا سمجھا کتاب وہ بالائے تاق ہے
گھر سے نکل جا میرے دیا مین تجھے طلاق — کم ایسا زیر چرخ ظریف اتفاق ہے

(ماہتابان حیران ہو کر گانا) طرز (نظر بد جو ہے پہ تیری رہیگی)

غزل - ہین تحریر خط مین ستانے کی باتین — ہے فرقت مین دل کو جلانے کی باتین
ہوا کون نختک تھا مجھکو خبر کیا — ابھی صاف ہین یہ بہانے کی باتین
مگر چھلا شمشیر چوری گئے ہین — نشانی دی کس کو سنانے کی باتین
کسی بیسوا کو وہان دل دئے ہو — سنائی مجھے خون پلانے کی باتین
ظریف اب نکل جاتی ہون گھر سے انکے — کہان تک سنو بے ٹھکانے کی باتین

(کنیز کا سمجھانا ماہتابان کو) طرز (اے مہر خدا تجھپہ ہے قربان میری جان)

غزل جانے نہ دونگی مین تمہین اس آن میری جان — کہنے کو اس کنیز کے تو مان میری جان
کیون روتی ہے خدا کیلئے بی بی صبر کر — عصمت کا تیرے حق ہے نگہبان میری جان
دشمن کوئی کہا ہے یہ ماہ منیر سے — معلوم صاف ہوتا ہے بہتان میری جان
کیا ہو گیا ظریف ہے ماہ منیر کو — لکھا طلاق ہو کے پشیمان میری جان

(ماہتابان مجریکا لباس پہنکے جاتے جاتے گانا) طرز - غم دوری سے جی جلتا ہے اشک آنکھو رہتے

مثلث ماہتابان - فراق گل مین آتھیا ہر دم اشکباری ہے — قفس گلشن مین لٹکا دے ابھی فصل بہاری ہے

دوہا

کاگا کاگا سب تن کھائیو چن چن کھائیو ماس — دو نین ہمارے مت کھا کاگا پیا ملن کی آس

کھلی نرگس سی آنکھیں ہیں کس کی انتظاری ہے  فراق گل میں

جو میں ایسا جانتی کہ پیت کرے دکھ ہوئی  نگر ڈھنڈورا پھیرتی پیت کری نہ کوئی

ستم ہم پہ کرم غیر ون پہ کیا عادت تمہاری ہے  فراق گل میں

کوک کروں تو جگ ہنسے اور جیکو لاگے گھاؤ۔ ایسی کٹھن سینکو کہ بد کروں اپاؤ

ملو غیروں سے ہمکو چھوڑ کے یہہ کیسی یاری ہے  فراق گل میں

دل چاہے دلدار کو اور تن چاہے آرام  دُبدا میں دو ہو گئے مایا ملی نہ رام

کشاکش میں پڑی ہے جان دلکو بیقراری ہے  فراق گل میں

سہنا لانے پیا گئے پر سونا کر گئے دیس  سہنا ملا نہ پیا ملے روپا ہو گئے کیس

زلیخا سی تیری اے رشک یوسف انتظاری ہے  فراق گل میں

جاؤں پیا کو ڈھونڈنے کسبن کا کر بھیس  پیتم پیارے پیت لگا کے چھا گئے پردیس

چمن سے جانب صحرا نکلنے کی تیاری ہے  فراق گل میں

چلتی چکی دیکھ کر دیا کبیرا رو  دو پاٹن کے بیچ آ رہا نہ ثابت کو

فنا ہو سب ہیں ظفر نعت زار باقی ذات باری ہے  فراق گل میں

(جانا ناتواں کا بہ سوئے یمن تلاش ماہ منیر میں)

پردا ناتوان جنگلمیں بھٹکا

(آنا چوروں کا گروجی کو باندھ کے سونا ناگروجی کو کوئے میں ڈال یک چورکو رکھ کے جانا تین چوروں کا گروجی کوے کے اندر سے چلاتے چلاتے کہنا چوروں سے از راہ مکر و فریب کے) ابیات گروجی

اے بچو نکالو مجھے تم شتاب  کوئے میں ہے معلو کھر بے حساب

ستاتی وو رسی یہہ کوے مین ڈہل — مین رسی کو باندہون تو نیا نکال

(چور کوے مین کے قریب آ کہنا گروجی سے) چور — ابیات

نہین مجہکو بالکل تیرا اعتبار — تو پہلے بتا گوہر آب دار۔

مین ڈالا ہون رسی سن اپر دغا — اسے باندہ دے گوہر بے بہا۔

(چور رسی کوے مین ڈالنا اوپر آنا گروجی کا دو گولے کانچ کے ہاتھین لیئے ہوئے)

(گولے چور کو دیکے کہنا چور سے) گروجی — ابیات

اے بابا یہہ لیجا کے دونون گہر — یمن کے شہنشاہ کی نظر کر۔

بہت پائیگا شاہ سے انعام تو — کیا کر سدا عیش و آرام تو۔

مین ساد ہون دنیا سے کیا مجہکو کام — کہ بہجن ہمارا ہے بس رام نام۔

چور۔ یہہ پہلے یہ کر کے گروجی دیا — مجہے اس کوئین اُتارو ذرا۔

کوئے مین ہین جتنے کے لعل و گہر — یہہ چادر مین لے آؤنگا باندہ کر۔

شعر گروجی۔ اگر یون ہے مرضی تو پہر کیا دیر — کوئے مین اُتر دیکہہ لعل نکلے ڈہیر

(گروجی چور کے کمر مین رسی باندہکر کوئے مین اُتار رسی بہی کوے مین ڈالکے کہنا)

مسدس گروجی۔ اچہے رہ مجہکو جاتا تہا کوے مین ڈالکے۔ آپ ہی کوئے مین جا گرا مجہکو نکالکے

دے بیٹہا نقد جان تو حسرت مین مال کے — رکہنا کوے مین لعل و جواہر سنبہال کے

ہمراہی تیرے بچ گئے یہہ طرح مارونگا — تیری طرح سے انکو کوے مین اتارونگا

(جانا گروجی کا وہان سے) پردا آٹھوان راستہ

(گروجی کا اُتارو بہ وچورنکو آتے ہوے دیکہہ فریب سے کہنا گولے ہاتہین بہ لہہ کے)

رباعی گروجی۔ نارائینا نارائینا تیری دیا ہے تیری دیا ہے۔ چور دن نے مجہے

کوئے مین ڈالا اسی کوئے مین خزانہ بخشا اور دیا سے باہر نکالا - یہ لعل بے بہا مین کیا کرون - کسی بھکاری کو دیتا ہون - کہ وہ کھا کے دان پکرے گا - تب نام کی سمرن کرے گا نارائینا نارائینا نارائینا (چور گروجی کو زندہ دیکھ حیران ہو گئے)

**شعر** پہلا چور - گروجی ہماری وہ بخشو خطا — کرو اپنے بچون پہ اپنی دیا
کہان سے یہ لعل و گہر لائے ہو — پتا اسکا ہم کو گروجی کہو

**مسدس** دوسرا چور - نہین ہے گروتمکو دنیا سے کام — کہ سادہو کو لعل و گوہر ہے حرام
مگر ہم ہین مفلس تمہارے غلام — ذرا چل کے ہمکو بتا دو مقام

**گروجی** - خزانہ دیکھاتا ہون بچو چلو — مگر ایک رسی بھی ہمراہ لو
(جانا چورون کا رسی لیکے گروجی کے ساتھ) پردا - **نوان وہی جنگل اور کوا**
(آنا گروجی چورونکو ساتھ لئے ہوے کوئے پر کہنا چورون سے گروجی)

**مسدس گروجی** - اے بچو جسے تمنے سمجھے کوا — اسی مین خزانہ ہے بے انتہا
ذرا جا کے اندر تو دیکھو ہے کیا — چمکتے ہین لعل و گوہر بے بہا
اٹھالاؤ تم جا کے سب ایکبار — نہ پھر جانے پاؤ گے تم زینہار

**شعر** چور پہلا - بجا آپ کا کہنا ہے اے جناب — ہمین اب کوے مین اتار و شتاب
(گروجی دو چورونکو یک سرے سے اور یک کو دوسرے سرے سے باندہکے)
(کوئے کے چہر چہر لٹکا رسی کو کاٹ دینا چور اندر کوے کے گرنا دو سپاہی آکے)
(گرفتار کرنا گروجی کو مشکین باندہکے لیجانا دربار مین شاہ یمن کے)

## پردا دسوان مکان

(ماہتابان مجہ یمن بیٹھکے کہنا چنبیلی سے) **ماہتابان** اے چنبیلی استاد جی کہان

مین جلد جا کے بلا لا مجرے کا وقت ہو چکا۔ (آنا بختک وزیر کا) **ماہتابان**
بندگی صاحب زہے قسمت اس لونڈی کے کہ آج آپ نے غریب خانہ مین
آئے **شعر بختک** کہئے آئی کہان سے گل اندام    کرتی کیا پیشہ کہئے کیا ہے نام
**مسدس** ماہتابان ہیسوا مجکو کہتے ہین خاص و عام۔ میرا گانے بجانے کا ہے کام

آپ ہو کون اور کیا ہے نام    آئے کسواسطے ہو عالی مقام۔
بادشاہ کے وزیر ہو گے آپ    یا امیر کبیر ہو گے آپ۔
**شعر بختک**۔ نام بختک وزیر اعظم ہون    کچھ سناؤ تو شاد و خرم ہون
**ماہتابان**۔ غزل مطلبانہ سناؤنگی آج    مراد دل اپنی مین پاؤنگی آج۔

(آنا استادجی کو لیکے چنبیلی کہنا ماہتابان استادجی سے) **زبانی ماہتابان**۔
استادجی سارنگی طبلہ ملاؤ جو کچھ آتا ہے سناؤں اور مراد دل پاؤن۔
طرز (تمنا سیر گلشن کی ابھی صیاد باقی ہے) **غزل**۔ **ماہتابان**۔

کسی کاذب نے ہی ہیسوا مجھکو بنایا ہے    قریب اب فضل حق سے امتحان کا وقت آیا ہے
چراغ مکر روشن کر بنا بہتان کا کاجل    مرے دامان عصمت پر سیہ دھبا لگایا ہے
گنہگار و نہین ہون یارب ولیکن لطف سے تونے    مرا ننگ زنانہ شیشۂ عصمت بچایا ہے
تو ہی دانا و بینا تو ہی ہے حاکم عادل    سزا دے اسکو جسنے میرے شوہر کو ستایا ہے
سزا کا خوف کچھ دیوانے ظریفہ را آنجا    وہی فریادرس میرا مقرر مجکو لایا ہے
**ابیات بختک**۔ واہ کیا خوب گایا ہے گانا۔ سنکے عاقل ہو جسکو دیوانہ۔
موسیقی مین کیلئے ہو پیدا الکمال    حسن مین بھی نہین تمہارے ہی مثال۔
لو یہ انعام اب مین جاؤنگا    تمہین دربار مین بلاؤن گا۔

(دوشالہ انعام دیکے جانا بختنک وزیر کا)

**پردا** **گیارہوان** **راستہ**

(سپاہی لے آنا گروجی کو کہنا سپاہی کا گروجی سے) **شعر** پہلا سپاہی۔

وہ تھے کون جلدی اے موذی بتا ۔ دیا جنکو تو نے کوئے مین گرا

**دوسرا** سپاہی۔ اگر راست کہنے مین انکار ہے ۔ رہائی سمجھہ تیری دشوار ہے

(مارنا سپاہیون نے گروجی کو) **ابیات** گروجی۔

نہ مارو خدارا مین ناچار ہون ۔ مین خدا ایسے جینے سے بیزار ہون

سنو گوش دل سے یہہ ہے ماجرا ۔ کہو امین تقصیر ہے میری کیا۔

کوے مین دیا مین نے جسکو اتار ۔ وہ چورون مین مشہور تھے نامدار

وہ چارون نے یکرات آ میرے گھر ۔ مجھے لے چلے مشکیان باندہکر

اسی چاہ مین جا کے ڈالا مجھے ۔ مسافر یک آکے نکالا مجھے

عوض کا بہانہ نکالا ہون مین ۔ اسی چاہ مین انکو ڈالا ہون مین

**شعر** سپاہی۔ لیچلے گے تجھکو ہم دربار مین سلطان کے۔ یا تو پاویگا رہائی یا مین لائی جائیگی

(سپاہی لیجانا گروجی کو دربار ماہرو نیم پردا۔ **بارہوان**۔ آخر پلید نار ماہرو تخت پہ جلوہ گر ہونا بختنک تعریف کرنا ماہتا بانکے گانیکے) **گانا**۔ طرز

رنبول میرے سے کیا ہے غم ہے (بختنک) آئی ہے یان وہ صنم۔ بوٹا سا قد ماہ جبین۔ ایسی کہین۔ دیکھا نہین ہے صنم اگرچہ حکم پاؤن اسکو یہان پہ بلاؤن کچھہ گواؤن۔ ہے صنم۔ **مسدس** **ماہرو**

خوش گلو خوش رو اگر ہے تو بلاؤ جلدی ۔ اس پریزادہ کا دیدار دکھاؤ جلدی

کوئی خاطر ہے اسی وقت مین جاؤ جلدی گانا اسکا بخدا مجھکو سناؤ جلدی

اسکو بے دیکھے محبت مجھے کیون آئی ہے۔ رنج و غم دور ہوا دلپہ خوشی چھائی ہے

(چوبدار جاکے ماہتابانکو لے آنا دربار مین ماہرو دیکھ کے کہنا عالم حیرت مین)

مسدس ماہرو۔ یاالہی مجھے ہے یک حیرت۔ اور یہ کیسی ہے مجھکو کیا نسبت

دل کو کیون اس پہ ہی ہے الفت کچھ نہ کچھ اسمین حق کی ہے حکمت

ٹال دے دل سے غم کو تو آکے سرگذشت اپنی کچھ سنا گا کے

مسدس ماہتاباں۔ آپکے دربار عالی مین ہین سب پرنا و پیر۔ پر نظر آتا نہین ہے وہ ہوا ما خائے گیر

جسکو ہے سلطان عادل تم بنائے ہو وزیر روبرو اسکو بلاؤ اے شہ ہے آفاق گیر

اسکے ظلم و جور کی تم سے میری فریاد ہے گر نہ پاؤن داد تو بیداد ہے بیداد ہے

شعر ماہرو۔ اے چوبدار حکم ہے میرا یہی تو جا۔ ماہ منیر کو میرے دربار مین لے آ

(چوبدار جاکے ماہ منیر کو لے آنا ماہتاباں کو دیکھ منھہ پھیر لینا)

غزل گانا ماہتاباں (خار حسرت قبر تک دلمین کھٹکتا جائیگا)

و ستم گلچین پا ستم کرتا ہے اے صیاد تو باغ ویران کرکے کرتا ہے قفس آباد تو

آہ کے تیر دل سے گرچا ہوں گرا دونگا کپر + کب تلک قائم رہیگا چرخ بے بنیاد تو

قید مین شوہر میرا سو میری ہوئی خراب + اے ستمگر یون ہی یکدن ہویگا برباد تو

صاحب عصمت پہ جو بہتان لیا ظالم نے + اسکی کچھ انصاف ہے یا کرتا ہے بیداد تو

دیگا جو ٹھیکا سزا یہ شاہ عادل ہے ظریف + شاد ہوا یدل ہو یگا کب تلک ناشاد تو

ماہرو۔ گانا۔ طرز (دار ے جوگن تو آے درد کی مبتلا)

سنا ہی وہ گانا آ زہر اجبین نہین سنے اب تک سنا تھا کہین

سنئے تیرا گانا اگر تان سین — صدا آئی مرقد سے صد آفرین
کیا کسنے ہے تجھہ پہ جور و ستم — بیان کر تو اسکو سزا دون ہمین

**ماہتابان** گانا طرز راے ہان رے اگر تو دکھیا ہین تم

یہہ بختنک ہے بے ایمان — یہہ بختنک بے ایمان

سنئے حال اے شاہ والا - اس ظالم کا منہہ ہو کالا عجیب نہین اس آن - یہ کمبخت بے ایمان
نوکر بختنک وزیر مجھکو رکھا تہا بدکردار - تین مہینونکی تنخواہ نہین دیا ہے اے ذیشان - یہہ
بختنک بے ایمان (بختنک حیران ہونا اور کہنا دست بستہ ماہرو سے)

**ابیات بختنک** اے شہنشاہ والا حشم — صحیح کہتا ہون مین خدا کی قسم
مین فدوی تمہارا ہون یہہ بیوا — مجھے کہئے کسبی سے نسبت ہے کیا
یہہ ہے کون واللہ نہین جانتا — مجھے یہ نہ مین اسکو پہچانتا
مگر شام کو تھا گیا اسکے گھر — سنا اسکا گانا ذرا بیٹھکر
مین انعام دینے گئے دو شالا وہان — پھر آکے گیا آپ سے مین یہان
اسے ہاتھہ سے بھی چھوا ہون اگر — جدا کر دو تن سے ابھی میرا سر
قسم ہے مجھے آپکی جان کی — خدا ہے گواہ اس نے بہتان کی
مین دختر سمجھتا ہون اس کو شہا — سراپا غلط ہے جو اس نے کہا

**شعر ماہتابان**

مین زناکاری مگر مجھے ثابت کرون — کیا سزا دینا تجھے لکھدے یہان سر نگون

**بختنک**

ن ابھی لکھدیتا ہون گر تجھسے غلط ہو گیا - ہو گیا ثابت یہہ مجھہ پر سر کرو تن سے جدا

(گت بجانا بختک خط لکھدیا ماہتابان خوش ہو کے گانا لباس کبھی تن سے اتار کے)

(ماہ منیر کے گلے سے لپٹ گے کہنا)

**ماہتابان** **غزل** - بیت زدہ کیا خواب دیکھایا میر اللہ

عصمت پناہ کنیز ہون ماہ منیر کی | خدمت گذار ہون اسی روشن ضمیر کی
کیونکر نہ فرق پر میرے عصمت کا تاج ہو | ہے مجھپہ مہربانی خدائے قدیر کی -
کہو مجھپہ سے آپلید کیا وہ اصل ہوا تہا تو | بہتان کر کے مرد کو میرے اسیر کی -
لعنت ہے تجہپہ اور تیرے جہوٹھی کلام پر | عزت لی شاہ کی روبرو ماہ منیر کی -
ملعون یہہ وزیر سزا وار دار ہے | انصاف بھی یہی ہے ظریف حقیر کی

(ماہرو خفا ہو کہنا بختک روسیاہ کو)

**ماہرو** **گانا طرز** (سدہ لاگ رہی توری آٹھ پہر سا)

**ٹھمری**

معلوم ہوا آیدا ختر | احوال تیرا باطل یکسر | معلوم ہوا
صاحب عصمت پر یہہ بہتان | لیا تھا آسے شیطان کے پسر | معلوم ہوا
لیجا کے اسکو شہر کے باہر | حکم ہے میرا اڑا دو سر - | معلوم ہوا
اے بی بی صد ہزار آفرین | تجہپہ پہ ہے تیرے سو ہر بجے | معلوم ہوا
ظریف کو نام اپنا بتا دے | کون ہے تو کسکی دختر - | معلوم ہوا

**ماہتابان** **غزل** (اس آتش الفت نے ہی کیا آگ لگا دی)

ماں باپ ہیں دنیا میں نہ کوئی دوسرا ہے | ظاہر میں غم و رنج ہیں باطن میں خدا ہے
گوہر میری مادر تھی شہریار تھا والد | مہرو میرا ایک بہائی تھا اب وہ بھی جدا ہے

(ماہرو ہمشیرہ کو پہچان کے تخت سے اتر گلے لگانا اور دہ ماہ منیر سے عذر خواہی کرنا)

## غزل وہی طرز مین۔ ماہرو

ماہرو مین بہائی ہون تیرا ہمشیر شاد ہو — روتا تھا تیرے واسطے دلگیر شاد ہو
شاہی دیا ہے مجھکو شہنشاہ دو جہان — تابان ہے اپنا اختر تقدیر شاد ہو

(ماہ منیر سے مخاطب ہوکر کہنا)

ناحق کیا تھا قید تجھے بہائی بخت نے — پیش آگئی پیشانی کی تحریر شاد ہو
بہکانے سے وزیر کے جب ہے ظریف زار — نادیدہ تجھسے ہو گئی تقصیر شاد ہو

## سپاہی

(سپاہی لے آتا گروجی کو دربار ماہرو مین)

سنو اے شہنشاہ والا گہر — گروجی یہہ کہلاتا ہے نامور
یقین تھا چورنکو یہہ مار کر — کوئے مین تھا ڈالتا بیخطر
اسی وقت ہم جا کے پہنچے شتاب — گرفتار کر اسکو لائے جناب

## مسدس

ماہرو بیشک سنو سپاہیو گنہگار تہا یہی — ظالم تہا حیلہ ساز تھا مکار تھا یہی
لاچار ہو کے مرنے پہ تیار تھا یہی — خونی تھا قتل کے بھی سزاوار تھا یہی
ہے شب خوشی کی آج یہہ پیر چھوڑ دو — اسکی معاف کر دیا تقصیر چھوڑ دو

(آخر مین گانا سب ملکے ساتھ خوشی وخرمی کے)

طرز (تم اپنی چشم مست کا بیمار کر چلے)

## غزل

(سب کا گانا)

ہر یک مئے نشاط سے سرشار ہو گیا۔ — دربار شاہ خانۂ خمار ہو گیا

مدت سے تفرقہ رہا ہمشیر و بھائیمین ۔ صد شکر آج مل گئے دیدار ہوگیا
شہ کے نسیم فیض نے وہ گل کھلائے ہین ۔ خارستان پھول گلشن فرخار ہوگیا
گلزار عصمت عرف ہی نیرنگ عشق نام ۔ عصمت کا کیونکہ سبزہ ہے گلزار ہوگیا
احوال دیکھیے صادق و کاذب کا دوستو ۔ صادق امیر جو بنا سردار ہوگیا
گلدستہ ہے مضامین ہے احباب کیلئے ۔ بدبین کے چشم مین گل تر خار ہوگیا
نیرنگ عشق کو یہان اتمام کر ظریف ۔ یہ کھیل وہ نہین جو کئی بار ہوگیا
ماہ دستگیر تاریخ ۱۱ گیارہ کو ابتدا کیا ۲۵ پچیس کو انجام پایا سنہ ۱۳۱۲ ہجری

تمام شد

فقط

م

۱۲۳۲ ہجری

ہر یک مئے نشاط سے بسر شار ہو لیا

ہر یک مئے نشاط سے سرشار ہو گیا

# ڈراما

# سلطان ٹیپو

عرف

# شیر میسور

مصنفہ

منشی غلام قادر صاحب فصیح

میاں فیض علی اینڈ سنز پبلشرز و پروپرائٹرز نے
پنجاب پریس سیالکوٹ
سے شائع کیا

مطبوعہ اسلامیہ سٹیم پریس لاہور
(باہتمام حافظ مظفر الدین مینجر چھپا)

قیمت

بار دویم

# دیباچہ

اس ڈراما میں سلطان ٹیپو کے عہد کے واقعات حالات اور خیالات مذکور ہیں جبکہ انگریز صرف تجارت کی خاطر ہندوستان میں اپنے پاؤں جما رہے تھے اور بحیثیت ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازم ہونیکے صرف کمپنی کی تجارت کو فروغ دینے کی کوشش کر رہے تھے اسوقت انگریزوں کے بارے میں ہندوستانیوں کے مختلف خیالات تھے بعض تو انہیں اپنے حق میں مفید سمجھکر انکی حمایت اور طرفداری کا دم بھرتے تھے۔ اور بعض انہیں اپنے حق میں مُضر خیال کر کے ان کے پاؤں اُکھاڑنے پر تلے بیٹھے تھے۔ یہ دونو پہلو اس ڈراما میں نہایت صحت کے ساتھ دکھائے گئے ہیں لیکن اسوقت نہ تو ہندوستانیوں کو یہ خیال تہا اور نہ ہی خود انگریزوں کو یہ امید تھی کہ خدا کو یہ منظور ہے۔ کہ بتدریج ہندوستان کی طوائف الملوکی اور کھلبلی کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اور تمام ہندوستان ایک شہنشاہ کے زیر نگین امن کے ساتھ بیٹھ جاوے گا۔

اس ڈراما میں مشہور اُستادوں کی غزلیں اور روشن ضمیر صلحا کی مناجاتیں مناسب موقعوں پر اس لئے درج کی گئی ہیں کہ اگر کوئی تھیٹریکل کمپنی یہ کھیل کرے تو سامعین کا گانا سننے کا مذاق پورا ہو سکے۔ ورنہ ان کو نکال دیا جائے۔ تو نفس مضمون اور عبارت میں کوئی خبط نہیں پڑتا۔

دراصل اُردو ڈراما نویسی اور پنجاب کی تھیٹریکل کمپنیوں میں اصلاح کی یہ پہلی کوشش ہے۔

فصیح

مولوی غلام قادر فصیح (مرحوم)

مصنف

آئین اسلام و سلطانی

# دیباچہ

مولوی غلام قادر فصیح (مرحوم)
مؤلف
تاریخ اسلام و سلطان ٹیپو

# سلطان ٹیپو

عرف

# شیر میسور

## پہلا ایکٹ

### پہلا سین

### جنگل

ابراہیم خاں - الٰہی! کس شدت
کا طوفان ہے۔ بادل کی گرج سے
دل دہلتا ہے۔ بجلی کی چمک آنکھیں
خیرہ کر رہی ہے۔ بارش موسلادھار
برس رہی ہے۔ ہوا اُڑائے لئے جا
رہی ہے۔ کوئی گاؤں کوئی جھونپڑی
دکھائی نہیں دیتی۔ کیسی مشکل میں
پھنسے۔ اگر پچھلے گاؤں میں ٹھہر جاتے
تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ مگر میں نے اصرار
کیا کہ آگے بڑھیں۔ سرنگاپٹم پہنچنا
ضروری ہے۔ حیدر آباد سے چل کر یہ
مشکل پیش آئی ہے۔ اب اس طوفان
سے بچنا مشکل ہے۔ اتنی بڑی جماعت
کہاں آرام کریگی۔ ہماری تو خیر وزیر
زادی کہاں بسر کریگی۔ زیادہ تشویش
تو اس کے لئے ہے۔ اچھا اور کوئی
چارہ نہیں۔ انہی درختوں کے نیچے
کچھ دیر سستا جائیں۔ آگے بڑھنا

ٹھیک نہیں۔ میں اسی جگہ خانصاحب
کا انتظار کرتا ہوں۔ جب مطلع صاف
ہو گا۔ تو آگے قدم بڑھائیں گے۔ خاں
صاحب ناراض تو مجھ پر ہونگے۔ کہ میں
نے کوئی جاپناہ تلاش نہیں کی۔ مگر میرے
کیا اختیار میں ہے۔ آسمانی لشکر آج
متحد ہو کر چڑھائی کیئے ہوئے ہیں۔ خدا
ہی انکی دست برد سے نجات دے۔
تو دے۔ ہم عاجز بندوں کی کیا طاقت ہے؟
آہ! انسان کیسا مغرور اور متکبر ہے
کیسا نخوت شعار اور ستمگار ہے ذرا
بھی اختیار مل جائے تو ابنائے جنس
کو پاؤں میں روندتا ہوا چلتا ہے۔
ذرا سی حکومت حاصل ہو تو ہم جنسوں
کو کیسا ذلیل اور تنگ کرتا ہے بالکل
اپنی پیدائش بھول جاتا ہے۔ اور فرعون
بے سامان بن جاتا ہے۔ مگر خدا جلد
اسکی کمزوری اس پر ظاہر کرتا ہے
وہ جلد دیکھ لیتا ہے کہ وہ ایک ضعیف
انسان ہے۔ وہ ایک کمزور ہستی ہے
اور اس کے کچھ اختیار میں نہیں۔
میں ایک مشہور تیغزن ہوں

بڑے بڑے معرکوں میں میں نے کار
نمایاں کیئے۔ ایک سپاہی سے میں
اب رسالدار ہوں۔ دو دفعہ میں نے
اپنے سردار خاں صاحب کی جان بچائی
میری تلوار کے جوہر مشہور ہیں۔ مگر
آج میری کچھ حقیقت نہیں طوفان
کو دور نہیں کر سکتا۔ بادل کو بند نہیں
کر سکتا۔ ہوا کو روک نہیں سکتا۔
بجلی کی چمک کو ماند نہیں کر سکتا۔
میں آج اتنا ہی نہیں کر سکتا۔ کہ
اس طوفان سے بچنے کے لئے کوئی
پناہ ہی مہیا کروں۔ وزیر زادی کی
آسایش کا کچھ انتظام ہی کروں۔
خدائی لشکر نے مجھے سخت مغلوب
کر دیا ہے۔ نہ میری تلوار کچھ کام دے
سکتی ہے اور نہ میری شجاعت ہی
کسی کام آسکتی ہے۔

آج پہلا دن ہے۔ کہ میں خاں
صاحب کے کسی کام نہیں آیا میری
غیرت مجھے جلا رہی ہے۔ میری
وفاداری مجھے ستا رہی ہے۔ میں
خاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤنگا

میں نے انہیں اور اُنکی بھتیجی کو اس
مصیبت میں ڈالا۔ مجھے کیا معلوم تھا
کہ طوفان ہمیں گھیر لیگا۔
خانصاحب پہلی دفعہ مجھ پر
ناراض ہونگے۔ میں اُنکی ناراضگی
برداشت نہیں کر سکتا۔ میں نے
ناملائم لفظ کبھی نہیں سنا۔
اے خدا! کڑکتی ہوئی بجلی گر پڑی
اور ابراہیم مُردہ ہو کر زمین پر گر پڑا۔"
داؤد خان اور زلفو باورچی
آتے ہیں "

**داؤد خاں۔** کہو زلفو کیا حال ہے
تم مشہور باورچی ہو۔ بتاؤ اس طوفان
میں کیا مزہ ہے؟

**زلفو۔** طوفان کا مزہ! کیا خوب
کہی۔ میرا تو وحشت کے مارے دل
نکل رہا ہے۔ کہاں میں شاہی باورچی
اور کہاں یہ طوفان قیامت ہے
میں کس مصیبت میں پھنس گیا۔ مجھے
اس طوفان کی خبر ہوتی۔ تو میں
حیدر آباد سے قدم باہر نہ نکالتا۔

**داؤد۔** تم نوابوں کے باورچی رہے ہو۔
جو گھر سے قدم نہیں نکالتے۔ سپاہیوں
کا باورچی بننا کچھ ہنسی کھیل نہیں۔

**زلفو۔** میں سخت پشیمان ہوں خان
صاحب زبردستی لے آئے۔ وزیر صاحب
مرحوم کا میں قدیمی نوکر تھا۔ خان
صاحب نے اپنی طرف سے مہربانی
کی۔ کہ مجھے نوکر رکھ لیا ہے مجھے اس
تکلیف کی خبر ہوتی تو میں بے کار
رہتا۔

**داؤد۔** کوئی نسخہ یہاں بھی استعمال
کرو کہ طوفان دور ہو جائے۔

**زلفو۔** بھئی۔ تم عجیب آدمی ہو۔ ایسی
مصیبت میں تمہیں نسخہ سوجھتا ہے۔
میں قورمہ پلاؤ۔ فرنی۔ اور متنجن کے
نسخے جانتا ہوں میں اس طوفان
کو کیا جانوں۔ جس میں نہ نمک نہ مرچ
نہ ہلدی اور بے روغن ہی جوش
میں آرہا ہے۔ میرا تو اس نوکری
کو سلام۔

**داؤد۔** واہ! تم بھی کیسے نمک حرام ہو
خان کی تم پر ایسی مہربانی۔ ایسی معقول
تنخواہ اور ہر طرح کی آسائش۔ اس پر

بھی تم شاکی ہو۔ بھلا بتاؤ تو سہی اگر تم کو دو دن برابر فاقہ رہنا پڑے تو تم کیا کرو؟

**زلفو۔** فاقہ؟ توبہ توبہ! میں تو ایک ہی فاقہ سے مر جاؤں۔ بھلا کوئی انسان ایک فاقہ کرکے زندہ رہ سکتا ہے۔ دن میں برابر چار دفعہ کھانا نہ ملے تو غش کی نوبت پہنچتی ہے۔ مجھے تو شام کی فکر لگ رہی ہے اگر اس طوفان سے بچ بھی گئے۔ تو بھوکوں مرینگے۔ میری انتڑیوں میں ابھی سے ہل چل پڑی ہے۔ (بادل کا گرجنا) (زلفو کانپ کر) اے شیخ سدو! میں تیری ڈیڑھ دمڑی کی شیرینی دونگا۔ مگر اس طوفان سے نجات ملے۔

**داؤد۔** شرم! شرم! زلفو بھی مرد بنا ہے۔ تجھ سے تو عورتیں اچھی ہیں تو اس طوفان سے گھبرا رہا ہے اگر تجھے میدان جنگ میں جانا پڑے تو تیرا کیا حال ہو؟

**زلفو۔** بھائی مجھے جنگ میں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ مجھے تو تلوار دیکھکر خوف آتا ہے۔ پہلے میں حجام تھا۔ اُسترا چلانا جانتا ہوں اور وہ بھی کوئی سر آگے رکھدے تو کبھی کسی کا پھوڑا چیر دیا۔ مرہم پٹی کردی۔ تیر۔ تفنگ۔ تلواریں اور بندوقیں میری بلا جانے۔ کیا میرا سر دُکھتا ہے۔ کہیں جنگ میں جاؤں۔ میری بادشاہی میرا باورچی خانہ ہے۔ مُرغی ذبح کرنی جانتا ہوں۔ آدمیوں کو ذبح کرنا تمہارا کام ہے۔

داؤد! تم بڑے سنگدل ہو۔ بتاؤ حشر کے روز کیا جواب دوگے؟

**داؤد۔** نامرد! ہم سپاہی ہیں ہمارا کام یہی ہے کہ اپنا سر دیدیں۔ یا دشمن کا اُتار لیں۔ ہم نے سر بیچا ہوا ہے۔ ہم کو سنگدل نہیں کہتے بلکہ بہادر اور دلیر کہتے ہیں۔ ہم بہادر نہ ہوتے تو نواب حیدر علی کیطرف سے انگریزوں کو کیسے شکست دیتے جو ہمارا مُلک لینے

کے لئے لڑائی کر رہے ہیں - تیرے
جیسے نامردوں نے اتنا مُلک انگریزوں
کے قبضے میں دیدیا ہے - اگر ہم بھی
تیری طرح نامرد ہوں تو میسور پر
آج انگریزوں کا قبضہ ہو جاتا ہے -
**زلفو** - ارے بھائی انگریز ہوں
یا نظام - فرانسیسی ہوں یا سلطان
ہمیں تو اپنی روٹی سے غرض ہے
مُردہ جائے دوزخ یا بہشت میں
ہمیں تو اپنے حلوے مانڈے سے کام
ہمیں کسی نے افسر تھوڑا بنا دینا ہے
باورچی گیری ہے وہ کہیں نہ کہیں
مل جائیگی - میں نے سُنا ہے انگریز
باورچی کو بڑی تنخواہ دیتے ہیں -
اور میری تو ضرور قدر کریں گے
**داوُد** - کیوں نہیں! تمہاری
ضرور قدر کرینگے - کسی سُوکھے
درخت کے ساتھ تم کو پھانسی دیں
گے - اور یا سر نیچے اور پاؤں اوپر
کر کے کہیں لٹکا دیں گے - تم انگریز
کو نہیں جانتے وہ ہندوستانیوں
پر بالکل اعتبار نہیں کرتے - اور کیوں
کریں ؟
**زلفو** - مگر ہماری سرکار نظام کے
ساتھ تو وہ بڑی دوستی کا دم بھرتے
ہیں "
**داوُد** - صرف ہماری سرکار سلطان
ٹیپو کی مخالفت کی وجہ سے سرکار
نظام کو دوست بنا رہے ہیں وہ
ایسا نہ کریں تو سلطان ٹیپو آج
اُنہیں مُلک سے باہر نکال دے
ضرورت کی وجہ سے نظام کے ساتھ
دوستی گانٹھی - اس طرح وہ تمام
دکن کے مالک بنجائیں گے - جیسے
کہ بنگالہ کے بنگئے ہیں -
**زلفو** - ارے چھوڑ یار کیا باتیں کر
رہے ہو - اُن سے بھی کہیں پیٹ بھرتا
ہے - چلو کہیں پناہ لیں - اور روٹی
کی فکر کریں - میری بھوک تمہاری
باتیں سُن کر اور بھی چمک اُٹھی ہے
میں زیادہ معدہ خراب کرنا نہیں
چاہتا -
**داوُد** - پناہ اور کہاں ملیگی - انہی
درختوں میں ٹھہرو - خانصاحب

کی سواری آجائے تو جیسا حکم ہوگا کرینگے۔"

**زلفو**۔ تو درختوں کے پتے کھا کر گذارہ کرینگے۔ رسد وغیرہ کہاں سے آئیگی؟"

**داؤد**۔ میاں پیٹو! ذرا صبر کرو۔ اس طوفان سے چھٹکارا ہوگا تو روٹی کی بھی فکر کرلیں گے۔ سنو خانصاحب کی سواری آتی ہے۔"

(رحیم خاں مع دو سواریوں کے آتا ہے۔"

**رحیم خاں**۔ داؤد۔ زلفو۔ مگر ابراہیم کہاں ہے؟

**داؤد**۔ حضور ابراہیم تو ہمیں نہیں مگر ہم ٹھیر گئے ہیں۔ ابراہیم شاید آگے گیا ہو۔ کسی کا نشان تو آگے ملتا نہیں۔

**رحیم**۔ ڈھونڈو۔ تلاش کرو۔ آواز دو۔ پکارو۔ ہم اسی جگہ ٹھیرتے ہیں پالکی آجائے تو آگے بڑھیں گے۔"

(داؤد۔ اور زلفو ابراہیم کو ڈھونڈتے ہیں اور اُس کا نام لے لے کر پکارتے ہیں۔"

**رحیم خاں**۔ آہ کیسی تکلیف کیسی مصیبت! میری بھتیجی کیا کہتی ہوگی اچھے چچا کے ساتھ آئی۔ وہ ابھی کم سن گھر کی لاڈلی۔ آسائش میں پلی۔ ان مصیبتوں کو کیا جانے باپ کا غم ابھی اُسے نہیں بھولا۔ کہ یہ تازہ مصیبت اُسے اور آپڑی ہے مگر خیر اُس کا دل مضبوط ہونا چاہئے سپاہیوں پر کیا کیا مصیبتیں نہیں آتیں۔ سپاہی کی بیٹی کڑے دل کی چاہیئے۔ اس سفر کی تکلیف اُسے سپاہیانہ زندگی کے قابل بنائیگی یوں بھی وہ پٹھان کی لڑکی ہے۔ وہ ضرور دلیر ہوگی۔"

اتنے میں پالکی آجاتی ہے۔ اور خاں اُس کے پاس جاکر ایک درخت کے نیچے اتار دینے کا حکم دیتا ہے۔"

**زلفو**۔ ابراہیم کی لاش دیکھکر الٰہی یہ کیا ہے۔ دیکھو داؤد کہیں ابراہیم تو نہیں۔ کیسا سجدہ میں

گِرا ہے۔ دیکھ تو اُسے کیا ہوا ہے؟

**داؤد۔** (جُھک کر) اوہ! یہ تو ابراہیم کی لاش ہے۔ بچارہ بجلی کا شکار ہوا ہے۔" افسوس! ... ادہر آؤ۔ اُسے خانصاحب کے پاس لے چلیں۔"

**زلفو۔** بندے کو تو ڈر لگتا ہے۔ کہیں میں بھی بجلی کا شکار نہ ہو جاؤں۔ بجلی کو ابراہیم پر گرنے کی عادت ہو گئی ہے۔ تم ہی اس کو کاندہے پر اُٹھا لو۔ میرا تو بھوک کے مارے بُرا حال ہو رہا ہے۔"

**داؤد۔** میں اکیلا کیسے اُٹھاؤں۔ پیٹو کھانے کو تو بڑا بہادر ہے۔ اور کام نہیں کر سکتا۔"

**زلفو۔** بھائی یہ تمہارے سپاہیوں کا کام ہے۔ ایک حجام اور باورچی یہ کیا جانے۔"

**داؤد۔** کیوں ناحق باتیں بناتا ہے۔ جلدی اُٹھا۔ ورنہ میں خاں صاحب کو جاکر کہہ دونگا۔ جو ضرور تمہاری ہڈی پسلیوں کا قیمہ کرینگے۔"

**زلفو۔** اچھا بھائی! مگر میں بھوک سے کمزور ہوں (سر کی طرف سے داؤد اُٹھاتا ہے اور ٹانگوں کی طرف سے زلفو۔ مگر زلفو جلدی چھوڑ دیتا ہے) کیوں میں نے پہلے نہ کہا تھا۔ کہ مجھ سے نہ اُٹھایا جائیگا۔ میری بات سچ نکلی نہ۔ تم بہادر آدمی ہو۔ اور سپاہی ہو کاندہے پر اُٹھا لو۔"

**داؤد۔** (زلفو کو کان سے پکڑ کر اور خوب مروڑ کر) اُٹھاتا ہے یا نہیں؟

**زلفو۔** (چیخکر) اٹھاتا ہوں۔ (پھر کان مل کر) اچھا داؤد تم نے میرا کان مروڑا تو ہے۔ اگر رات کو تجھے سوکھی روٹی نہ دی تو زلفو نہ کہنا۔"

(ابراہیم کو دونوں اٹھاکر خانصاحب کے پاس لاتے ہیں)"

**رحیم خاں۔** (چونک کر) ابراہیم! ہائیں اسے کیا ہوا ہے؟

**داؤد**۔ حضور بجلی سے مر گیا۔"

**رحیم خاں**۔ افسوس! میرا دلی رفیق۔ میرا مونس۔ میرا غمگسار۔ میدان جنگ میں میرا ساتھ دینے والا۔ بہادر۔ شجاع۔ مشہور تیغزن۔ نمک حلال۔ وفادار۔ آن پر مرجانیوالا غیرت کا پتلا۔ حمیت پر مرمٹنے والا میرا دست و بازو۔ پیارے ابراہیم اُٹھ۔ میدان جنگ میں ہمیشہ میرا ساتھ دیا۔ طوفان میں مجھے تنہا چھوڑتا ہے۔ اُٹھ اس طوفان سے بچنے کی کوئی تدبیر کر۔ کیا سو گیا؟ ہائیں! کیسی غضب کی نیند سو گیا ہے۔ ع

کچھ ایسے سوگئے ہیں سونیوالے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے

**زلفو**۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ کوئی گاؤں نزدیک ہے؟

**زلفو**۔ حضور میں کیا جانوں۔ میں نے تو حیدرآباد سے کبھی قدم باہر نہیں نکالا۔ وزیر زادی کی بدولت یہ جنگل ویرانے دیکھے ہیں۔ ابھی معلوم نہیں کہ کیا کچھ اور دیکھنا ہے۔"

**رحیم خاں**۔ تو کس سے پوچھیں طوفان تو تھمنے میں آتا نہیں۔ کب تک درختوں کے نیچے پڑے رہیں گے۔

**داؤد**۔ پالکی کے کہاروں کا جمعدار اس نواح سے واقف ہوگا وہ اس علاقے کا رہنے والا ہے اس سے پوچھیں۔"

**رحیم خاں**۔ اچھا اُسے بلاؤ۔"

**داؤد**۔ گوپال اِدھر آؤ۔"

**گوپال**۔ (حاضر ہو کر) حضور۔

**رحیم خاں**۔ کیوں گوپال! گاؤں کتنی دور ہوگا؟"

**گوپال**۔ حضور کوئی ایک میل کے فاصلے پر ہوگا۔ طوفان تھم جائے تو ہم ابھی وہاں پہنچ جائیں گے بارش اور ہوا کم ہو رہی ہے یہاں ذرا استا لیں۔ گاؤں خاصا قصبہ ہے۔ ہر ایک چیز کھانے پینے کو ملجائیگی۔ اور حضور کو آرام حاصل ہوگا۔ ٹھیرنے کے لئے ایک

بڑی سرائے ہے آپ کو آسائش ملیگی

**رحیم خاں۔** بہت بہتر۔ آسمان کھل گیا ہے اور ہوا بھی کم ہو گئی ہے چلو جلدی چلیں۔ مجھے ابراہیم کی موت نے سخت نڈھال کر رکھا ہے۔

داؤد! ایک گھوڑے پر ابراہیم کی لاش رکھ دو۔"

**زلفو۔** حضور۔ ابراہیم خاں تو سیدھا بہشت میں گیا ہے۔ اس نے ذرا دم نہیں لیا شہیدوں کی موت مرا ہو میں گاؤں میں پہنچکر اُس کا فاتحہ دلوا دونگا۔ شام سے پہلے وہاں پہنچ جائیں تو اچھا ہے (دل میں) اصل میں تو مجھے اپنی بھوک نے لاچار کر رکھا ہے۔ پہلے آپ کھا لونگا۔ تو پھر کسی کی فکر کرونگا۔ بابا سب کو اپنی اپنی پڑی ہوئی ہے۔ باقی سب قصہ کہانیاں ہیں۔"

## دوسرا سین

(نالہ)

بڑے جوش سے لہریں مار رہا ہے۔

رحیم خاں اور اس کے ہمراہی آتے ہیں۔"

**رحیم خاں۔** یہ کیسی نئی مصیبت سامنے آئی۔

گوپال! تم نے مجھے دھوکا دیا۔ تم نے نالہ کا ذکر تک نہیں کیا۔"

**گوپال۔** حضور مجھے خیال نہ تھا۔ کہ نالہ میں پانی ہوگا۔ یہ بالعموم خشک رہتا ہے۔ آج کی بارش کی وجہ سے اس میں پانی آگیا ہے مگر مضائقہ نہیں ہم پالکی صحیح وسالم دوسرے کنارے پر لیجائیں گے۔"

**رحیم خاں۔** اگر تم پالکی صحیح وسالم پار لے جاؤ۔ تو تم کو ایک سو روپیہ انعام ملیگا۔"

**گوپال۔** بہت بہتر خداوندا۔

**رحیم خاں۔** مگر آمینہ کیوں نہ گھوڑے پر سوار ہو جائے۔ مجھے ڈر ہے کہیں کہاروں کا پاؤں نہ پھسل جائے۔

**گوپال۔** حضور فکر نہ کیجئے۔ کہار بڑے ہوشیار ہیں سنبھل سنبھل قدم رکھیں گے۔ پانی بہت گہرا نہیں۔

اگر ہم جلدی کرینگے تو بآسانی پار ہو جائیں گے۔ پانی دمبدم بڑھ رہا ہے۔ مبادا کہیں ناقابل گذر ہو جائے
**رحیم خاں**۔ مجھے یقین کس طرح آئے کہ پانی زیادہ گہرا نہیں دیکھو کس زور سے جا رہا ہے۔
**گوپال**۔ میرے ہمراہ ایک آدمی کر دیجئے میں اُسے پار لئے جاتا ہوں۔ اس سے آپ کو یقین آ جائیگا۔
**رحیم خاں**۔ اچھا زلفو۔ تم گوپال کے ہمراہ جاؤ۔
**زلفو**۔ خداوند مجھے ڈر لگتا ہے۔ پانی بڑے زور پر ہے (دل میں) مجھے خانصاحب نے کیا سمجھ رکھا ہے۔ میں بھی کوئی سپاہی ہوں۔ حضور داؤد خان کو حکم دیجئے۔ وہ بڑا دلاور ہے
**رحیم خاں**۔ اچھا داؤد خاں تم ہی جاؤ۔ زلفو مرد نہیں عورت ہے۔
**زلفو**۔ حضور میں عورت سے بھی گیا گذرا ہوں۔ مجھے نالے کو دیکھنے بھی ندیکھنے کی عادت نہیں۔

**گوپال**۔ داؤد خاں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے پار چلے گئے ؛
**رحیم خاں**۔ ٹھیک ہے پانی بہت گہرا نہیں۔ پالکی نکل جائیگی۔ اچھا کہارو! پالکی نالہ میں لے چلو۔ میں بھی تمہارے ساتھ ساتھ چلتا ہوں (سب پالکی کے پیچھے نالہ میں جاتے ہیں) ؛
**رحیم خاں**۔ کہارو! دیکھو۔ خبردار سنبھل کر۔ ہوش سے۔ آہستہ۔ اوہ! پانی چڑھ رہا ہے۔ قدم مضبوط رکھو شاباش۔ شاباش۔ واہ۔ آہ۔
**گوپال** (دوسرے کنارے سے) خبردار! ذرا دائیں۔ اب ذرا بائیں ہوش۔ ہائے پانی کہاروں کے سینہ تک آگیا۔ اے بھوانی لاج رکھ میری شرم رکھ۔ ہوش۔ خبردار۔ دیکھو سنبھلو۔ ہشیار۔ ذرا دائیں ہو جاؤ میرے بھائیو پانی زیادہ چڑھ گیا ہے۔ پالکی ذرا اونچی کر لو۔ اگلے نم چلے۔ آرام سے۔ آہستگی سے۔ ہوش کرو۔ سنبھلو۔ آہ۔ میرے نصیب

پچھوٹے

اگلے پالکی والے کا پاؤں پھسل
گیا۔ اور پالکی گر گئی۔ امینہ کی چیخ نکل
گئی۔ رحیم خاں چلا کر امینہ کو پکڑنے
کے لئے جھکا اور ڈوب گیا۔

ہمراہی۔ پکڑو۔ پکڑو۔ خان ڈوبتا ہے

بمشکل ہمراہیوں نے اُسے پکڑ کر اُٹھایا
اور پار لے گئے۔ پالکی بھی اُٹھا کر پار
لے گئے۔ مگر امینہ غرق ہو گئی۔ خان
کو کنارے پر لیگئے۔ اور جلدی اُسے
ایک مکان میں لے گئے۔ اُن کے جانے
کے بعد نوجوان قاسم مع چند گاؤں
والوں کے نالہ کیطرف آیا۔

قاسم۔ آج نالہ بڑے زور پر ہے
دیکھو پانی کس زور سے بہ رہا ہے
ہائیں! پانی میں وہ کوئی عورت
ڈوبی ہوئی جا رہی ہے۔ یارو پکڑو
تو میں کودتا ہوں۔

"اور قاسم فوراً کود پڑا"

ہمراہی۔ قاسم نے ناحق جان گنوئی
پانی بڑے زور پر ہے۔ یارو پگڑیاں
اُتارو۔ اور اسکی طرف رسی بنا کر
پھینکو۔ وہ اُس نے عورت کو پکڑ لیا
اب کنارے کی طرف آ رہا ہے پانی
اُس کی پیش نہیں جانے دیتا جلدی
پگڑی پھینکو۔ وہ اس نے ایک سرا
پکڑ لیا۔ اب کھینچو۔ واہ واہ!

قاسم امینہ کو اُٹھائے ہوئے
کنارے پر آیا۔

ہمراہی۔ قاسم یہ کون ہے۔ کیا زندہ
ہے یا مُردہ ہے؟

قاسم۔ یہ کوئی اجنبی لڑکی ہے کسی
بڑے گھرانے کی ہے۔ بالکل بیہوش
ہے۔ مگر اس کا سینہ گرم ہے۔ میں
اسے گھر لیجاتا ہوں۔ میری ماں اس
کو ہوش میں لائیگی۔ اور اسکی خاطر تواضع
کریگی۔ جب تندرست ہو جائیگی۔ تو
پھر جہاں کہیگی۔ اس کو بھیج دینگے تم
مت ہاتھ لگاؤ۔ میں خود ہی اُٹھا
لے جاؤنگا۔

"قاسم اُٹھا کر چلتا ہوا"

ہمراہی۔ ابھی بچہ ہی ہے۔ مگر کیسا
بہادر ہے۔ کیوں نہ ہو سید ہے دیکھو
اپنی جان کا اُس نے کچھ خیال نہیں کیا

کیا۔ اس کا باپ بھی بڑا اچھا آدمی تھا
قاسم اُس سے بھی اچھا نکلا ہے۔
کیسی مردانگی کا کام کیا ہے! چلو یارو
ہم بھی چلیں۔ اور قاسم کو مدد دیں
خدا کرے۔ وہ بیچاری بچ جائے۔
کیسی نازنین اور حسین ہے۔ اللہ
میاں کی عجیب حکمت ہے۔ کہ ایسی
نازک حسینوں کو بھی ایسے خطرہ میں
ڈالدیتا ہے۔"

## تیسرا سین

### قاسم کا مکان

قاسم کی ماں۔ قاسم کو دیر ہوی
گھر آیا نہیں۔ طوفان میں کہیں گھر
نہ گیا ہو۔ بادل کی گرج اور بجلی کی
کڑک سے میں تو کانپ اُٹھی۔ خدا
خیر کرے۔ قاسم کو کوئی تکلیف
نہ ہو۔ مجھ بیوہ کا اسی پر سہارا
ہے۔ اُسی کو دیکھ دیکھ کر جیتی ہوں
ابھی بچہ ہی تھا۔ کہ اس کا والد گذر
گیا۔ بڑی محنت سے پالا تھا۔ اب
خدا کے فضل سے جوان ہوا ہے
بڑا نیک اور سعادتمند ہے۔ کبھی
مجھے دُکھ نہیں دیا۔ ہر دم میرا ہی
خیال رکھتا ہے۔ اتنی دیر کبھی
باہر نہیں رہا۔ آج معلوم نہیں
کیا سبب ہے۔ ہو کہیں کسی سے
لڑا نہ ہو۔ بڑا غیرتمند ہے۔ کسی
کی بات برداشت نہیں کرتا۔ کیوں
نہ ہو سید کا بال ہے۔ غیرت اُن
کی ورثہ ہے۔ اس کی جد امجد نے
شہادت قبول کی۔ مگر غیرت کو ہاتھ
سے نہ دیا۔ میں ہمیشہ اُسے نصیحت
ہی کرتی ہوں۔ کہ کبھی کسی سے لڑا
بھڑا نہ کرے۔ ملک میں شورش
بپا ہے۔ کبھی کسی دشمن سے قاسم
کی لڑائی نہ ہو جائے۔ قاسم کو تو
خوف نہیں۔ مگر میرا آخر ماں کا دل
ہے۔ درد آئے بغیر نہیں رہتا۔ میرا
دنیا میں سوائے اُس کے کون ہی
وہی میری آنکھوں کا نور ہے وہی
میرے روح کی تازگی ہے۔
قاسم دروازے پر۔ اماں جان!

جلدی دروازہ کھولو۔

ماں دروازہ کھولتی ہے۔قاسم امینہ کو اندر لئے آتا ہے اور ایک توشک پر لٹا دیتا ہے۔

ماں۔بیٹا یہ کیا لائے ہو؟

قاسم۔اماں جان یہ نالہ میں بہتی جا رہی تھی۔میں نے نالہ میں کود کر اُسے باہر نکالا۔

ماں۔ہائے بیٹا! تم نالہ میں کود پڑے۔تم نے غضب کر دیا۔کیا تجھے غریب ماں کا خیال نہ آیا۔اگر تم ڈوب جاتے تو میرا کیا حال ہوتا۔جبھی میرا دل گھبرا رہا تھا۔

قاسم۔اماں جان! اس کو ڈوبتی دیکھکر مجھ سے رہا نہ گیا۔مخلوق خدا کی امداد کرنا ہمارا مذہبی فرض ہے۔اگر بیکسوں کی امداد ہم نازک وقت میں نہ کریں۔تو ہمیں خدا سے امداد پانے کی کیا امید رکھنی چاہیئے۔

خدا کیواسطے جلدی اُس کو ہوش میں لاؤ۔تم اُس کے ہاتھ پاؤں ملو اور میں چاء تیار کر لاتا ہوں۔گرم گرم چاء سے اس کو جلدی ہوش آجائیگا۔

قاسم چاء بنانے جاتا ہے۔اور اسکی ماں امینہ کے ہاتھ پاؤں ملتی ہے۔اور کہتی ہے۔

"آہ کیسی نازنین ہے۔کسی اچھے گھر کی لڑکی ہے۔کیسی پیاری پیاری صورت ہے۔خدایا وہ بھی دن آئیگا۔کہ میرا قاسم ایسی دلہن بیاہ لائیگا۔"

امینہ کچھ حرکت کرتی ہے قاسم چاء لاتا ہے اسکی ماں کچھ ذرہ امینہ کے منہہ میں ڈال دیتی ہے۔امینہ آنکھیں کھول دیتی ہے

قاسم۔(خوشی سے) آہا۔اسے ہوش آگیا ہے۔میری محنت اکارت نہ گئی خدا نے بڑا رحم کیا۔شکر صد شکر۔

امینہ۔(اٹھ کر) ہائیں۔میں کہاں ہوں۔یہ کس کا مکان ہے۔یہ نوجوان کون ہے۔یہ عورت کیا ہے میں خواب تو نہیں دیکھ رہی۔ہوش میں ہوں یا بیداری میں۔

چچا صاحب کہاں ہیں اے مادر مہربان! میں کیسے یہاں آئی۔

**قاسم کی ماں۔** میری بیٹی! تو ملک الموت کے پنجہ میں گرفتار تھی نالہ میں غرق ہو گئی تھی۔ اس میرے جوان بیٹے قاسم نے اپنی جان پر کھیل کر تجھے نالہ سے نکالا۔ اور بیہوش میرے پاس لایا۔ میں نے تجھے مالش کی۔ چلام پلائی۔ اور تیری جان میں جان آئی۔ خدا کا شکر ہے کہ تو زندہ رہ گئی۔

**امینہ۔** میں تہ دل سے اس نوجوان کا اور تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ کہ مجھ ایسی ناچیز ہستی کے لئے تمہارے بیٹے نے اپنی جان خطرے میں ڈالی میں کس منہ سے شکریہ ادا کروں۔

**قاسم کی ماں۔** میری بیٹی! یہ تو بتاؤ۔ کہ تم کون ہو! کہاں سے آئی ہو۔ کس طرح نالہ میں گر پڑیں!

**امینہ۔** میں حیدر آباد کے ایک وزیر کی لڑکی ہوں۔ چند ماہ گذرے کہ میرا والد فوت ہو گیا۔ میں ہی ایک اُس کی وارث ہوں میری ماں میرے باپ سے کچھ عرصہ پہلے گذر گئی تھی۔ رحیم خاں سردار میرا حقیقی چچا ہے۔ بھائی کی وفات کی خبر سُن کر حیدر آباد میں آیا اور میں چونکہ تنہا تھی۔ اس لئے میری جائداد کا انتظام کر کے مجھے ہمراہ لایا۔ ہم سرنگا پٹم جا رہے تھے کہ طوفان نے ہمیں گھیر لیا۔ نالہ گذرتے وقت کہار کا پاؤں پھسل گیا۔ میری پالکی اُلٹ گئی۔ پالکی کا دروازہ کھلا تھا اور میں اُس میں سے نکل کر پانی میں گر پڑی۔ پھر مجھے یاد نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوا؟ خانصاحب کہاں ہیں؟

**قاسم۔** مجھے تو کچھ معلوم نہیں اگر وہ تمہارے ساتھ تھے تو ضرور ہے کہ سرائے میں ٹھہرے ہونگے!

**امینہ۔** خدا کے لئے ان کو خبر کر دو وہ ضرور میری تلاش میں ہونگے۔

قاسم - بہت بہتر میں جاتا ہوں اور خان صاحب کا پتہ دریافت کرکے آتا ہوں ہوں "

(قاسم جاتا ہے)

---

# چوتھا سین

## بازار

## قاسم کا غزل گانا

---

تمنا یوں تو جیتے جی نہ میرے دل سے نکلیگی
نکلے یا نکل کسی دن خنجر قاتل سے نکلیگی

اگر دشنام وہ دینگے خبر میں آہ سرد نکلیگی
وہ انکے منہ سے نکلیگی یہ میرے دل سے نکلیگی

عدو سے آجکل ہی ہیں دل انکا پھر ہوا ہے
نہ کیوں مقبول ہوگی وہ دعا جو دل سے نکلیگی

پلاکر اسکو خون اپنا بجھا دی پیاس سونکی
دعا ہر دم زبان خنجر قاتل سے نکلیگی

شب غم کو بھٹکنے بھی نہ دیتا میں کبھی گھر میں
خبر کیا تھی کہ آکر یہ بلا مشکل سے نکلے گی

میری شکل جو جل بھگی تیری تلوار سے ہوگی
رہ جنت جو نکلیگی تیری محفل سے نکلیگی

نہ فرحت ہی کہیں ہے نہ آسائش کہیں ہے
بیاں تکلیف کیا ہے کیوں تمنا دل سے نکلیگی

دل ویراں میں رہتی ہے اگر حسرت تو رہنی دو
یہ خود گھبرا کے اس اجڑی ہوئی منزل سے نکلیگی

عدو کی جان سے میری تمنا ہی ہے وابستہ
ادھر وہ تن سے نکلیگی ادھر یہ دل سے نکلیگی

---

آہ! کیسا زخمی ہو رہوں اس کو بچلنے بچا کے آپ ہی شکار ہو گیا ہوں قسمت کی بات ہے مجھے کیا خبر تھی کہ میں آپ ہی ملک الموت کے موت کے منہ سے چھڑا رہا ہوں - دل بھی آیا تو کہاں - جہاں نہ امید وصل نہ توقع دیدار - ایک وزیر زادی کیا تھی مجھے کیا سمجھ کار - مگر دل ناہنجار مانتا

ہی نہیں۔ وہ پیاری صورت ایسی بھی
ہے۔ کہ دل سے نکلتی ہی نہیں۔ مگر چاہ تو
ہیں عیب ہی کیا ہے یہ کس کے اختیار
میں ہے ع

گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

(نرسنگداس آتا ہے)

**نرسنگداس۔** کہو قاسم! کیسی رونی
صورت بنائی ہے۔ کہیں مار کھائی ہے
وہ کون دلیر تھا۔ جس نے میرے شیر
کو پچھاڑا ہے۔ کہیں اکیلے قابو آ گئے
ہو گے۔ چلو میں تمہارے ساتھ چلتا
ہوں۔ پھر دیکھو کیسے بدلہ لیتے ہیں۔

**قاسم۔** میرے پیارے نرسنگداس!
کچھ نہ پوچھو۔ جس نے مجھے مارا ہے
اُس سے تم بدلہ نہیں لے سکتے۔ جس
نے مجھے پچھاڑا ہے اُس پر تم غالب نہیں
آ سکتے۔ رستم و سام بھی اُس کے ساتھ
کمزور ہیں سہراب و اسفندیار بھی اُس
سے کانپتے ہیں۔

**نرسنگداس۔** ایسا روئین تن کون
ہے میں بھی سنوں؟

**قاسم۔** وہ سیم تن ایک نوخیز حسینہ ہے
جس کے ابرو کے سامنے خنجر بے آب
ہے۔ اور جس کی پلک کے سامنے تیر کا
زہرہ آب ہے۔

**نرسنگداس۔** کیوں نہیں کہتے۔ کہ
حضرت عشق آپ پر سوار ہے۔ کسی
کی نگاہِ ناز کے آپ گھایل ہیں۔ مگر
یہ کونسا لاعلاج مرض ہے مرہم وصال
اس کا مجرب علاج ہے۔

**قاسم۔** میرے دوست! قسمت نے
وہاں پھنسایا ہے۔ جہاں سے نکلنا محال
ہے۔ مرہم وصال تو کیا۔ شربت دیدار
کی بھی امید نہیں ہے

نظر اک چاند سی صورت پڑی ہے
بڑی اونچی جگہ قسمت لڑی ہے

**نرسنگداس۔** اتنی دور نظر پڑی ہے
حقیقت حال تو سنا ہے کیا قاف کی
پری ہے کہ اُس کا شیشہ میں اُتارنا
مشکل ہے۔

**قاسم۔** ایک عورت کی لاش نالہ میں
بہتی ہوئی نظر پڑی۔ میں نے اُسے
بچایا۔ گھر لیجا کر اُسے ہوش میں لایا
وہ تو بچ گئی۔ مگر میں مارا گیا۔ اُس کے

تیر نگاہ کا نشانہ بنا۔ حیدر آباد کے وزیر کی بیٹی اور میسور کے سردار کی بھتیجی ہے۔

**نرسنگداس**۔ خوب وہی جنہوں نے سرائے میں ڈیرا کیا ہے۔ سُنا ہے۔ رحیم خان بھی ڈوبتے ڈوبتے بچا۔

**قاسم**۔ ہاں اُس کی بھتیجی کو میں نے غرق ہونے سے بچایا۔ اب میں رحیم خان کو خبر دینے جاتا ہوں وہ اسے لیکر چلدیگا۔ اور مجھے عمر بھر رونا نصیب ہوگا۔

**نرسنگداس**۔ ارے بھائی یہ نوجوانی کی باتیں ہیں۔ کھیل کود میں خیال بھول جائیگا۔ تم نوجوان۔ خوبصورت اور بہادر ہو۔ خاندانی بھی ہو کہیں اچھی جگہ شادی ہو جائیگی۔ اور یہ عشق کی ہوا سر سے نکل جائیگی۔

**قاسم**۔ نہیں میرے پیارے دوست۔ یہ زخم گہرا ہے۔ بھرنیوالا نہیں۔ یہ غم جانگداز ہے دور ہونیوالا نہیں اس خیال کو چھوڑ دو۔ چلو رحیم خاں کو خبر کریں۔

**نرسنگداس**۔ اچھا چلو۔

(دونوں جاتے ہیں)

---

# پانچواں سین

## سرائے

**رحیم خاں** (داؤد اور زلفو سامنے کھڑے ہیں) او نادانو! مجھے تم نے غرق ہونے سے کیوں بچایا؟ مجھے ہوش میں کیوں لائے۔ تم نے میری بھتیجی کو نہ بچایا۔ تو مجھے کیا بچایا۔

**داؤد**۔ ہمیں تو حضور کا ہی خیال رہا اور بصد مشکل یہاں تک پہنچایا شہزادی کا ہمیں گھبراہٹ میں خیال نہ آیا۔ ہمارا قصور معاف کیجئے۔

**زلفو**۔ حضور تو صحیح سالم بچ گئے مگر لڑکی غرق ہوگئی۔ میں اب کس منہ سے حیدر آباد جاؤنگا کیسی بُری گھڑی میں گھر سے نکلا تھا۔ اب میرے لئے دنیا میں نکلا ہے۔ میں نے وزیرزادی کے بچانے کے لئے ہاتھ پاؤں مارے۔ مگر پانی زور کا تھا۔ وزیرزادی غرق ہوگئی۔

**داؤد**۔ زلفو کیوں جھوٹ مارتا

ہے۔ تو تو سب سے پہلے کنارہ پر
پہنچ گیا تھا تجھے تو اپنی ہی فکر پڑی
ہوئی تھی۔

**زلفو۔** بھائی میں کوئی تیراک تھوڑا
ہوں۔ تم ہی پانی کی مچھلیاں ہو بندہ
نے تو کبھی پانی میں قدم تک نہیں
رکھا۔

**رحیم خاں۔** یہ جھگڑا چھوڑو۔ میرا
دل دکھتا ہے۔ میری پیاری بھتیجی
کی یاد مجھے نشتر چبھو رہی ہے۔
آہ! کم سن۔ حسین۔ عقلمند۔ باحیا۔
کہاں ایسی لڑکی مل سکتی ہے۔
میرے سب بچے بچپن ہی میں مر
گئے۔ اور مجھے کبھی اتنا دکھ نہیں
ہوا۔ میں سمجھا تھا کہ یہی میری
وارثہ ہوگی۔ مگر ہائے! میں کیسا
کمبخت ہوں۔ کہ وہ بھی میری آنکھوں
کے سامنے نالہ میں غرق ہوگئی اس
سے بہتر تھا کہ میں اسے حیدرآباد ہی
میں رہنے دیتا۔

مجھے ساری عمر یہ داغ جلائیگا

آہ! اس نونہال چمن خوبی کو
میں نے کلہاڑی ماری۔ اس سرو
کی میں نے آپ جڑ کاٹی۔ میں کمبخت
ہی اس ماہتاب کے غروب ہونے کا
باعث ہوں۔ اور میں ہی ان تمام سزاؤں
کا سزاوار ہوں۔ آہ! دل کیسا گھبراتا
ہے۔ کیسی بیقراری ہے۔ داؤد اٹھو
اس میری پیاری بیٹی کی تلاش
کرو۔ ے

آپ کیا پوچھتے ہیں درد کہاں ہوتا ہے
ایک جان ہو تو بتاؤں کہ یہاں ہوتا ہے
کھینچ کے سینے سے اگر سانس ذرا آتی ہے
کان میں دل کے دھڑکنے کی صدا آتی ہے

**زلفو۔** (دل میں) خانصاحب تو پاگل
ہوئے جاتے ہیں۔ خدا خیر کرے۔

**داؤد۔** حضور! جو ہونا تھا ہو گیا تقدیر
کا لکھا مٹتا نہیں۔ گریہ وزاری بس
کیجئے۔ آپ سپاہی ہیں۔

**رحیم خاں۔** کیا سپاہی سنگدل
ہوتے ہیں۔ یا ان کا دل ہی نہیں
ہوتا۔ سپاہی کا دل جیسے جنگ میں
مضبوط ہوتا ہے ویسا محبت کے
سامنے پانی پانی ہو جاتا ہے الفت
اور محبت بڑی زبردست چیز ہے
تو کیا جانے میرے دل پر کیا گذرتی ہے

امینہ کا غم میرے دل کو کھا رہا ہے میری آنکھوں میں جہان تاریک ہو رہا ہے "

**داؤد۔** یہ باہر کوئی بلا رہا ہے۔ زلفو دیکھو تو۔

**زلفو۔** (واپس آکر) حضور ایک جوان قاسم نامی ملنے آیا ہے کہتا ہے کہ گاؤں کے پٹیل کا بیٹا ہے میں نے اُسے کہا کہ خانصاحب اس وقت نہیں مل سکتے مگر وہ اصرار کرتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ ضروری خبر لایا ہوں۔

**رحیم خاں۔** آہ۔ کسی نے لاش نکالی ہو گی۔ اچھا اُسے بلاؤ۔

(قاسم اور نرسنگداس دونو آتے ہیں "

**رحیم خاں۔** کیوں بھئی۔ کیا خبر لائے ہو "

**قاسم۔** جناب خانصاحب آپ کی بیٹی آپ کو یاد کرتی ہے۔

**رحیم خاں۔** اللہ! کیا وہ زندہ ہے یہ کیا معاملہ ہے۔

**قاسم۔** جناب نالہ میں سے اُسے نکالا اور گھر لاکر اپنی ماں کی سپرد کیا۔ اور اُسے ہوش میں لایا۔ مگر بہت کمزور ہے۔ اس لئے جناب کو وہیں بلایا ہے۔

**رحیم خاں۔** خدایا تیرا شکر ہے میں گھر پہنچتے ہی تیری نذر دوں گا۔ چلو چلیں "

---

## چھٹا سین۔

## قاسم کا مکان۔

امینہ کا گانا

### غزل

| | |
|---|---|
| غیر کو منہ لگا کے دیکھ لیا | جھوٹ سچ آزما کے دیکھ لیا |
| اُن کے گھر داغ جا کے دیکھ لیا | دل کے کہنے میں آکے دیکھ لیا |

کتنی فرحت افزا ہے بوئے وفا — اُس نے دل کو جلا کے دیکھ لیا
کبھی غش ہیں رہا شب وعدہ — کبھی گردن اُٹھا کے دیکھ لیا
جنس دل ہی یہ وہ نہیں سودا — ہر جگہ سے منگا کے دیکھ لیا
لوگ کہتے تھے چُپ لگی ہے تجھے — حال دل بھی سُنا کے دیکھ لیا
جاؤ بھی کیا کرو گے مہر و وفا — بارہا آزما کے دیکھ لیا
زخم دل میں نہیں ہے قطرۂ خون — خوب ہم نے دُکھا کے دیکھ لیا
اس نے خلوت سرا میں بے پردہ — صاف میدان پا کے دیکھ لیا

آہ! مجھے وہ دیکھ گیا ہے۔ مجھے وہ اٹھاکر یہاں لایا ہے۔ کیا اُس کے دل پر کچھ اثر ہوا ہوگا۔ کہتے ہیں۔ میں خوبصورت ہوں۔ بھلا دیکھوں تو (آئینہ دیکھکر اور مسکراکر) میری صورت بُری تو نہیں کیا عجب کہ اس کے دل کی بھی یہی کیفیت ہو۔ ع

دل رابدل رہیست درین گنبد سپہر
ازسوی کینہ کینہ وازسوئے مہر مہر

توبہ توبہ میں ایک وزیر کی لڑکی ایک معزز سردار کی بھتیجی۔ یہ کیسا خیال میرے دل میں سمارہا ہے اسے دور کرنا چاہیے۔ شریف لڑکیوں کے دل میں ایسے خیالات کا پیدا ہونا مناسب نہیں۔ مگر ہائے خیال دور نہیں ہوتا۔ تصوّر ٹوٹتا نہیں اپنے بچانے والے کو پیار کرنے سے میں رک نہیں سکتی۔ اس کا خیال دل سے دور نہیں کرسکتی۔ میرے بس میں نہیں۔ میں ایک کمزور ہستی ہوں۔ اے خدا میرا معاون و مددگار رہو۔

**قاسم کی ماں**۔ (اندر آکر)۔ بیٹی خانصاحب تشریف لائے ہیں۔

**امینہ**۔ اچھا آئیں۔

**رحیم خاں**۔ (اندر آکر امینہ تعظیم دیتی ہے۔ رحیم خان گلے سے لگا لیتا ہے)
شکر صد شکر پھر تیری صورت دیکھنی نصیب ہوئی۔

**امینہ**۔ میں مرکر بچی۔ آپ تو خیریت

سے رہے ؟

**رحیم خاں** - (بیٹھ کر) جب تمہاری پالکی نالہ میں گری - تو پھر میں تمہیں پکڑنے کے لئے نالہ میں کود پڑا - میرا پاؤں پھسل گیا - اور میں غرق ہوگیا - میرے ہمراہیوں نے مجھے اُٹھایا - اور عالم بیہوشی میں سرائے میں لے گئے - جب مجھے ہوش آیا - تو مجھے تیرا خیال آیا - میں دیوانہ ہوگیا - اور اگر قاسم مجھے تیری زندگی کی خبر نہ دیتا - تو معلوم نہیں کہ میرا حشر کیا ہوتا - بس ٹکریں مار مار کر سر پھوڑ لیتا -

**آمینہ** - اس جوان نے اپنی جان پر کھیل کر مجھے بچایا - وہ ایک بیوہ کا ایک ہی بیٹا ہے - میرا دل کانپ اُٹھتا ہے - اگر وہ بھی میرے ساتھ غرق ہو جاتا تو بیچاری بیوہ کا کیا حال ہوتا - اُس نے بڑی جانبازی کا کام کیا ہے - کیوں چچا اس کو کچھ انعام نہیں دینا چاہیئے -

**رحیم خاں** - میری پیاری بیٹی ! تو ہی اپنے باپ کی اور میری وارث ہے - اگر تو زندہ نہ بچتی تو میری اتنی جایئداد کس کام آتی - میں تیار ہوں کہ اپنی نصف جایئداد قاسم کو دے دوں ؟

**آمینہ** - تو پھر دیر کیا ہے - قاسم کوئی امیر آدمی نہیں - اس کا باپ گاؤں کا پٹیل تھا - اور گو انہیں آسودہ حالت میں چھوڑ گیا ہے - مگر وہ دولتمند نہیں - امید ہے قاسم نصف جایئداد لیکر بہت خوش ہوگا - اور اس کی ماں بھی بڑی خوش ہوگی - اُس نے میری ازحد خدمت کی اس کی محبت دیکھکر مجھے اپنی مرحومہ ماں یاد آرہی ہے -

**رحیم خاں** - مجھے تو جایئداد دینے میں کوئی تامل نہیں - مگر بات یہ ہے کہ قاسم ایک معزز خاندان سادات سے ہے - اگر یہ تجویز ہم نے اُس کے پیش کی تو وہ اس میں ہتک سمجھیگا -

**آمینہ** - اگر اس میں اس کی ہتک ہے تو کیوں نہ اُس کو زیور و جواہرات دے دیں - میرے پاس بڑا قیمتی زیور ہے چچا جان یہ سب کا سب اُس کو

دیں۔"

**رحیم خان**۔ زیور اُس کے کام نہیں آسکتا۔ اُس کی ابھی شادی نہیں ہوئی۔ زیور کس کو پہنائیگا۔ ماں اُس کی بیوہ ہے۔ وہ زیور پہن نہیں سکتی۔ یہ بھی تجویز ٹھیک نہیں۔ نقد روپیہ! روپیہ وہ لینے کا نہیں۔

**آئینہ**۔ تو پھر اُس کو کیا معاوضہ دیا جائے۔ کچھ نہ کچھ تو بطور شکر گذاری اُس کو دینا چاہیے۔ بچہ جان یہ ٹھیک نہیں۔ کہ اُس نے اپنی جان خطرہ میں ڈالی۔ اور ہم اُس کو کچھ بھی معاوضہ نہ دیں۔

**رحیم خان**۔ ایک تجویز مجھے سوجھی ہے۔ افسوس ہے کہ مجھے پہلے خیال نہ آیا۔ قاسم نوجوان اور بہادر ہے معزز خاندان سے ہے۔ کیوں نہ اس کو شاہی رسالہ میں جس کا میں سردار ہوں بھرتی کیا جائے۔

**آئینہ**۔ کیا ایسا ممکن ہے۔

**رحیم خان**۔ کیوں نہیں؟ سلطان ٹیپو کو بہادر آدمیوں کی سخت ضرورت ہے انگریز اس پر حملہ کیا ہی چاہتے ہیں۔ اور سلطان نے قسم کھائی ہے کہ انگریزوں کو اپنے ملک سے ضرور نکال دونگا۔"

**آئینہ**۔ مگر شاہی سواروں میں بھرتی ہونا کیا وہ اپنی کسرِ شان نہیں سمجھیگا۔"

**رحیم خان**۔ سواروں میں کیوں بھرتی ہوگا۔ ابراہیم خان کی جگہ اتفاق سے خالی ہوئی ہے میں اوسکی جگہ قاسم کو رسالدار بنا دوں گا۔ صرف سلطان کی منظوری لینی پڑیگی۔ سلطان مجھ پر مہربان ہے اور بہادروں کا خواہاں ہے۔ کیونکہ وہ خود بہادر اور دلیر ہے اسی وجہ سے اُسے شیر میسور کہتے ہیں۔ مجھے امید ہے سلطان ضرور منظور کر لیگا۔ اور اس طرح ہماری طرف سے اُس کی جان نثاری کا خاطر خواہ معاوضہ ہو جائیگا۔ اور کیا عجب ہے کہ قاسم ابراہیم کیطرح میرا دست و بازو ثابت ہو۔"

**آئینہ**۔ بلاشُبہ وہ دلیر ہے۔ جس نے ایک ناچیز ہستی کے بچانے کے لئے جو اُس کے لیئے بالکل اجنبی تھی

جان کو معرض خطر میں ڈال دیا۔
وہ اپنے سردار اور سلطان کے لئے
جان فشانی کرنے میں کب دریغ کریگا
علاوہ اس کے وہ سیّد ہے شجاعت
جس کی ایک ذاتی خاصیت ہے۔
مگر اس طرح اس کو گھر چھوڑنا پڑیگا
معلوم نہیں وہ راضی ہوگا یا نہیں
**رحیم خاں**۔ وہ تو راضی ہو جائیگا
ایک نوجوان مسلمان کے لئے اپنے
سلطان کی خدمت کرنی اور اُس
کے دشمنوں کے ساتھ لڑنا اور باپ
دادا کا نام روشن کرنے سے زیادہ
اور کیا خواہش ہو سکتی ہے وہ تو
راضی ہو جائیگا۔ مگر شاید اُس
کی ماں راضی ہو یا نہ ہو ایک ہی
اُس کا بیٹا ہے۔
**امینہ**۔ اچھا آپ میر قاسم کو
راضی کرلیں۔ اور میں اُس کی ماں
سے ذکر چھیڑونگی۔
**رحیم خاں**۔ بہت اچھا۔ تم آرام
کرو۔ میں صبح قاسم کے ساتھ ذکر
کرونگا۔ اب میں سرائے میں جاتا
ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ مجھے آرام
کی رات نصیب ہوئی۔ کل صبح خدا
کے نام پر خیرات کرونگا۔
رُحیم خان جاتا ہے“

---

## ساتواں سین

### نرسنگداس

**نرسنگداس**۔ دوست۔ دوست۔
پیارا دوست۔ بھائی سے عزیز دوست
کون دوست۔ قاسم خان پٹیل۔ میرے
بچپن کا دوست۔ من چلا اور پیارا
دوست۔ وقت پر کام آنیوالا دوست
جان قربان کرنیوالا دوست۔ سچا
دوست۔ نمونہ دوست۔ وہ مسلمان۔
میں ہندو۔ کیسی جوڑی۔ باہم شیر و
شکر۔ ایک دوسرے کا ساتھ دینے
والے۔ ایک دوسرے پر جان دینے
والے۔ ایک دوسرے پر مر مٹنے والے
لوگ کہتے ہیں ہندو مسلمان کی
کیا دوستی۔ کیوں ہو محبت میں
مذہب کا کیا دخل ہے۔ الفت میں
ذات کا فرق۔ وہ کمینوں کے خیال
ہیں۔ اُن کے دل تنگ ہیں۔

ہم ایک گاؤں کے رہنے والے
ایک دوسرے کے کام آنے والے۔
غمی شادی میں ایک دوسرے کے
شریک۔ کیوں ہماری دوستی نہ نبھتی
جسوقت سے قاسم نے اپنے درد کا
قصہ سنایا ہے۔ میرا دل بھرا ہوا ہے
یوں اُس کو تسلّی دینے کے لئے میں
نے کئی باتیں کیں۔ مگر میرا دل جانتا
ہے۔ کہ میرے دل پر اُس کے غم کا
کیسا اثر ہے کوئی تدبیر کرنی چاہئے۔
میں نے نصیحت کرنے میں غلطی کی۔
دوست کا کام نصیحت کرنا نہیں۔
اور عشق کے مریض کا نصیحت اُلٹا
علاج ہے ؎

یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح
کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا

مجھے کوئی چارہ کرنا چاہئے اور چارہ
نہ ہو سکے تو غمگساری کرنی چاہئے۔
نصیحت کیسی؟ جو دوستوں کو اڑے
وقت پر نصیحت دیتے ہیں وہ دراصل
دوست نہیں ہوتے۔ وہ بُزدل
ہوتے ہیں۔ کہ اڑے وقت پر دوستی
چھوڑ جاتے ہیں۔ میں اگر قاسم کے لئے
کوئی چارہ نہ کروں۔ تو میری دوستی
کا اُس کو کیا فایدہ؟ دوست وہ ہوتے
ہیں جو وقت پہ کام آتے ہیں۔ کیا
تدبیر کرنی چاہئے۔ قاسم۔ رحیم خان
کو سرائے تک چھوڑنے گیا ہے میں
یہاں اُس کا انتظار کرتا ہوں۔ وہ
آجائے۔ تو کوئی تدبیر کریں۔

"قاسم آیا"

**نرسنگداس**۔ آیئے دوست! کہو عشق
کا کیا حال ہے؟ کچھ گھٹا یا نہیں۔

**قاسم**۔ ہاں وہ نشے نہیں جنہیں
تُرشی اُتار دے۔

**نرسنگداس**۔ کوئی تدبیر بھی سوچی
ہے؟!!

**قاسم**۔ تدبیر کیسی؟ یہاں تدبیر
کیا کام کر سکتی ہے۔

**نرسنگداس**۔ تو بس تمام عمر روتے
ہی رہو گے۔

**قاسم**۔ اور کیا نصیب ہی ایسے دکھائی
دیتے ہیں۔ مقدر میں یہی لکھا ہے۔ تو
کیا چارہ ہے۔

**نرسنگداس**۔ ارے بھائی عشق
لگاتے ہیں تو تم نے بڑی پھرتی کی۔

اب تدبیر کرنے میں بھی ایسی پھرتی سے کام لو۔

**قاسم**۔ کل سردار ابراہیم خاں جائیگا اور اُس کے ساتھ ہی میری جان بھی جائے گی۔

**نرسنگداس**۔ تو کیوں نہ جان کو ہیں رکھ لیں۔ تم خاندانی ہو۔ گو امیر نہیں مگر معزز ہو۔ رحیم خاں کو کہہ دو۔ کہ تمہارے ساتھ اُس کی شادی کردی اگر تم سے نہیں کہا جاتا۔ تو میں کس مرض کی دوا ہوں؟ مجھے اجازت دو کہ میں یہ سلسلہ ہلاؤں۔ اور جان توڑ کر کوشش کروں۔ ضرورت ہو تو میں اپنی جان مال اور جائیداد سب تم پر فدا کردوں گا۔ بس سوچتے کیا ہو؟ کہہ دو۔

**قاسم**۔ میرے پیارے دوست! تمہیں میری محبت نے دیوانہ بنا دیا ہے۔ مذہبی رکاوٹ کوئی نہیں۔ مذہب کے رو سے ہم سب بھائی ہیں اور ایک درجے کے ہیں۔ مگر رواج کے لحاظ سے میرے اور ان میں بڑا فرق ہے۔ ذرا سوچو تو وہ وزیر کی لڑکی۔ اور سردار کی بھتیجی بکھو کہا جائیداد کی وارث اور میں ایک غریب پٹیل۔ کہاں راجہ بھوج۔ کہاں گنگا تیلی؟

**نرسنگداس**۔ ارے بھائی۔ ہم میں تو ذات کا لحاظ ہوتا ہے۔ امیری۔ غریبی کو تو کوئی نہیں پوچھتا۔ اور تمہاری ذات مسلمانوں میں اعلیٰ ہے

**قاسم**۔ ہم میں ایسا ہی رواج پڑ گیا ہے اور دوسری بات یہ ہے۔ کہ میں نے اُس کی جان بچائی۔ اگر میں شادی کی درخواست کروں۔ تو سردار مجھے کمینہ خیال کریگا۔ کہ میں اپنی خدمت کا ناجائز فایدہ حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اوس کی نگاہ میں میری کچھہ وقعت نہ رہیگی اور جان جب سُنے گی تو وہ بھی مجھے حقارت سے دیکھے گی۔

**نرسنگداس**۔ عشق بھی عجیب چیز ہے۔ لوگ کہتے ہیں عشق میں عقل جاتی رہتی ہے۔ قاسم تیری عقل تو

عشق نے اور تیز کر دی ہے۔ کیا کیا رعایت تجھے سوجھ رہی ہے۔ دوست تم پکے عاشق ابھی نہیں بنے۔ تم نے سنا نہیں "

عشق نہ پوچھے ذات "

ادہر عاشقی کا دعوے ہے اور اودہر جائز ناجائز فایدہ کا خیال ہے۔

**قاسم**۔ اگر عشق کے یہ معنی ہیں۔ کہ شریفانہ خیالات متروک ہو جائیں تو بندہ واقعی عاشق نہیں۔ میرا دل گوارا نہیں کرتا۔ کہ میں ان کی نگاہ میں کمینہ ثابت ہوں۔ میں اپنی جان پر دکھ درد برداشت کرنے پر تیار ہوں ہجر میں مرتے رہنے پر تیار ہوں۔ مگر اپنے مطلب کے لئے ناجائز فایدہ اٹھانے پر تیار نہیں ہوں۔

**نرسنگداس**۔ تو بڑا ہی شریف ہو اور مجھے اسی لئے تیرے ساتھ محبت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح تیرے دکھ میں شریک ہو جاؤں۔ اور کچھ نہیں تو مجھے یہی تدبیر بتا دو۔ کہ میں تیرا دکھ آدھا بانٹ لوں "

**قاسم**۔ میرے پیارے دوست! تو نے خود بخود ہی میرا دکھ بانٹ لیا ہے۔ کیا میں سمجھتا نہیں۔ کہ میرے لئے تیرا دل کیسے کڑھتا ہے۔ کیا میں محسوس نہیں کرتا۔ کہ میری خاطر تیرا برا حال ہو رہا ہے۔ اور تو کیا کچھ میرے لئے کرنا نہیں چاہتا۔

مگر میرے دوست پیارے! دوست۔ معاملہ ہی کٹھن آپڑا ہے اس مشکل کا حل ہی نہیں اس مرض کا علاج ہی نہیں۔

**نرسنگداس**۔ خدا نے کوی مرض نہیں بنایا۔ جس کا علاج نہیں پیدا کیا۔

**قاسم**۔ بیشک۔

اور میرا بھروسہ بھی اسی پر ہے۔ میں خود کچھ نہیں کر سکتا ہے

دنیا میں کوئی لطف کرے یا جفا کرے
جب میں نہیں بنے گی مری کچھ ہوا کرے

اس جور پر وفا نہ کرے یا وفا کرے
اپنی جگہ نصیب ہے تو ہو تو کیا کرے

آتے ہی ان کو ہوش قیامت بپا ہوئی
مانگی نہیں کیوں دعائیں کہ یہ دن خدا کرے

لذت کو عشق کی غم جا و بد چاہئے
تھوڑی ہی سی زندگی ہے کہاں تک وفا کرے

روز جزا کہیں نہ سوال و جواب میں
کچھ گفتگو ہماری تمہاری ہوا کرے

اس التجا کے ساتھ کہا میں نے حال دل
جیسے اخیر وقت میں کوئی دعا کرے

دل کی طرح سے جان نہ جائیگی عشق میں
پھر کچھ وفا کرے تو بھی بے وفا کرے

# آٹھواں سین

## امینہ

خدا بھی کیسا مسبب الاسباب ہے۔ کیسی تجویز نکل آئی۔ مگر کیا وہ ہمارے ساتھ جائیگا۔ کیا اُس کی ماں راضی ہو جائیگی۔ اچھا میں اُس کی ماں سے کہونگی۔ کیا عجب ہے کہ وہ راضی ہو جائے۔ مگر کیا قاسم کو بھی مجھ سے محبت ہے۔ اگر محبت ہے تو میری طرح اس تجویز کو غنیمت سمجھیگا۔ کیا اس محبت کا انجام نیک ہوگا؟ کیا میرا چچا قاسم کے ساتھ میری شادی کرنے پر راضی ہو جائیگا۔؟ قاسم گاؤں کا ایک پٹیل ہے اور میں وزیر کی لڑکی سردار کی بھتیجی ہوں۔ میرا چچا ایک گمنام آدمی کے ساتھ میری شادی نہیں کریگا۔ ہائے! اگر مجھ سے پوچھے تو میں صاف کہہ دوں مگر نہیں ہم میں لڑکیاں بولا نہیں کرتیں۔ ماں باپ اور ولی کی اجازت کے بغیر شادی نہیں کر سکتیں۔ شرم و حیا مانع ہے۔ میں ایک شریف گھرانے کی لڑکی ہوں۔ یہ جرأت نہیں کر سکتی۔ غم و الم میں پس جاؤنگی مگر مُنہہ پر نہ لاؤنگی۔ خاندان کے نام کو بٹہ نہیں لگاؤنگی۔ میرا عہد

خدا پر ہے - خدا ہی نے یہ سامان پیدا کیا - خدا ہی نے یہ تجویز سوجھائی اب خدا ہی اس امتیاز کو بھی دور کردیگا۔ قاسم منچلا جوان ہے کیا عجب ہے کہ وہ فوج میں کار نمایاں کرے - اور اپنے سردار اور سلطان کی مہربانی حاصل کرے - پھر ہماری شادی میں کیا رکاوٹ پیدا ہو سکتی ہے - رات بڑی گذر گئی ہے مجھے نیند نہیں آتی - دھیان اُس کی طرف ہے - خیال بھولتا ہی نہیں یہ کیسا خیال ہے - کیا یہ خیال دن رات مجھے ایسا ہی ستائیگا - ابھی تو ابتدا ہی ہے - اور میرا یہ حال ہو رہا ہے -

## امینہ کا غزل گانا

ہ

چاہتا ہم کو تو اس کا چاہیے
وہ ہمیں چاہے تو پھر کیا چاہیے
دل کو جب پوچھا تو کیا چاہیے
درد بول اُٹھا تڑپنا چاہیے
کان جب آواز سنتے ہیں تیری
آنکھیں کہتی ہیں کہ دیکھا چاہیے
دل میرا کہتا ہے سنکر شور حشر
یہ نمک زخموں پہ چھڑکا چاہیے
وعدہ آنیکا ہوا اُن سے خواب میں
خواب کب آتا ہے دیکھا چاہیے
طالب بے پردگی ہے مجھ سے عشق
شرم کہتی ہے کہ پردہ چاہیے
امتحان ہے دوست دشمن کا عبث
یہ تو اپنے دل سے پوچھا چاہیے
ترکِ لذت بھی نہیں لذت سے کم
کچھ مزہ اس کا بھی چکھنا چاہیے
ہے مزاج اُس کا بہت نازک امیر
ضبط اظہارِ تمنا چاہیے

(اور پھر سو رہنا)

## نواں سین

قاسم سویا ہوا

**قاسم کی ماں** - آج قاسم ابھی تک سویا ہے - صبح کی نماز بھی قضا

ہوگئی۔ دن چڑھ آیا ہے۔ پہلے تو اتنی دیر تک نہیں سویا۔ کل سے کچھ اُس کے طور بدلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ رحیم خاں کو چھوڑ کر آتے ہی اپنے کمرہ میں آکر سو رہا۔ میرے ساتھ بات بھی نہیں کی۔ لڑکے کو کیا ہو گیا اے میرے خدا مجھ بیوہ کے فرزند کو جمیع بلیات سے محفوظ رکھ۔ اچھا میں اُسے جگاتی ہوں۔

بیٹا قاسم!

**قاسم**۔ (آنکھیں ملتے ہوئے) اماں جان! مجھے کیوں جگا دیا۔ میں ایک عجیب خواب دیکھ رہا تھا"

**ماں**۔ خواب! کیسا خواب؟ اس سے پہلے تو نے کبھی خواب کا ذکر نہیں کیا۔ آج کیا خواب آیا ہے۔ بھلا میں بھی تو سنوں"

**قاسم**۔ اما جان! میں خود حیران ہوں۔ کہ مجھے کیسا خواب آیا ہے کیا دیکھتا ہوں۔ کہ نہایت چمکیلی وردی میرے زیب تن ہے نہایت خوبصورت اور چالاک گھوڑا میرے نیچے ہے۔ اور میں میدان جنگ میں لڑ رہا ہوں۔ پھر یکا یک کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک امیرانہ محل میں ایک خوبصورت مہ جبین سے میری شادی ہوئی۔ سردار رحیم خان اور سلطان ٹیپو جلسہ شادی میں شریک ہیں۔ میری بڑی عزت افزائی ہوئی ہے۔ مگر تھوڑی دیر بعد ہی میں پھر ایک میدان جنگ میں ہوں۔ خدایا تیری پناہ! کیسا خونریز میدان ہے۔ میرے چار طرف خون کی ندیاں بہ رہی ہیں اس سے آگے میں نے ایسا دردناک نظارہ نہیں دیکھا۔ کہ مجھے اس کے بیان کرنے کی جُرأت نہیں۔ ابھی تک دہشت سے میرا دل کانپ رہا ہے۔ دیکھو اماں جان! میرے دل پر ہاتھ رکھکر دیکھو۔ کیسا دھڑک رہا ہے" خدا مجھے ایسا نظارہ نہ دکھائے۔

**ماں**۔ (سینہ پر ہاتھ رکھکر) بیٹا!

میں تیرے صدقے۔ تجھ پر قربان۔
کل سے ہی تیرے طور کچھ بدلے نظر
آتے تھے۔ ضرور تجھے سایہ ہوگیا ہے
میں ابھی کسی سیانے کو بلاتی ہوں۔
کہ تجھے دم کرے۔ یہ ہیبت ناک خواب
اسی وجہ سے آیا ہے۔ بشیر میاں کریم اللہ
سے تجھے تعویذ منگا دیتی ہوں۔ اور
کچھ صدقہ اور خیرات کرتی ہوں بیٹا!
خدا تجھے ہر بلا سے محفوظ رکھے۔ مجھ
دکھیا کا دل تو تیری ذرا سی تکلیف
سے بیٹھ جاتا ہے۔ الٰہی خیر یا کریم یا
رحیم میرے بچے کی خیر! یا غفار میرے
بچے کی خیر!

**قاسم۔** اماں جان تم ناحق فکر کرتی
ہو۔ یہ خواب ہے۔ کہاں میں ایک پٹیل
اور کہاں افسرانہ وردی۔ اور کہاں وہ
معرکے۔ فکر نہ کرو۔ کل سے میرے خیالات
کچھ پریشان تھے۔ اس لئے خواب بھی
پریشان دیکھا۔ تعویذ کی ضرورت نہیں
دم کی کوئی ضرورت نہیں۔ صدقے
دینے میں کوئی حرج نہیں۔ صدقہ
دیدو۔ یہ ردّ بلا ہے۔

**ماں۔** میرے پیارے بیٹے! میری
جان میں جان آئی۔ خدا تجھے عمر دے

**قاسم۔** امینہ کا کیا حال ہے؟

**ماں۔** بیٹا۔ اب وہ اچھی ہیں۔ میں
نے چاء تیار کی ہوئی ہے۔ کیا تمہارے
لئے لاؤں۔

**آواز۔** میر قاسم صاحب! میر قاسم
صاحب!

**قاسم۔** کون آواز دیتا ہے۔ ذرا
دیکھوں تو۔ (قاسم باہر جاکر پھر واپس
آتا ہے) اماں جان سردار رحیم خاں
کا آدمی مجھے بلانے آیا ہے۔ میں جاتا
ہوں۔

**ماں۔** اچھا بیٹا! چاء تو پی لو۔

**قاسم۔** نہیں اماں جان۔ میں آکر
پی لونگا۔ جلدی بلایا ہے۔

(قاسم چلا جاتا ہے اور امینہ آتی
ہے۔)

**ماں۔** میری بیٹی۔ سناؤ طبیعت کیسی
ہے؟

**امینہ۔** الحمدللہ! اچھی ہوں۔ ذرا
کمزوری ہے۔

**ماں۔** امید ہے کہ دو تین دن آرام
کرنے سے طبیعت بالکل ٹھیک ہو
جائیگی۔

**امینہ۔** مگر ہمیں تو کل جانا ضرور ہے
چچا صاحب ایسا کہہ گئے ہیں۔

**ماں۔** ہائیں! اتنی جلدی۔ چار دن
رہو۔ جب پوری طاقت آ جائیگی
تو چلے جانا۔ جلدی کیا پڑی ہے۔

**امینہ۔** چچا جان بہت جلد سرنگا پٹم
پہنچنا چاہتے ہیں۔ اصل میں وہ حیدر آباد
سلطانی کام پر گئے تھے اور سلطان
میسور اُن کا انتظار کر رہا ہوگا۔

**ماں۔** اچھا بیٹی میرا کیا عذر ہے اصل
میں میری کوئی بیٹی نہیں تھی۔ تجھ سے
مجھے بڑی محبت پیدا ہو گئی ہے معلوم
نہیں مجھے یاد بھی کریگی یا نہیں۔ امیرانہ
محلات اور بارہ دریوں میں یہ غریب گھر
تجھے کب یاد آئیگا۔

**امینہ۔** اماں! یہ کیا کہتی ہے۔ میں جب
تک زندہ رہونگی۔ آپ کو اور آپ کے
بیٹے کو نہیں بھولونگی۔ مجھے ہمیشہ یاد
رہیگا۔ کہ میری زندگی آپ کے بدولت
ہے۔ اب تک میرا نام و نشان بھی صفحہ
ہستی سے مٹ گیا ہوتا۔ اگر تمہارا بیٹا
اپنی جان خطرے میں ڈال کر مجھے نہ
بچاتا۔ ہاں اماں چچا کہتے تھے۔ کہ ہم کس
طرح اس احسان کا شکریہ ادا کریں۔

**ماں۔** بیٹی احسان کیسا؟ اور کس پر
قاسم نے ایک مرتی جان کو بچایا۔ یہ
اُس کا فرض تھا۔ ہر ایک انسان کا
فرض ہے۔ کہ اپنے ابنائے جنس کی مصیبت
کیوقت دستگیری کریں۔

**امینہ۔** پھر بھی چاہیے۔ کہ ہم اس کا کچھ
معاوضہ ادا کریں۔

**ماں۔** بیٹی اس خیال کو دل میں نہ لا
ہم گو امیر نہیں مگر پھر بھی ہمیں کسی بات
کی کمی نہیں۔ قاسم اس کو گوارا نہ کریگا
اس کا دل رنجیدہ ہوگا۔ اُسے جو خوشی
تمہارے بچانے سے ہوئی ہے۔ وہ د
ہو جائیگی۔

**امینہ۔** چچا جان نے پہلے ہی ان باتو
کا خیال کر لیا ہے مگر ہم ایسی طرح معاو
ادا کرتے ہیں جس سے قاسم اور آپ ک
دل نہیں دُکھیگا۔ اچھا اگر چچا صاحب

قاسم کو سلطانی فوج میں بھرتی کرا
دیں۔ اور اُس کے لائق اُسے عہدہ
دلادیں تو اس میں آپکو کیا ناخوشی
ہوگی۔

**ماں۔** یہ دوسری بات ہے۔ اور قاسم
سے دریافت کرنی چاہیئے۔

**ابینہ۔** مگر آپکی رضامندی بھی تو ضروری
ہے۔ کیونکہ قاسم کو چچا کے ہمراہ سرنگاپٹم
جانا پڑیگا۔ آپ کو اُس کی جُدائی شاق
تو نہیں گذریگی۔

**ماں۔** جُدائی تو مجھے ضرور شاق گذریگی
مگر میں ایسے کام سے بیٹے کو روک نہیں
سکتی۔ میں سیّد کی بیٹی۔ سید کی بی بی۔
سیّد کی ماں ہوں۔ ہم سب پر سلطان
کی خدمت فرض ہے۔ اور ایسے وقت
میں جبکہ انگریزوں کے ساتھ وہ لڑ رہا
ہے۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس
کے جھنڈے کے نیچے جاکر اُس کیطرف
سے اُس کے دشمنوں کے ساتھ لڑائی
کریں۔

**ابینہ۔** جیسا بیٹا بہادر۔ ویسی ماں
بھی شجاع ہے۔

**ماں۔** ہاں مجھے فخر ہوگا۔ اگر میں شہید
کی ماں بنونگی۔ میری عاقبت سنور
جائیگی۔ مجھے اور کیا چاہیئے۔ اگر میرا
بیٹا غازی بنے۔ پھر میرے بہشتی ہونے
میں شک ہی کیا رہا ہے؟

**ابینہ۔** خدا ہر مومن مسلمان کو نصیب
کرے۔

**ماں۔** آمین! اچھا بیٹی اب چار پی
لو۔ میں اسی جگہ لے آتی ہوں۔

(ماں چلی گئی)

**ابینہ۔** شکر صد شکر۔ قاسم کی ماں
تو راضی ہوگئی۔ اور قاسم بھی راضی
ہوجائے گا۔ ہمارے ساتھ چلیگا۔
اگر خدا کو منظور ہوا تو مراد برآئیگی
مگر یہ دن کیسے کٹیں گے۔ میرا تو
بُرا حال ہورہا ہے۔ جو آگ میرے
سینہ میں مشتعل ہے۔ خدا کرے
قاسم کے سینہ میں بھی اوس کی
ایک چنگاری جا پڑے۔

اُلفت کا جب مزا ہے کہ وہ بھی ہو بیقرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی
پہلو سے اُٹھ رہا ہے دھوؤں جل رہا ہے دل

اک آگ سی ہے سینہ کے اندر لگی ہوئی

رکھیو قدم سنبھل کے رہِ عشق میں ہی — آگے بھی جسکو ہو کبھی ٹھوکر لگی ہوئی
یوں کون جانے دردِ محبت کو ناصحا — وہ جانے جسکو چوٹ ہو دل پر لگی ہوئی
یارب ہو دل کی خیر کہ پیڈ ہب مجھے آجکل — ہے گھات میں نگاہِ ستم گر لگی ہوئی
پھر ایسا سا حال ہو تمہارا بھی ناصحو — چپٹیک تمہیں بھی عشق کی ہو گر لگی ہوئی
ناقوس تنکدہ میں تو کعبے میں ہے اذان — ہے یاد مجھے دوست کی گھر گھر لگی ہوئی
ہو کسطرح سے اپنی محبت کا عرض حال — ہے مہر خاموشی میرے لب پر لگی ہوئی

(قاسم کی ماں چار لاتی ہے اور امینہ کو پیالی دیتی ہے)

**ماں**۔ بیٹی! میں تجھے ہمیشہ یاد کیا کروں گی۔ مجھے خیر خیریت لکھتے رہنا۔

**امینہ**۔ کیوں نہیں ضرور خبر بھیجا کروں گی۔ میں آپکو کبھی فراموش نہیں کروں گی اور مرتے دم تک یاد رکھوں گی۔

---

## دسواں سین

سرائے

**زلفو**۔ اچھا ہو گیا۔ سب کچھ ہو گیا۔ ابراہیم خان کا گور و کفن ہو گیا فاتحہ بھی دلوا دیا گیا۔ صدقہ اور خیرات بھی ہو گئی۔ مگر ادھو! شیخ صدو کی ڈیرہ دمڑی کی شیرینی دینا بھول گیا۔ یا شیخ صدو! عاجز پر ناراض نہ ہونا۔ کام بہت تھا۔ نذر دینی بھول گیا۔ ابھی خانصاحب آتے ہیں تو اُن کو کھانا کھلا کر اور بازار سے ڈیرہ دمڑی کی شکر خرید کر بچوں میں تقسیم کر دونگا۔ اے میرے پیر اس عاجز پر نظرِ عنایت رکھنا۔ پھر کبھی نہ بھولونگا اس دفعہ کا قصور معاف کرنا خانصاحب آرہے ہیں۔ میں باورچی خانہ میں جاؤں !!

(زلفو جاتا ہے)

**رحیم خاں**۔ داؤد! آج ہمارے ابراہیم کو قبر میں ڈال آئے۔ ایسا رفیق ایسا وفادار اور بہادر کہاں ملیگا۔ !!

**داؤد**۔ حضور! بیشک ابراہیم خان

[illegible]

مگر تقدیر کے آگے کیا چارہ ہے مرضیٔ
مولےٰ از ہمہ اولےٰ۔

**رحیم خاں۔** بیشک۔ بیشک۔ ہم
سب خدا کے ہاتھ میں ہیں ہم سب نے
اُسی کے پاس جانا ہے کوئی آگے کوئی
پیچھے۔ مگر ہاں قاسم کی طرف کسی آدمی
کو بھیجدیا تھا۔

**داؤد۔** ہاں میں نے قبرستان سے ہی قاسم
کو بلانے کے لئے ایک آدمی کو بھیجدیا
تھا۔ وہ واپس آتا ہی ہوگا۔

**رحیم خاں۔** قاسم بڑا خوبصورت نو
جوان ہے۔ بہادر بھی ہے۔

**ایک سپاہی۔** (اندر آکر اور سلام
کہکر) حضور! میر قاسم حاضر ہے۔

**رحیم خاں۔** اندر آنے دو۔
(قاسم آتا ہے اور رحیم خاں اُٹھ کر
گلے لگا لیتا ہے)

**رحیم خاں۔** قاسم آج سے تم مجھے باپ
کی طرح ملا کرو۔ میں تم کو ایسا ہی سمجھا
کرونگا۔ یہاں میرے پاس بیٹھ جاؤ۔
داؤد! تم گھوڑوں کو جاکر دیکھو۔
(داؤد جاتا ہے)

کہ مُلک میں کیا ہو رہا ہے؟

**قاسم۔** کوئی ایسی صحیح خبر تو نہیں
ملتی نہیں۔ سنتے ہیں کہ سلطان کی
انگریزوں کے ساتھ پھر لڑائی ہونے
والی ہے۔

**رحیم خاں۔** یہ تو صحیح خبر ہے کافر
انگریز میسور پر حملہ کرنے کی تیاری
کر رہے ہیں۔

**قاسم۔** مگر انگریز کیوں سلطان
سے لڑتے ہیں۔ سلطان نے ان کا
کیا بگاڑا ہے۔ سلطان اُنکے مُلک
پر حملہ کرنے نہیں گیا۔ پھر اس لڑائی
کا کیا مطلب۔

**رحیم خاں۔** مُلک گیری کی ہوس۔

**قاسم۔** مگر کیا اپنا ملک ان کو نہیں
سنبھال سکتا۔

**رحیم خاں۔** نہیں اُن کا مُلک چھوٹا
ہے۔ آبادی بڑی ہے۔ زراعت کم
ہوتی ہے اُن کے ہاں زیادہ تر لوہا
اور کانچ پیدا ہوتا ہے لوہے اور
کانچ کی چیزیں بنا کر دوسرے ملکوں
میں لیجاتے ہیں اور وہاں سے کھانے

لیجاتے ہیں مگر ہندوستان سے تو وہ
نقد روپیہ بھی خوب کما کر لیجا رہے ہیں

**قاسم**۔ پھر اُن کو ملک میں کیوں آنے
دیتے ہیں۔

**رحیم خاں**۔ ہم لوگ بیوقوف ہیں۔
خانہ جنگیاں کرتے ہیں۔ اس کا وہ
فائدہ اٹھاتے ہیں۔ سلطان ٹیپو نے
بڑی کوشش کی۔ کہ سب مل کر اس
آفت کو مُلک سے نکال دیں مگر کسی
نے اُس کا ساتھ نہ دیا۔

**قاسم**۔ بنگال پر تو انگریزوں کا پورا
قبضہ ہو گیا ہے۔

**رحیم خاں**۔ بالکل۔ وہاں تو خاصے
بادشاہ بن کے بیٹھے ہیں۔ کچھ عرصہ تک
نوابی کا تخت بیچ بیچکر ہاتھ رنگتے رہے
ناجائز تجارت سے غریب رعایا کو
بھوکھوں مارتے رہے۔ اب خود بنگالہ
کے حاکم بن بیٹھے ہیں۔ بنگالہ خوب ہی
سونے کی چڑیا اون کے ہاتھ آئی
ہے"

**قاسم**۔ وہ تو خوب ہی مالا مال ہو
گئے ہونگے"

**رحیم خاں**۔ بڑے مالدار بن گئے
ہیں۔ اب دکن پر بھی قبضہ کرنا چاہتے
ہیں۔ مرہٹوں اور نظام کو دم دلاسا
دیکر اپنے ساتھ ملا لیا ہے وہ ناعاقبت
اندیش ان کے ساتھ مل گئے ہیں۔
افسوس ہے سلطان تنہا رہ گیا ہے

**قاسم**۔ مگر سلطان خود بڑا بہادر ہے
اور اُس کے پاس خود بڑی فوج
ہے"

**رحیم خاں**۔ سب کچھ درست ہے
مگر پھر بھی سلطان کو بہادر اور وفادار
آدمیونکی بڑی ضرورت ہے۔

**قاسم**۔ کیا سلطان کے افسر وفادار
نہیں ہیں۔

**رحیم خاں**۔ کسی کے دل کا حال کون
جان سکتا ہے ظاہرا تو وفاداری کا
دم بھرتے ہیں مگر خدا جانے وقت پر
کیسے نکلیں۔ قاسم تم جوان ہو اور
بہادر بھی ہو۔ تم کیوں نہیں سلطان
کی فوج میں بھرتی ہو جاتے۔

**قاسم**۔ میرا کوئی ذریعہ نہیں۔

**رحیم خاں**۔ اگر تمہاری خواہش ہو
تو میں تمہارا ذریعہ بن سکتا ہوں دیکھو
یہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ سلطان کو

انگریزوں کے خلاف مدد دے۔ یہ انگریز سلطان کے بڑے دشمن ہیں۔ بنگالہ انھوں نے لے لیا۔ اودھ پر ان کا تسلط ہے۔ دہلی اُن کے زیر سایہ ہے۔ صرف دکن بچا ہوا تھا۔ اس پر بھی قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔

**قاسم**۔ میں بڑی خوشی سے سلطان کی خدمت کرونگا۔ مجھے اور کیا چاہئے اگر میں انگریز سے لڑتا ہوا شہید ہو جاؤں ؟

**رحیم خاں**۔ شاباش مجھے تم پر یہی امید تھی۔ میں تمہیں شاہی رسالہ میں جس کا میں سردار ہوں۔ رسالدار بھرتی کرا دونگا۔ اور تم میرے رفیق مرحوم ابراہیم خاں کے جا بجا ہوگے ہم اکٹھے رہیں گے اور وقت پر ایک دوسرے کے کام آئیں گے۔

**قاسم**۔ مگر میرے پاس اتنا روپیہ نہیں کہ گھوڑا اور ہتھیار اسلحہ خرید سکوں !

**رحیم خاں**۔ یہ سب مجھ پر چھوڑ دو۔ جب تم میرے بیٹے ہوگئے تو پھر تمہیں کسی چیز کی فکر نہیں گھوڑے میرے ہمراہ ہیں۔ ان میں سے ایک تم لے لو اور اوزار وغیرہ بھی سب کچھ میں مہیا کردونگا۔ ابراہیم خان کی وردی اسلحہ سب تم لے لو۔

**قاسم**۔ میں تہ دل سے آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

**رحیم خاں**۔ شکریہ کی ضرورت نہیں جو احسان تم نے مجھ پر کیا ہے اُس کے مقابل میں میں نے کچھ نہیں کیا ہاں تمہاری ماں تو مزاحمت نہیں کریگی ؟

**قاسم**۔ امید نہیں کہ وہ مزاحم ہو وہ اپنے دین پر جان فدا کرنے والی ہے وہ بیٹے کو کافروں کے ساتھ لڑنے سے کب منع کریگی۔

**رحیم خاں**۔ چلو میں تمہیں گھوڑے دکھاؤں۔ اس میں سے تم ایک اپنے لئے پسند کر لو۔

(دونوں جاتے ہیں)

# گیارہواں سین

## راستہ

**قاسم**۔ عشق۔ عشق۔ یہ کیسی بلا ہے خاصی مصیبت ہے۔ عشق انسان کو کیا سے کیا بنا دیتا ہے۔ میں جو ایک دن پہلے کیسا خوش و خرم تھا۔ عشق کی بدولت کیسا نڈھال ہو رہا ہوں۔ سچ ہے عشق آگ ہے۔ جو تن من کو جلا دیتی ہے۔ عشق نے کیا کیا عجوبے نہیں دکھائے۔ آدمی ہوش و حواس کھو دیتا ہے۔ تن بدن کی سدھ بدھ نہیں رہتی۔ خاصا مجنوں بن جاتا ہے ؎

بتان مہوش اُجڑی ہوئی منزل میں رہتے ہیں
کہ جسکی جان جاتی ہے اُسی کے دل میں رہتے ہیں
ہزاروں داغ پنہاں عاشقوں کے دلمیں رہتے ہیں
شرر پتھر کی صورت انکے آب و گل میں رہتے ہیں
زمین پہ پاؤں نخوت سے نہیں رکھتے پری پیکر
یہ گویا اس مکان کی دوسری منزل میں رہتے ہیں
محبت میں مزہ ہے چھیڑ کا لیکن مزہ کی ہے
ہزاروں لطف ہر اک شکوہ باطل میں رہتے ہیں
خدا رکھے سلامت جنکو انکو موت کب آوے
تڑپتے لوٹتے ہم کوچہ قاتل میں رہتے ہیں
یہاں تک تھک گئے ہیں چلتے چلتے تیر ہاتھوں سے
کہ اب چھپ چھپ کے ناوک سینہ بسمل میں رہتے ہیں
خدا رکھے محبت نے کیئے آباد دونوں گھر
میں انکے دلمیں رہتا ہوں وہ میرے دلمیں رہتے ہیں
کوئی نام و نشاں پوچھے تو اے قاصد بتا دینا
تخلص داغ ہے وہ عاشقوں کے دلمیں رہتے ہیں

(نرسنگھ داس آتا ہے)

**نرسنگداس**۔ آہا! یہ کیسا گل کھلایا ہے۔ چشم بد دور! یہ وردی کہاں سے اُڑائی؟

**قاسم**۔ میرے دوست! میں سلطان میسور کے شاہی رسالہ میں بھرتی ہو گیا ہوں۔ سردار رحیم خان نے مجھ پر یہ مہربانی کی ہے۔

**نرسنگداس**۔ بہت خوب۔ یہ عشق کی مہربانی ہے۔ معشوق کے قریب رہنے کی اچھی راہ نکالی۔ قاسم مجھے خیال نہ تھا۔ تم ایسے ہوشیار ہو۔

**قاسم**۔ نہیں دوست! خود سردار نے ہی یہ تجویز نکالی اور میں نے منظور کر لی۔ سلطان پر انگریز چڑھائی کرنے

والے ہیں۔ اور اُس کو بہادر آدمیوں
کی ضرورت ہے۔ میں انگریز کافروں
سے لڑنے جاتا ہوں۔
**نرسنگداس۔** معشوق کی صورت
دیکھنے کا بھی موقع ملتا رہیگا۔
**قاسم۔** ایسے نصیب کہاں؟ میں
تو شہید ہونے جاتا ہوں۔ دردِ عشق
کا خاتمہ یوں ہی ہوگا۔ ورنہ تمام عمر
اس آگ میں جلنا پڑے گا۔ نہیں
وطن مبارک! میری تو اب چلتی
صدا ہے۔
**نرسنگداس۔** کب تیاری ہے۔
**قاسم۔** کل صبح ہی کوچ کرینگے۔
**نرسنگداس۔** تو بندہ بھی چلیگا۔
**قاسم۔** ہیں کیا تم؟ ناحق مصیبت
میں کیوں پڑتے ہو؟
**نرسنگداس۔** تمہاری مصیبت میں میں
شریک ہونا چاہتا ہوں۔ میں بھی تمہارے
رسالہ میں بھرتی ہو جاؤنگا۔ اور تمہارے
دوش بدوش انگریزوں سے لڑونگا
**قاسم۔** تم کو انگریزوں سے کیا دشمنی
ہے وہ تو سلطان کے دشمن ہیں۔
**نرسنگداس۔** جو سلطان کا دشمن ہو
وہ ہمارا بھی دشمن۔ کیا انگریز ہمارے
مُلک پر قبضہ نہیں کر رہے۔ کیا وہ ہمیں
غلام نہیں بنا رہے؟ جہاں سلطان
کی شوکت جائیگی وہاں مُلک کی
عظمت بھی خاک میں ملجائیگی۔ کیا سلطان
کے دربار میں دیوان کرشن راؤ نہیں
کیا سلطان کی فوج میں ہندو بھرتی
نہیں؟ کیا میں سلطان میسور کی
رعایا نہیں۔؟ کیا مجھ پر فرض نہیں
کہ اپنے سلطان کے لئے تلوار اُٹھاؤں؟
**قاسم۔** (گلے سے لگا کر) شاباش! میرے
پیارے دوست! خوب کہی۔ بہت اچھا
اکٹھے رہیں گے۔ میں خان کو کہونگا
کہ تمہیں جمعدار مقرر کر دے۔ چلو ع
خوب گذریگی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

## دُوسرا ایکٹ

### پہلا سین

گاؤں

**زلفو۔** شکر ہے۔ آج کوئی حادثہ رستہ
میں نہیں آیا۔ اسی طرح سفر کٹے۔ تو
اچھا ہے۔ مکان بھی اچھال گیا ہے

کھانے پینے کی چیزیں بھی خاطر خواہ میسّر
ہوگئی ہیں۔ آج کباب۔ پلاؤ۔ کوفتہ۔ کھلا کر
خانصاحب کو خوش کرونگا۔ بندہ اپنے
فن میں کمال رکھتا ہے باورچی گیری مجھ
پر ختم ہے۔

(داؤد آتا ہے)

**داؤد خاں۔** سناؤ زلفو! کھانا تیار کرلیا
ہے؟"

**زلفو۔** ابھی فارغ ہوا ہوں۔ اچھے وقت
پر یہاں پہنچ گئے۔ آج راستہ بھی اچھا کٹا
کیوں داؤد تم بھی خوش ہو؟ کہ آج
کوئی مصیبت نہیں آئی۔

**داؤد خاں۔** ارے بھائی ہم سپاہی
آدمی ہیں۔ ہمارے لئے آرام اور مصیبت
ایک ہی بات ہے۔

**زلفو۔** بھئی تم بھی خوب آدمی ہو۔ تم مٹی
کے بنے ہوئے ہو یا پتھر کے؟

**داؤد خاں۔** ہیں تو مٹی کے۔ مگر میدان
جنگ کی تکلیفیں سہہ کر پتھر بن گئے
ہیں۔ ابھی انگریز کافروں کے ساتھ
معلوم نہیں کیا کیا معرکے پیش آئیں
گے؟"

**زلفو۔** داؤد تم انگریزوں کو کافر کیوں
کہتے ہو۔ وہ تو اہل کتاب ہیں۔

**داؤد۔** انجیل پر پورے طور پر عمل نہیں کرتے
اور اپنے عیسیٰ مسیحؑ کو خدا مانتے ہیں۔
اس لئے ہم انہیں کافر کہتے ہیں وہ
ہمارے سلطان کے جانی دشمن ہیں۔
اس لئے ہم بھی اُن کے جانی دشمن ہیں
اپنے لالچ کیخاطر ملک میں فتور مچا رکھا
ہے۔ سب ریاستوں پر قبضہ کرنے جاتے
ہیں اگر میسور پر اُن کا قبضہ ہوگیا۔ تو
سارا دکن اُن کے ہاتھ آجائیگا۔ سلطان
ٹیپو کے بعد کوئی اُن کا مقابلہ نہیں کر
سکیگا۔ مگر ٹیپو کو مغلوب کرنا آسان
بات نہیں۔

**زلفو۔** میں نے حیدرآباد میں سُنا تھا
کہ سلطان ٹیپو بڑا دلاور اور بہادر ہے
اُس نے قسم کھائی ہوئی ہے کہ انگریزوں
کو مُلک سے نکال دیگا۔ یا آپ مارا
جائے گا۔

**داؤد خاں۔** ہاں سلطان واقعی بڑا
بہادر ہے اُس کا یہی خیال ہے۔ وہ
بہت کچھ کر رہا ہے۔ مگر ہماری سرکار
نظام اور مرہٹوں نے سلطان کو
سخت دھوکا دیا۔ اور اُس کی امداد

نہیں کی۔ بلکہ اُلٹے انگریزوں سے مل گئے ہیں۔ سلطان اکیلا انگریز کافروں کے مقابلے پر کھڑا ہے۔

**زلفو**۔ اچھا بھئی۔ ہم بھی سلطان کی عملداری میں آگئے ہیں۔ اب اون کی فتح کی دعا مانگا کرینگے۔ لڑائی بھڑائی تو ہم سے ہو نہیں سکتی۔ مگر موقع ملا۔ تو سلطان کو اچھے اچھے کھانے کھلائیں گے۔

(نرسنگداس آتا ہے)

**نرسنگداس**۔ بھائیو! کس شغل میں ہو؟ کچھ خبر بھی ہے۔ کیا ہونے والا ہے؟

**داؤد**۔ کیوں خیر ہے؟ تم کچھ گھبرائے ہوئے ہو۔

**نرسنگداس**۔ میں اس گاؤں کے پٹیل کو ملنے گیا تھا۔ وہ میرا دوست ہے۔ میرے بیٹھے بیٹھے ایک آدمی دوسرے گاؤں سے جو یہاں سے دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ حواس باختہ آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ پچاس سوار اُن کے گاؤں کو لُوٹ رہے ہیں۔ غلہ دانہ سب لُوٹ لیا ہے۔ شاید اس گاؤں کو بھی لُوٹنے آئیں۔

**زلفو**۔ اچھی سنائی۔ میں تو شکر کر رہا تھا۔ کہ آج رات آرام سے گذریگی یہ اچھا سفر ہے۔ کہ کوئی دن مصیبت سے خالی نہیں جاتا۔ میرا تو کلیجہ کانپ رہا ہے۔

**داؤد**۔ تو بڑا نامرد ہے چلو نرسنگ ہیں۔ خانصاحب کو خبر کریں۔

---

## دوسرا سین

### مکان

**رحیم خان**۔ میری پیاری بیٹی! اب طبیعت کا کیا حال ہے۔

**امینہ**۔ چچا جان اچھی ہوں۔

**رحیم خان**۔ مگر تمہارا چہرہ کیوں پژمردہ ہے؟

**امینہ**۔ سفر کی تھکان ہے۔

**رحیم خان**۔ کہیں باپ کا غم تو نہیں کھاتی۔

**امینہ**۔ نہیں چچا جان غم تو نہیں کھاتی مگر اونکی یاد آہی جاتی ہے۔

**رحیم خان**۔ رفتہ رفتہ غم دُور ہو جائیگا۔

دنیا میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ ہم سب نے وہیں جانا ہے۔

**آواز**۔ خانصاحب! خانصاحب!!

**رحیم خاں**۔ داؤد کی آواز ہے۔ میں بھی جا کر سنوں کیا کہتا ہے۔

(رحیم خان اٹھکر باہر جاتا ہے) امینہ غزل گاتی ہے

## غزل

حالت لکھی ہے کہ تو اُسے اضطراب کی
سطریں کہ پیچ و تاب میں ہیں آپ کی
آئے مزار پر ہوئی خفت عذاب کی
مدت کے بعد راہ چلے وہ ثواب کی
تم شہسوار حسن ہو لگ جائیگی نظر
گھوڑے سے اترو آنکھ بچا کر رکاب کی
وہ بے نشان ہیں ہم کہ فرشتوں کو روز حشر
ڈھونڈے ملی نہ فرد ہمارے حساب کی
عاشق پسند کیوں نہ کریں زہر چشم یار
میکش کو خوشگوار ہے تلخی شراب کی
ساقی وہ ہم کو موسم گل میں شراب دے
خوشبو ہو جس میں مشک کی رنگت شباب کی
اُٹھ اُٹھ کے بیٹھ بیٹھ گیا راہ شوق میں
ہے گیر غبار نے میری مٹی خراب کی

(رحیم خان واپس آکر کہتا ہے) ابھی خبر ملی ہے کہ پچاس سوار ایک گاؤں کو لوٹ رہے ہیں۔ اس گاؤں کو بھی شاید لوٹنے آئیں۔ اس لئے ہمیں تیار رہنا چاہئے۔ میں قاسم کے ساتھ مشورہ کرنے جاتا ہوں۔ ہم سب مسلح ہو کر مکان کی چھت پر دشمنوں کا انتظار کرینگے۔ تم نے اسی جگہ رہنا۔

**امینہ**۔ نہیں چچا جان میں بھی تمہارے ساتھ چھت پر رہونگی۔

**رحیم خاں**۔ نہیں تو گھبرا جائیگی۔

**امینہ**۔ کیوں میں پٹھان کی بیٹی نہیں ہوں؟ میں ہرگز نہیں گھبراتی۔

**رحیم خاں**۔ شاباش بیٹی! واقعی تو پٹھان کی بیٹی ہے۔ مگر وہاں غیر مرد ہونگے۔

**امینہ**۔ میں برقعہ پہن لونگی۔ قاسم اور زلفو نے تو مجھے دیکھا ہی ہوا ہے۔

**رحیم خاں**۔ اچھا یوں ہی سہی۔ مگر ابھی ٹھیرو۔ پہلے ہم آپس میں صلاح مشورہ کرلیں۔ پھر وقت پر تمہیں بلا لیں گے۔

(رحیم خان چلا جاتا ہے)

**امینہ**۔ آج میں دیکھوں گی۔ دو

کتنا بہادر ہے۔ دشمنوں کے ساتھ کیسے لڑتا ہے۔ میں اس کے لئے دعا کرونگی۔ خدا اسے محفوظ رکھے۔ ہائے اس نے میرے دل پر کیسا اثر ڈالا ہے۔

## امینہ کا گانا

دم بھر میرے قابو میں طبیعت نہیں آتی
اللہ اکسی وقت جہالت نہیں جاتی
جانیسے تو مہمانکی عزت نہیں جاتی
تو جاتی ہے یا لے شب فرقت نہیں جاتی
دیگا نہ کوئی ٹھوکریں کھانے کی گواہی
ہمراہ میرے حشر میں تربت نہیں جاتی
رکتی سے بھی مٹتا ہے کہیں شوق نظارا
آنکھیں بھی گئیں تو بھی تو حسرت نہیں جاتی
فرہاد کی مرقد سے یہ آتی ہیں صدائیں
برباد کسی شخص کی محنت نہیں جاتی
غم سہتے ہیں پر لب پہ شکایت نہیں آتی
دکھ سہتے ہیں پہ تیری محبت نہیں جاتی
اے عمر تو اس کو بھی ہمراہ لئے جا
تو جاتی ہے دل سے حسرت نہیں جاتی
ہر چند رلاتا ہے مگر اسمیں بھی وفا ہے
گھر چھوڑ کے میری شب فرقت نہیں جاتی
قطعہ    ہیں ہزاراں تیری رہ گذر میں

دو چار قدم اٹھ کے قیامت نہیں جاتی

---

# تیسرا سین
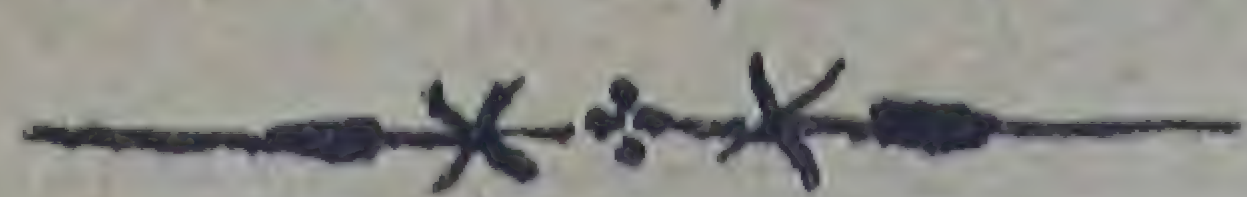
## مکان کی چھت

(خان۔ قاسم۔ داؤد۔ نرسنگداس اور امینہ وغیرہ

**خان**۔ نرسنگداس! آگ روشن کرنیکا انتظام کردیا؟

**نرسنگداس**۔ جناب میں نے تین موقع پر آدمی کھڑے کردیئے ہیں۔ کہ آگ روشن کردیں۔ تاکہ دشمن ہمیں نظر آجائیں۔ وہ دیکھئے شعلے اٹھے ہیں۔

**خان**۔ خوب! آج ان کمینوں کو دکھائینگے۔ کہ بیکس رعایا کو لوٹنا آسان نہیں۔

**نرسنگداس**۔ لٹیروں کو کیا خبر کہ خانصاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں

**خان**۔ قاسم۔ آج شجاعت دکھانے کا موقعہ ہے۔ ایسے تاک کر نشانہ لگاؤ۔ کہ خالی نہ جائے۔

**داؤد**۔ سنئے صاحب۔ گھوڑوں کے قدموں کی چاپ سنائی دے رہی ہے۔

**رحیم خان۔** ٹھیک اب سنبھل کر بیٹھو۔ بندوقیں سیدھی کرلو۔ جونہی وہ آگ کے نزدیک پہنچیں۔ ایک دم بندوقیں سر کرو۔ دو تین فائر پے در پے کرنے سے ان کے مُنہہ پھر جائیں گے۔

(سب نے بندوقیں سیدھی کرلیں۔

**رحیم خاں۔** وہ دیکھو دشمن صاف دکھائی دے رہے ہیں۔ دم بخود ہو جاؤ۔ دیکھو جب میں کہوں۔ اُسوقت جھٹ بندوقیں چھوڑ دینا۔

**رحیم خاں۔** ہاں اب بندوقیں سَر کرو۔ بسم اللہ! (ایک دم بندوقیں چلتی ہیں) شاباش! شاباش! آؤ نمک حرامو! آگے بڑھو۔ کیوں حیران کھڑے ہو۔ اپنے مُردہ ہمراہیوں کو کیوں حیرانی سے دیکھ رہے ہو۔ بڑھو آگے بڑھو۔ بُزدلو۔ لٹیرو۔ آگے بڑھو۔ لُوٹ کا مزہ چکھو۔ مُلک میں فتور مچانے کا لطف اُٹھاؤ۔ غریب رعیت کو لوٹنے والو اور آگے بڑھو۔ بیشرمو بے حیاؤ۔ آگے بڑھو۔ (ایک فائر اور۔

**قاسم۔** مجھے اور بندوق دو۔

**امینہ۔** لیجئے میر صاحب! (امینہ ایک بندوق اُٹھا کر دیتی ہے)

**رحیم خاں۔** شاباش! بیٹی تو بڑی دلاور ہے۔ شاباش! شاباش! ہاں قاسم! ایک فائر اور۔ (دوسرا فائر بھی ہوا۔

**رحیم خاں۔** آہا۔ آہا۔ آؤ نامرادو۔ آگے بڑھو۔ بزدلو نامردو اور آگے بڑھو۔

**قاسم۔** خدا کی قسم انھوں نے منہہ پھیر لیا۔ میں ان کا پیچھا کرتا ہوں یہ جانے نہ پائیں۔ چلو کون قاسم کے ساتھ جاتا ہے۔

**رحیم خاں۔** قاسم ٹھیرو۔ مت جاؤ۔ ابھی وہ بہت ہیں بھاگے ہیں تو بھاگ جانے دو۔ اب ادہر کا مُنہہ نہ کرینگے۔

**قاسم۔** نہیں خانصاحب۔ ان کو زندہ نہ جانے دونگا۔ اگر کوئی نہیں جاتا۔ تو میں تنہا جاتا ہوں

**امینہ۔** میر صاحب خدا کے واسطے نہ جائیے۔ اب نہیں کوئی خطرہ نہیں

**قاسم۔** نہیں میں ضرور جاؤنگا۔

**نرسنگداس**۔ چلو میں بھی چلتا ہوں۔

**رحیم خاں**۔ داؤد! تم بھی جاؤ اور تم بھی اور تم بھی۔

**قاسم**۔ جلدی کرو وہ بھاگ نہ جائیں۔ ابھی وہ حیران کھڑے ہیں ہمارے گھوڑے نیچے تیار ہیں۔

(سب چلتے ہیں، صرف رحیم خان اور امینہ رہجاتے ہیں۔)

**رحیم خاں**۔ بڑا دلاور نوجوان ہے ہیں یہ بیش بہا موتی اپنے سلطان کی نذر کرونگا۔ یا مولائے کریم! اسے محفوظ رکھنا۔

**امینہ**۔ میر صاحب بڑے خطرہ میں گئے ہیں۔ الٰہی! تو اس کا محافظ ہو۔ چچا! میرا دل گھبرا رہا ہے

**رحیم خاں**۔ کچھ فکر نہ کرو۔ قاسم بڑا زور آور ہے۔ وہ نامرد اُس کے مقابلہ کی تاب نہیں لاسکتے۔ وہ دیکھو دشمن پر حملہ کیا ہے۔ واہ کیسا وار کیا ہے! ایک دو تین چار پانچ چھ۔ شاباش! چھ آدمی آن فان میں قتل کر دیئے۔ کیسا مضبوط بازو ہے۔ واہ۔ واہ! نرسنگداس اور داؤد خاں نے بھی خوب وار کیئے۔ دشمن گھبرا کر پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ واہ واہ قاسم خوب گھوڑا پھیرا ہے۔ خداوند! ایک موذی نے پیچھے سے وار کر دیا۔ الٰہی! واہ نرسنگداس کیسے وقت پر پہنچا۔ موذی کو مار کر گرا دیا۔ شاباش۔ شاباش دوست کو بچا لیا۔ واہ قاسم! سچ مچ ایک زندہ نہیں چھوڑا۔ واہ رے ہمت۔ واہ رے شجاعت۔ واہ رے زور بازو۔ آن فان میں میدان مار لیا۔ خدا کی قسم اگر سلطان یہ شجاعت دیکھتا تو قاسم کو کیا کچھ نہ بنا دیتا۔ اب بھی سلطان سُن کر بڑا خوش ہوگا۔ چلو بیٹی نیچے چلیں۔ قاسم اور اُس کے ہمراہی واپس آرہے ہیں۔

(دونوں نیچے جاتے ہیں۔ قاسم وغیرہ آتے ہیں)

**امینہ**۔ ہیں میر صاحب تو لہو لہان ہیں۔ تمام کپڑے تر بتر ہیں۔

**رحیم خاں**۔ بیٹی گھبراؤ نہیں۔ یہ دشمنوں کا خون ہے۔ کیوں قاسم تم زخمی تو نہیں ہو۔ آہ! اُس موذی نے پیچھے سے وار کیا تھا۔

**قاسم۔** ہاں اُس کی تلوار میری پُشت کو چھُو گئی۔ نرسنگداس نے وقت پر امداد کی۔

**رحیم خاں۔** آہ خون بہ رہا ہے ٹھہرو میں تمہارے کپڑے اُتارتا ہوں۔ امینہ پانی اور پٹی لاؤ۔ زخم کو دھو کر باندھ دیں۔ قاسم آفریں۔ شاباش۔ بڑی شجاعت دکھائی۔ خدا کی قسم اگر سلطان تمہارے یہ جوہر دیکھے۔ تو بس تمہارا عاشق ہو جائے۔

ہاں میر صاحب یہ سوار کون تھے مجھے تو روشنی میں مرہٹہ دکھائی دیتے تھے۔

**قاسم۔** نہیں سردار صاحب۔ یہ انگریز سوار مرہٹوں کے لباس میں تھے۔

**رحیم خاں۔** ہائیں انگریز سوار! تو معلوم ہوتا ہے۔ انگریز حملہ کرنیوالے ہیں۔ اور رسد جا بجا جمع کر رہے ہیں نیز ملک کی حالت جانچ رہے ہیں۔ میر صاحب آپ کا زخم اچھا ہو جائے تو ڈبل کوچ کر کے سرنگا پٹم پہنچیں۔ ر سلطان کو خبر کریں۔

**سم۔** میری طرف سے آپ صبح ہی کوچ کر دیں۔ میرے زخم کا ذرا فکر نہ کریں۔

(امینہ پانی اور پٹی لاتی ہے)

**رحیم خاں۔** لاؤ میں زخم دھوتا ہوں

**امینہ۔** نہیں چچا جان! میں خود زخم دھوتی ہوں۔

**رحیم خاں۔** شاباش بیٹی تجھے احسان کا شکریہ ادا کرنا خوب آتا ہے۔ قاسم ہمارا محافظ ہے خدا نے ہمارے لئے یہ فرشتہ بھیجدیا ہے۔ قاسم ذرا پلنگ پر لیٹ جاؤ۔ امینہ جلدی زخم دُھو کر باندھ دو۔ زیادہ خون نکلنے سے قاسم کمزور ہو جائیگا۔

(رحیم خان اور امینہ زخم دھوتے ہیں اور پٹی باندھتے ہیں)

**زلفو۔** (ایک طرف ہو کر) یہ لوگ کاہے کے بنے ہوتے ہیں۔ کل کا بچہ ہے اور دشمن کا کیسا مقابلہ کیا۔ موذیوں کو کیسے مارا۔ جسم تو اس کا میری طرح ہے۔ مگر اس کا دل شاید گوشت کا نہیں فولاد کا بنا ہوا ہے۔ میں تو مارے ڈر کے نیچے چھپا رہا تھا۔ بندوقوں کی آواز سے میرا دل کانپ کانپ اٹھتا

تھا۔ مگر وزیر زادی کو دیکھو لڑائی میں برابر چُست رہی ہے۔ بیشک پٹھان پٹھان ہی ہیں۔ جنکی لڑکیاں ایسی بہادر ہیں اُن کے مرد کیوں نہ شجاع ہوں۔ مگر اصل میں یہ بیوقوف ہیں بھلا لڑائی سے کیا فایدہ؟ اگر ماری جاتی تو اُن کے ہاتھ کیا آتا۔ گاؤں کو بچانے سے ہمیں کیا فایدہ؟ گاؤں والوں نے ہمیں کچھہ دیدینا ہے؟ یہ کیسا خیال ہے۔ مُلک! مُلک۔ مُلک کے لئے لڑو۔ جانیں گنواؤ۔ جان چلی گئی تو مُلک کے ساتھ کیا واسطہ رہا۔ مُلک جلئے بھاڑ میں۔ جان ہے تو جہان ہے۔ اپنی جان ہو تو پھر کچھہ رہے یا نہ رہے۔ ہمیں کیا فایدہ۔ بندہ تو ایسے خیال کا آدمی نہیں۔

**رحیم خاں**۔ زلفو ادھر آؤ۔ میر صاحب کے پاس تم رات بھر رہو۔ اور دیکھو جاگتے رہو۔

**زلفو**۔ حضور میں جاگتا ہوں۔ مجھے تو تنہائی میں ڈر آجیگا۔

**رحیم خاں**۔ بزدل بیٹھو۔ یہ شیر جوان تیرے پاس ہوگا۔ اور تو کہتا ہے میں تنہا کس طرح رہونگا۔

**زلفو**۔ حضور! شیر جوان تو سویا ہوا ہے۔ مجھے کسی نے مار دیا۔ تو شیر جوان میرے کس کام آئیگا۔ خفتہ مُردہ ایک برابر ہے۔

**رحیم خاں**۔ ہم دوسرے کمرے میں ہیں۔ اگر تجھے ڈر آئے تو مجھے آواز دینا۔ بس تیری نوکری اس جگہ ہے دیکھو خبردار رہنا۔

**زلفو**۔ اچھا حضور (رحیم خان اور امینہ چلے جاتے ہیں) اچھی مصیبت بنی۔ اچھی شامت آئی۔ بس معلوم ہوگیا ہے۔ میرے دن قریب ہیں۔ موت مجھے اس طرف لا رہی ہے۔ توبہ توبہ! اے شیخ صدو۔ میرے بچے پیر اس عاجز پر مہربانی۔ کل ڈیڑھ دمڑی کی اور شیرینی دونگا۔

**قاسم**۔ (سوتے میں بڑبڑاتے ہوئے) امینہ! امینہ! امینہ!

**زلفو**۔ ہائیں! میر صاحب بڑبڑا رہے ہیں۔ یہ نام انہوں نے کیسے لیا۔ امینہ تو وزیر زادی کا نام ہے میر صاحب نے یہ کس طرح سے لیا۔ مگر نہیں شاید

اُن کی رشتہ دار کا نام امینہ ہوگا اور
اُس کو خواب میں یاد کر رہے ہیں۔

**قاسم۔** (آنکھیں کھول کر) اوہ!
کیسی بے قراری ہے۔ کیسی بے چینی
ہے۔ آہ! کون زلفو ذرا ادہر آنا۔
پٹی ذرا سخت بندھی ہوئی ہے اسے
ذرا نرم کردو۔ مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔

**زلفو۔** ابھی آرام ہو جائیگا۔ بندہ اس
کام میں مشتاق ہے۔ میں پہلے یہ کام
کیا کرتا تہا۔ میرا باپ مشہور جراح
تھا۔

(قاسم کی پٹی کو نرم کرتا ہے۔

**قاسم۔** واہ زلفو واہ! اب مجھے
آرام ہے۔ بیٹھ جاؤ۔ باتیں کریں۔
ذرا اپنا حال سناؤ۔

**زلفو۔** بندہ کا کیا حال پوچھتے ہو
میں ایک غریب آدمی ہوں۔ وزیر
کے ہاں نوکر تہا۔ وہ تھوڑے دن
ہوئے فوت ہو گئے۔ سردار رحیم خان
اُن کے بھائی ہیں وہ جب حیدرآباد
تشریف لائے تو میرے کھانے کھاکر
بہت خوش ہوئے۔ جب وزیرزادی
کو میسور لیجانیکی تجویز ٹھہری۔ تو
خانصاحب نے مجھے بھی حکم دیا۔ کہ تم
بھی ہمراہ چلو۔ میری بہن میرن وزیر
زادی کی خادمہ ہے۔ وہ مجھ سے بھی
پہلے کی وہاں نوکر ہے۔

**قاسم۔** مگر وہ کیوں نہ ساتھ آئی۔

**زلفو۔** خانصاحب نے کہا تہا۔ کہ
ہمیں جلدی سرنگا پٹم پہنچنا ہے اس
لئے مختصر سامان لیکر چلدیئے میرن
باقی خدمتگاروں کے ہمراہ وزیرزادی
کا سامان لیکر آہستہ آہستہ پہنچے آئی
گی۔"

**قاسم۔** اچھا زلفو۔ تم سو رہو۔

**زلفو۔** حضور خانصاحب نے کہا تہا
کہ میں جاگتا رہوں۔ مبادا آپ کو
تکلیف ہو۔

**قاسم۔** نہیں اب مجھے آرام ہے تم
سو جاؤ۔

(زلفو ایک طرف سو گیا اور خراٹے
بھرنے لگا)

**قاسم۔** تلوار کے زخم کے درد کا تو
آرام ہو گیا ہے۔ مگر عشق کے زخم کا
کیا علاج؟ اُس نے میری پُشت
کے زخم پر تو پٹی باندہی۔ مگر دل کے زخم

پر نمک چھڑک دیا۔ اس جلتی آگ
پر تیل ڈالا۔

### قاسم کا غزل۔ گانا

آئی ہوئی عاشق کی طبیعت نہیں جاتی
آتی ہے تو آکر یہ قیامت نہیں جاتی
سر جاتا ہے سر سے ترا سودا نہیں جاتا
دل جاتا ہے دل سے تری الفت نہیں جاتی
اٹھتے ہیں جو عالم میں مچاتے ہیں فتنے
کافر تری آنکھوں کی شرارت نہیں جاتی
کیوں دخترِ رز کو نہ رہے شیخ سے پرہیز
کعبے کو بھی یہ صاحب حرمت نہیں جاتی
کہتے ہیں مجھے دیکھ کے سب اہل محبت
اس طرح تو قابو سے طبیعت نہیں جاتی
ہم جا کے پچھتائے ہیں اس پردہ نشین کو
آنکھوں سے کسی وقت وہ صورت نہیں جاتی
اے داغ سلامت رہیں مہمان ہمارے
جو آتی ہے آفت کہ مصیبت نہیں جاتی

---

## چوتھا سین

### فوجی دفتر

جعفر اور نصیر الدین

**نصیر الدین منشی**۔ رسالدار صاحب
رسالہ کے خرچ کا حساب تیار ہے۔
روپیہ برآمد کیا جاوے۔

**جعفر خاں**۔ منشی نصیر الدین۔
حساب تو تم نے تیار کر لیا ہے۔ مگر
یہ تو بتاؤ اس ماہ میں کتنا روپیہ اصلی
خرچ سے زیادہ لگایا ہے۔

**منشی**۔ رسالدار صاحب! اس مہینے
صرف دس ہزار روپیہ ہم کو بچ رہے
گا۔

**جعفر خاں**۔ صرف دس ہزار روپیہ!
پچھلے مہینے تو پندرہ ہزار بچا تھا۔

**منشی**۔ پچھلی دفعہ رسالہ کے ٹھیکیداروں
کو کچھ نہیں دیا گیا تھا۔ وہ اس دفعہ
کہتے تھے۔ کہ ہم اصلی روپیہ سے زیادہ
کی رسید نہ دینگے۔ اس لئے میں نے
اُن کو خوش کرنے کے لئے پانچہزار
روپیہ دینا کیا ہے۔ تاکہ کہیں ہمارا
راز فاش نہ ہو جائے۔

**جعفر خاں**۔ اُن کا کیا حق ہے۔
میں ایک کوڑی بھی اُن کو نہ دونگا

**منشی**۔ لیکن اگر ان میں سے کسی
نے مخبری کر دی تو ہمارا کیا حشر
ہو گا!!

**جعفر خاں**۔ کیا ان میں اتنی جرأت ہے؟"

**منشی**۔ ان میں تو جرأت نہیں۔ مگر آپ جانتے ہیں۔ جمعدار دلاور علی کے ساتھ آپکی عداوت ہے۔ وہ اس کے ذریعہ سردار رحیم خان کے کانوں تک یہ بات پہنچا سکتے ہیں۔

**جعفر خاں**۔ تمہارا کہنا ٹھیک ہے اچھا مضایقہ نہیں۔ لاؤ میں دستخط کئے دیتا ہوں۔

(جعفر خان دستخط کر دیتا ہے)

**منشی**۔ آپ بڑے اچھے افسر ہیں۔ ابراہیم خان کے ماتحت مجھے کوڑی کی آمدنی نہیں تھی۔ اُس کی غیر حاضری میں جب سے آپ نے چارج لیا ہے۔ میں نے بہت کمایا ہے آپ کو بھی فایدہ ہے۔ ابراہیم خان نہ خود فایدہ اُٹھاتا تھا اور نہ کسی کو اُٹھانے دیتا تھا۔ ایسی خیر خواہی سے کیا فایدہ۔ سلطان کے ہاں کسی بات کی کمی نہیں۔

**جعفر خاں**۔ بیشک نصیرالدین تمہاری رائے ٹھیک ہے۔ لیکن جب ابراہیم خان آجائیگا۔ تو پھر مجھکو جمعداری پر واپس جانا پڑیگا۔ اور تمہارا فایدہ جاتا رہیگا"

**نصیرالدین**۔ سلطانی محل کی حفاظت آپ کے سپرد ہے۔ اور رات کو سلطان سے ملنے کا اکثر اتفاق ہوتا ہے۔ کیوں نہیں سلطان سے عرض کرتے کہ آپکو رسالدار بنا دے۔

**جعفر خان**۔ بیشک سلطان مجھکو جانتا ہے اور مہربانی کرتا ہے۔ مگر سردار رحیم خان میری کچھ پیش نہیں جانے دیتا۔ وہ نالایق دلاور علی ہمیشہ سردار کے کان میرے خلاف بھرتا رہتا ہے اچھا دیکھا جائیگا۔ (منشی جاتا ہے)

**جعفر خاں**۔ مجھے روپیہ کی کیا پرواہ ہے۔ اور رسالداری کی کیا خواہش؟ ابراہیم خان بیشک آجائے۔ میرا بھروسہ تو انگریزوں پر ہے۔ بیرڈ صاحب جو پانچ سال یہاں قید رہا تھا۔ اور جس کے ساتھ میں نے بڑا اچھا سلوک کیا تھا۔ مجھ کو کہہ گیا تھا۔ کہ اگر میں سلطان کے خلاف انگریزوں کو مدد دوں اور میسور پر انگریزوں کا قبضہ ہو جائے تو مجھے مالا مال کر دیا جائیگا

اور فوج میں بڑا بھاری عہدہ دیا جائیگا۔ بیرڈ مجھ کو کہہ گیا تھا۔ کہ انگریز ضرور میسور پر چڑھائی کرینگے اور سلطان کو میسور سے نکال دینگے۔ بیشک انگریزوں کی بڑی طاقت ہے نظام حیدرآباد بھی ان کے ساتھ ہے مرہٹے بھی ان کے ساتھ ہیں۔ سلطان ٹیپو تنہا ہے۔ وہ اتنے دشمنوں کا کس طرح مقابلہ کریگا۔ سلطان کیطرف سے لڑنا جان گنوانا ہے۔ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے۔ کہ ایسے شخص کیطرف سے لڑوں جس کا اختیار اور اقتدار عنقریب ختم ہونیوالا ہے۔ میں نے اپنا کام بنا لیا ہے۔ مگر مجھے سرنگاپٹم سے نکلنے کا کوئی بہانہ نہیں ملتا۔ کسی طرح میں انگریزوں کے پاس پہنچ جاؤں۔

(مدار آتا ہے)

**مدار**۔ حضور سردار رحیم خاں آ گئے۔

**جعفر خاں**۔ کب آئے۔

**مدار**۔ ابھی آئے ہیں۔ داؤد خان سے میں نے سنا ہے۔

**جعفر خاں**۔ اچھا۔

**مدار**۔ حضور اس نے ایک اور خبر سنائی ہے۔ اس نے تو افسوس کیا۔ مگر حضور خوش ہونگے۔

**جعفر خاں**۔ وہ کیا؟

**مدار**۔ حضور رسالدار ابراہیم خان رستہ میں مر گیا۔

**جعفر خاں**۔ کیسے۔

**مدار**۔ اس پر بجلی گری۔ اب حضور رسالدار ہو جائیں گے۔

**جعفر خاں**۔ بیشک واقعی یہ خوشی کی بات ہے۔ مگر میرے نمک حلال مدار۔ رسالداری اس بات کے سامنے کیا ہے۔ جو انگریزی افسر بیرڈ نے مجھے کہی تھی

**مدار**۔ ان کا آپ خیال کرتے ہیں انگریزوں کے ساتھ سلطان کا عہد نامہ ہو گیا ہے۔ اب لڑائی کیوں ہوگی۔

**جعفر خاں**۔ مدار تم نہیں جانتے۔ جونہی انگریزوں کی طاقت پوری ہو گئی۔ اور نظام اور مرہٹے ان کے ساتھ مل گئے۔ وہیں وہ سلطان پر چڑھائی کر دینگے۔ عہد نامہ کی کوئی پرواہ نہیں کرینگے۔ عہد نامہ

توڑنا کچھہ مشکل ہے؟ کوئی بہانہ نکال لیا۔

**مدار۔** نہیں حضور بادشاہ عہدنامے توڑا نہیں کرتے۔

**جعفر خاں۔** مگر یہ انگریز جو ہندوستان میں ہیں بادشاہ نہیں ہیں۔ یہ تو سوداگر ہیں بنئے ہیں۔ بنیوں کو جس بات میں فائدہ نظر آئیگا۔ وہی کرینگے۔

**مدار۔** مگر کہتے ہیں کہ ولایت میں اُنکی ایک ملکہ کمپنی ہے۔ اور یہ اُس کے سپاہی ہیں۔

**جعفر خاں۔** ارے نادان! کمپنی کسی ملکہ کا نام نہیں۔ بلکہ ولایت میں چند سوداگر ہیں۔ جن کو کمپنی کہتے ہیں۔ یہ انگریز اُن کے نوکر ہیں۔ بیوپار کرنے آئے ہوئے ہیں۔

**مدار۔** بیوپار تو اچھا شروع کیا ہے مُلک کے حاکم بن گئے۔ یہ اچھے بنئے ہیں۔

**جعفر خاں۔** میں بھی ایسا ہی بنیا بننا چاہتا ہوں۔

**مدار۔** اور بندہ بھی حاضر ہے۔

**جعفر خاں۔** شاباش مدار۔ تم بڑے اچھے ہو۔ دیکھو اگر نمک حلال رہوگے توجب مجھکو انگریزوں سے انعام ملیگا تو تم کو بھی ہمیشہ کے لئے آسودہ بنا دوں گا۔

**مدار۔** حضور کی مہربانی۔ اب سالداری کا کچھہ انعام دلوائیے۔

**جعفر خاں۔** لو یہ اشرفی تمہیں انعام ہے۔

(اسے اشرفی دیتا ہے)

**مدار۔** سلام حضور!

**جعفر خاں۔** ہاں! مدار! سردار رحیم خان حیدرآباد سے آیا ہے۔ وہ ضرور کوئی خبر انکی لایا ہوگا۔ اگر تم مجھہ کو کسی طرح یہ خبر لادو۔ تو تم کو ایک سو روپیہ انعام دونگا۔

**مدار۔** بہت بہتر۔

(مدار جاتا ہے)

**جعفر خاں۔** اب میں رسالدار ہو جاؤں گا۔ اور سلطان کا اور بھی اعتبار حاصل کرونگا۔ انگریزوں تک جانے کا اگر موقع نہ ملا۔ تو جب انگریز چڑھائی کرینگے میں مدار کے ذریعہ

اُن سے بات چیت کر لوں گا - اور اون کو سرنگا پٹم میں داخل ہونے میں امداد دونگا - ہیرڈ ضرور میرے ساتھ وعدہ پورا کرے گا - میں امیر اور دولتمند بن جاؤنگا - اور باقی عمر عیش وعشرت میں بسر کرونگا -

(دلاور علی آتا ہے)

**دلاور علی** - السلام علیکم!

**جعفر خاں** - وعلیکم السلام -

**دلاور علی** - خانصاحب آگئے ہیں مگر ابراہیم خان بیچارہ بجلی کا شکار ہو گیا - بڑا بہادر آدمی تھا -

**جعفر خاں** - مجھے بھی بڑا افسوس ہے "

**دلاور علی** - (ایک طرف مُنہہ کر کے) کیوں نہیں تمہیں ضرور افسوس ہوگا جعفر خان، اب تو شاید تم رسالدار بن جاؤ گے - تمہاری ہی خواہش بر آئی لو بندہ اب جاتا ہے -

(دلاور علی چلا گیا)

**جعفر خاں** - رسالدار تو میں بنجاؤنگا مگر جبتک یہ دلاور علی رسالہ میں ہے تب تک میرے دل میں کانٹا کھٹکتا رہے گا - بدمعاش میری حرکات پر نظر رکھتا ہے اس کو کسی طرح رستہ سے دور کرنا چاہیے - مار کو کہتا ہوں کہ دو چار آدمیوں کو روپیہ دیکر اس کو مروا ڈالے - پھر مجھے کوئی خدشہ نہیں رہیگا - اب میں محل کی طرف جاتا ہوں -

---

# پانچواں سین

## حیدرآباد - نظام کا دربار

(نظام - وزیر)

**نظام** - وزیر بتاؤ - تم اسبارہ میں کیا مشورہ دیتے ہو -

**وزیر** - میری رائے میں انگریزوں کے ساتھ مل جانا چاہیے -

**نظام** - مگر ادھر سلطان میسور کا سردار آیا تھا - ٹیپو کی خواہش ہے کہ ہم سب مل کر انگریزوں کو نکال دیں مرہٹوں کو بھی اُس نے کہلا بھیجا ہے -

**وزیر** - مگر مرہٹوں نے ٹیپو کا ساتھ

نہیں دیا اور نہ دینگے۔

**نظام**۔ اگر ہم انگریزوں سے ملے اور ٹیپو کو فرانسیسوں نے مدد دی۔ اور ہم کو شکست ہوئی تو ہمارا مُلک ٹیپو کے ہاتھ آجائیگا۔

**وزیر**۔ انگریزی سفیر کپتان میلکم نے آج مجھے اطمینان دلایا ہے کہ فرانسیسی ہرگز ٹیپو کو امداد نہیں دے سکیں گے انگریزوں نے اس بات کا خاطر خواہ انتظام کر لیا ہے۔

**نظام**۔ ٹیپو یوں ہی طاقتور اور بڑا دلیر ہے کیا عجب ہے کہ وہ انگریزوں کو شکست دے۔ وہ اپنے باپ نواب حیدر علی سے کچھ کم نہیں ہے جس نے انگریزوں کا دم ناک میں کر دیا تھا۔

**وزیر**۔ اگر انگریز تنہا لڑیں اور ہم ان کو امداد نہ دیں تو کوئی عجب نہیں کہ وہ شکست کھا جاویں۔ لیکن اگر ہماری فوج اُن کے ساتھ شامل ہوگی۔ تو ٹیپو کو ضرور شکست ہوگی ورنہ اندیشہ ہے کہ انگریزوں کو شکست دیکر وہ ہم پر چڑھائی کریگا اور ہمارا مُلک تاخت و تاراج کرے گا۔ میری رائے میں اس سے بہتر تجویز نہیں کہ انگریزوں سے ملکر ٹیپو کو شکست دی جائے۔ اس سے ہمارا بڑا فایدہ ہے۔

**نظام**۔ کیا تم نے انگریزی افسر کے ساتھ باتیں طے کر لی ہیں۔

**وزیر**۔ ہاں حضور!

**نظام**۔ مگر اس بات کی کیا ضمانت دیتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ بدعہدی نہ کرینگے۔ اور ٹیپو کو شکست دیکر ہمارے مُلک پر قبضہ نہ کرینگے۔ دیکھو بنگالہ میں اُنھوں نے کیا کیا۔ کبھی کسی کو نواب بنایا۔ اور کبھی کسی کو۔ آخر خود مالک بنگئے۔ اور نواب جلا وطن۔

**وزیر**۔ اصل بات یہ ہے کہ انگریز لوگوں کو اگر روپیہ ملتا رہے اور اُن کا بیوپار چلتا رہے تو پھر وہ بدعہدی نہیں کرتے۔ بنگالہ کے نوابوں نے ان کی حرص کو نہ بجھایا۔ اور خصوصاً میر قاسم نے اُن کے بیوپار کو نقصان پہنچایا۔ اس لئے اُنہوں نے بنگالہ پر اپنا قبضہ کر لیا۔ یہ انگریز بیوپاری ہیں ان کو منافع خوب ملتا رہے۔

توخوش رہتے ہیں۔ ہم ان کے ساتھہ
اس سلوک کو مدنظر رکھیں گے۔ پھر
وہ ہمارے سر نہ آئیں گے۔
**نظام۔** مگر ٹیپو کو شکست ہو گئی۔ تو
میسور کی کیسے تقسیم ہوگی۔
**وزیر۔** اُس کے تین حصّے ہونگے کچھہ
تو یعنی سمندر کا کنارہ انگریز اپنے
پاس رکھیں گے۔ کچھہ حضور کو دینگے
اور کچھہ مرہٹوں کو دینگے۔
**نظام۔** اچھا اگر تمہاری مرضی ہے تو
تو انگریز سفیر کو بلالو۔
**وزیر۔** چوبدار۔ انگریز سفیر کو بلالو۔
(میلکم آتا ہے)
**میلکم۔** گوڈ مارننگ!
**وزیر۔** آئیے صاحب۔ آئیے۔ حضور
نظام آپ کی سب تجویزیں منظور کرتے
ہیں۔
**میلکم۔** نظام صاحب کی بڑی مہربانی
اس میں فریقین کا فایدہ ہے۔ اگر ٹیپو
کو شکست دیجائے تو حیدرآباد کو اُس
کی طرف سے خدشہ نہیں رہیگا۔
**نظام۔** لیکن اس بات کی کیا ضمانت
ہے۔ کہ جو شرائط آپ کرتے ہیں وہ
بعد میں پوری کیجائینگی۔
**میلکم۔** ہم تحریری عہدنامہ کرلیتے ہیں۔
**نظام۔** سلطان ٹیپو کے ساتھہ بھی
صلح کا عہدنامہ ہوا تھا۔ پھر اب کیوں
اُس پر چڑھائی کی تجویز ہو رہی ہے۔
**میلکم۔** دراصل ٹیپو سلطان فرانسیسوں
کو اپنی امداد کے لئے بلا رہا ہے اُس
کے خطوط پکڑے گئے ہیں۔ وہ دل
میں انگریزوں سے دشمنی رکھتا ہے۔
اس لئے اس کو پایمال کرنا چاہئے۔
**نظام۔** تو ہم کو اپنے ساتھہ آپ کیوں
ملاتے ہیں۔ خود پایمال کیجئے۔
**میلکم۔** اول تو ہم شہنشاہ ٹیپو کو شکست
نہیں دے سکتے۔ دوئم آپ ساتھہ نہ ہونگے
تو ٹیپو کو یہ کہنے کا موقع مل جائیگا۔
کہ وہ کافروں کے ساتھ لڑ رہا ہے۔
اس لئے وہ تمام ملک کو ہمارے خلاف
اُکسادیگا۔ آپ کے ساتھہ شامل ہونے
سے سلطان کا یہ حیلہ نہ چلیگا۔ کیونکہ
آپ بھی مسلمان بادشاہ ہیں
**نظام۔** اچھا آپ کیا چاہتے ہیں۔
**میلکم۔** ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ فرانسیسوں
کو بالکل موقوف کردیں۔ بلکہ ریاست

سے نکال دیں۔ اور بیس ہزار فوج
ہماری امداد کے لئے تیار کریں۔ اُس
کے معاوضہ میں ہم آپ کو میسور کے
وہ اضلاع جو آپکی سرحد سے ملتے ہیں
دیدینگے۔ اور جب آپ کو ضرورت
پڑیگی۔ ہم آپکو فوج سے امداد دیں
گے۔ صرف فوج کا خرچ ہم کو آپ
نے ادا کرنا ہوگا۔

**نظام۔** فوج کا خرچ ؟

**میلکم۔** دیکھئے حضور ہم غریب ہیں۔
آپ بادشاہ ہیں۔ ہمارے پاس اتنا
روپیہ نہیں۔ آپ نے خرچ ہم کو
دیدینا۔ اور ہم آپ پر جانیں قربان
کردینگے۔ ہم ایک انگریز کو آپ کے
پاس چھوڑ دینگے۔ جو آپکی خدمت
میں بطور رزیڈنٹ کے رہیگا۔ تاکہ
آپ کے اور ہمارے مابین اتحاد کا
رابطہ بڑھاتا رہے۔ اور اگر کوئی غلط
فہمی ہو۔ تو اُسے دور کرتا رہے۔

**نظام۔** بہت بہتر! اچھا آپ وزیر
کے ساتھ عہد نامہ تحریر کر لائیں میں
دستخط کردونگا۔

(میلکم اور وزیر جاتے ہیں)

میں آج خوشی کرتا ہوں چوبدار
سرکاری طوائف کو مجرا کے لئے۔ بلاؤ

(چوبدار جاتا ہے۔ میلکم اور وزیر
آتے ہیں)

**وزیر۔** عہد نامہ لکھا گیا ہے اور انگریزی
فوج بھی پہنچ گئی ہے۔

**نظام۔** اتنی جلدی ہمیں خبر بھی
نہیں ملی۔

**میلکم۔** انگریزی فوج نہایت احتیاط
سے آئی ہے۔ ہمارا مطلب یہ ہے۔ کہ
چپ چاپ میسور پر دھاوا کریں تاکہ
سلطان زیادہ تیاری نہ کرسکے۔ ادہر
سے یہ فوج جائیگی۔ جنوب سے دوسری
فوج آئیگی۔ دونوں ملکر ایک دم
سرنگاپٹم پر دھاوا کردیں گے۔ اور
آن فان میں اس پر قبضہ کرلیں گے

**نظام۔** اچھا آج اس خوشی میں
جلسہ کرتے ہیں۔

(چوبدار طوائف لیکر حاضر ہوتا ہی)

**نظام۔** سفیر صاحب آپ کے ہاں
بھی طوائف ہوتی ہیں ؟

**سفیر۔** نہیں یہ کام ہمارا میم لوگ
کرتے ہیں۔ ہم آپسمیں مل کر ناچ

پیتے ہیں اور خوشی منا لیتے ہیں

**نظام**۔ خوب۔ اچھا ناچ شروع ہو

## طوائف

آگاہ ہوئے ہیں جو مرے زخم جگر سے
اب آنکھ چراتے ہیں وہ اپنی بھی نظر سے
دم لیکے چلا جاؤنگا بتخانہ ہے نزدیک
اے شیخ بہت دور ہے مسجد میرے گھر سے
میری نہ بجھی پیاس تو جھنجلا کے سر بزم
ساقی نے سبو کھینچ کے مارا مرے سر سے
نقش قدم یار کی مٹی نہ ہو برباد
تر رکھتے ہیں اسواسطے ہم دیدہ تر سے
کعبے سے نکلکر رہے بت دلمیں کسی کے
اللہ کے گھر میں گئے اللہ کے گھر سے
اے داغ مصیبت ہے حیات ابدی ہی
اس رنج کو پوچھے کوئی الیاس و خضر سے

**نظام**۔ بہت خوب کچھ اور؟

## طوائف

لیکے دل وہ چھیڑ سے کچھ کہہ گیا
دیکھتے کا دیکھتا میں رہ گیا
میں نہ کہتا تھا کہ دل لیلو میرا
عاقبت وہ خون ہو کر بہہ گیا
چاند سے چہرہ پہ کیوں ڈالی نقاب
چاند یہ کیسا گہن میں گہہ گیا
گالیاں بھی جھڑکیاں بھی تم نے دیں
اور دینے کے لئے کیا رہ گیا
مجھکو جو سننا تھا میں نے سن لیا
اس کو جو کہنا تھا منہہ پہ کہہ گیا
عاشقوں سے عشق چھپتا ہے کہیں
پھوٹ کر جب روئے دریا بہ گیا
داغ سے اٹھانہ اک رشک رقیب
جو ستم سہنے کے نہ تھے وہ سہہ گیا

**نظام**۔ کچھ اور۔

## طوائف

گذر کو ہے بہت اوقات تھوڑی
کہ ہے یہ طول قصہ رات تھوڑی
جو مے زاہد نے مانگی مست بولے
بہت یا قبلۂ حاجات تھوڑی؟
کہاں غنچہ کہاں اُس کا دہن تنگ
بڑھائی شاعروں نے بات تھوڑی
پلانے لے کے نقد ہوش ساقی
تہی دستوں کی ہے اوقات تھوڑی
ترا اے دختِ رز واصف ہی واعظ
پہ حرمت ہے اتنی بات تھوڑی

**نظام**۔ چوبدار اس کو انعام دیکر رخصت کرو۔ جلسہ برخاست ۔

# چھٹا سین

## انگریزی کیمپ

(جنرل ہیرس۔ کرنل ولزلی کپتان بیرڈ)

**ہیرس**۔ بیرڈ تم نے کہا تہا کہ سرنگا پٹم میں کوئی جمعدار رسالہ ہم کو مدد دیگا۔

**بیرڈ**۔ ہاں اُس کا نام جعفر خان ہے۔ میں نے اُسے لالچ دیا تہا وہ بڑا لالچی ہے وہ ضرور ہمیں امداد دیگا۔

**ہیرس**۔ اب اندر سے ہمیں مدد مل جائے تو پھر قلعہ کا فتح کرنا کیا مشکل ہے۔ اودہر حیدر آباد کی فوج ہمارے ساتھ ہوگی۔ اودہر جنرل سٹوارٹ کرناٹک سے آئیگا۔ ہم مل کر قلعہ پر حملہ کرینگے۔

**ولزلی**۔ یقیناً کامیابی ہوگی یہہ کانٹا سا نکل جائے۔ تو پھر دکن میں ہمارا مقابلہ کرنے والا کوئی نہ رہیگا۔

**ہیرس**۔ بس اس طرف سے ہمیں ٹیپو کا ڈر ہے۔ وہ انگریزوں کا جانی دشمن ہے۔

(میلکم آتا ہے)

**میلکم**۔ گوڈ مارننگ۔

**ہیرس**۔ گوڈ مارننگ کیا طے ہوا۔

**میلکم**۔ نظام نے عہدنامہ پر دستخط کردیئے۔ دس ہزار سوار اور دس ہزار پیدل جنگ کے لئے تیار ہیں۔

**ہیرس**۔ مگر کیا نظام کے افسروں پر تمہیں پورا اعتبار ہے۔

**میلکم**۔ بے اعتباری کی کوئی وجہ نہیں۔

**ہیرس**۔ پھر بھی ہوشیار رہنا چاہئے ہمیں دیسیوں پہ ہرگز اعتبار نہیں کرنا چاہئے۔ میری رائے ہے۔ کہ حیدر آباد کی تمام فوج کرنل ولزلی کے ماتحت رہے۔

**ولزلی**۔ بیشک آپکی رائے درست ہے۔ میں سب افسروں پر نظر رکھونگا

واقعی ہمیں ہوشیار۔ اور محتاط رہنا
چاہئے۔ اور دیسیوں پر اعتبار نہیں
کرنا چاہئے۔

**میلکم**۔ حیدر آباد کی سرحد تک تو
رسد فوج کو ملتی جائیگی۔ مگر آگے
کیا انتظام کیا ہے۔

**بیرڈ**۔ میں نے جنرل صاحب کے
حکم سے ایک کمپنی پچاس سواروں
کی میسور کی سرحد میں بھیجدی ہوئی
ہے۔ کہ گاؤں سے رسد وغیرہ اکٹھی
کرکے کسی ایک مقام پر جمع کر رکھیں
اور لوگوں کو سلطان سے متنفر کریں
اور انگریزی حکومت قبول کرنے
پر آمادہ کریں۔

**ولزلی**۔ یہ اچھی تجویز ہے۔ اس میں
کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ صرف اتنا
اندیشہ ہے کہ سلطان کو پیشتر از
وقت ہماری اطلاع نہ مل جائے۔
اور راستہ میں ہمیں نہ روکے

**بیرڈ**۔ میں سلطان اس دفعہ ضرور
گھبرا جائیگا اور باہر نکلنے کی جرأت
نہ کریگا۔ کیونکہ حملہ دو طرف سے

سرنگا پٹم کے قریب مقابلہ کے لئے
رہنا پڑیگا۔ اور ہمارا مطلب پورا
ہو جائیگا۔ بیرڈ تمہیں قلعہ کے متعلق
بخوبی واقفیت ہوگی۔

**بیرڈ**۔ مجھے تو نہیں مگر جعفر خان جمعدار
کو سب کچھ معلوم ہے۔ وہ ضرور
ہمیں امداد دیگا۔ آپ اس بارہ میں
بالکل بےفکر رہیں۔ یہ میرا کام ہے۔

**ولزلی**۔ تمہارے سینے میں انتقام
کا جوش موجزن ہے۔

**بیرڈ**۔ بیشک۔ میں ضرور انتقام
لونگا۔ خداوند عیسےٰ مسیح میری مدد
کرے۔

**سب**۔ آمین۔

---

# ساتواں سین

## قاسم کا گانا

جو بعد مرگ میرے دلمیں کچھ غبار آئے
عجب نہیں ہو کہ آندھی سر مزار آئے
وہ لیکے تیر و کمان جب پئے شکار آئے
سلام کرتے ہرن باندھکر قطار آئے

گڑھے میں گور کے پھینک آئے اقربا مجھکو
سلوک خاک کیا سر کا بوجھ اُتار آئے
ہمیں تو جان ہی دینی ہے اس میں تو نہیں عذر
خدا کرے کہ کبھی تم کو اعتبار آئے
غضب ہے دل میں کیا گھر تمہاری آنکھوں نے
خراب کرنے کو مسجد میں بادہ خوار آئے
یقیں ہے ذکر کرے میری جوشِ وحشت کا
جو آپ کے دہن میں زبان خار آئے

الٰہی اس درد کا کیا علاج ہوگا
یہ غم مجھے کھائے جا رہا ہے۔ اچھا قسمت کی بات ہے۔ دیکھئے تقدیر میں کیا لکھا ہے۔ سردار رحیم خان نے مجھے رسالہ کا حساب پڑتال کرنے دیا ہے۔ اس میں بڑی غلطیاں ہیں۔ ایک آنہ کی جگہ ہر درج ہیں۔ نرخ چوگنا لگایا گیا ہے۔ منشی کو میں نے بلا بھیجا ہے۔

(منشی آتا ہے۔)

**منشی**۔ السلام علیکم۔

**قاسم**۔ وعلیکم السلام۔ منشی صاحب آپ کا حساب بڑا غلط ہے۔ میں نے سردار صاحب کو ابھی بتایا نہیں۔ اس لئے کہ تمہارا نقصان نہ ہو۔ مہربانی کر کے اس کو درست کر دو۔

**منشی**۔ آپ بڑے ہوشیار ہیں۔ منشیوں سے غلطی ہو ہی جاتی ہے میں درست کئے دیتا ہوں۔

**قاسم**۔ تو اس کو درست کر دو میں جاتا ہوں۔

**منشی**۔ یہ تو بہت بری ہوئی۔ یہ بلا کہاں سے آ گئی۔ اتنا روپیہ ہاتھ سے جاتا ہے۔

(جعفر خان آتا ہے)

**جعفر خاں**۔ کہو منشی۔ یہ رونی صورت کیوں بنائی ہے۔

**منشی**۔ بہت بری ہوئی۔ ابھی ایک نوجوان آیا تھا۔ مجھے یہ حساب کا کاغذ دے گیا ہے۔ اور کہہ گیا ہے۔ کہ یہ غلط ہے درست کر دو۔

**جعفر خاں**۔ وہ قاسم ہوگا۔ میں نے اُسے سردار رحیم خان کے پاس دیکھا تھا۔ وہ اُودلی کا چہیتا ہے۔ سردار رحیم خان اُس پر مہربان ہے کہ اُس نے اُس کی بھتیجی کو ڈوبنے سے بچایا۔ مگر سردار بے وقوف ہے۔

کہ ایک اجنبی کو سرکاری کام میں دست اندازی کرنے کا حکم دیدیا۔ تم کاغذ اپنے پاس رکھو۔ اور ورست مت کرو۔ میں اُس کا بندوبست کرونگا۔ تم جاؤ اور مدار آتا ہے اُسے میرے پاس بھیجدو۔

(منشی جاتا ہے)

**جعفر خاں**۔ اس نوجوان کو سردار ہمراہ کیوں لایا ہے۔ دلاور علی میرا مخالف پہلے موجود ہے۔ یہ دوسرا اور آگیا۔ مگر پرواہ نہیں۔ میں ان دونوں کے ساتھ خوب سمجھونگا۔

(مدار آتا ہے)

**جعفر خاں**۔ کیوں مدار کیا خبر لائے؟

**مدار**۔ خبر کیا لائی تھی۔ گالیاں کھا آیا ہوں۔ میں داؤد خاں اردلی کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔ کہ دلاور علی آگیا اور مجھکو گالیاں دینے لگا آپ کو بھی سخت سُست کہا۔

**جعفر خاں**۔ ارے بزدل تونے بھی گالیاں کھائیں۔ مجھے بھی ذلیل [illegible]

**مدار**۔ جناب وہ دو تھے۔ میں اکیلا کیا کرتا۔ وہ مجھے مارنے پر آمادہ تھے۔

**جعفر خاں**۔ اگر میں تدبیر بتاؤں تو اس پر عمل کروگے۔؟

**مدار**۔ کیوں نہیں۔ مجھے بڑا غصہ ہے۔ میں بدلہ لونگا۔

**جعفر خاں**۔ دیکھو پانسو روپیہ لو۔ اور پانچ شُہدے لُچوں کو تیار کرکے دلاور علی کو اور اس نوجوان کو جو سردار کے ہمراہ آیا ہے مروا ڈالو۔

**مدار**۔ مگر وہ تو سیّد ہے۔ سیّد کو مروانا مسلمان کے لئے اچھا نہیں۔

**جعفر خاں**۔ سید ہے تو کیا ہوا۔ تم ان مسلمانوں سے زیادہ مسلمان ہو۔ جنہوں نے کربلا کے میدان میں امام کو شہید کیا تھا۔

**مدار**۔ مگر ان پر تو لعنتیں برستی ہیں کوئی اُن قاتلوں کا نام لعنت کے بغیر نہیں لیتا۔

**جعفر خاں**۔ لعنتیں اُن کا کیا بگاڑ سکتی ہیں اور تمہارا حال تو کسی کو

معلوم نہ ہوگا۔ تم کو کوئی لعنت
نہیں کریگا۔
**مدار۔** مگر میرا ضمیر مجھے ملامت
کرے گا۔
**جعفر خاں۔** ضمیر کی اچھی کہی۔ ہمارا
تمہارا بھی کوئی ضمیر ہے؟ یہ
واہیات بات ہے۔ ضمیر کوئی چیز
نہیں۔ تم روپیہ کمانیکا خیال رکھو
اور بس۔ اگر یہ دونوں مارے جائیں
تو ایک ہزار روپیہ تم کو انعام
ملے گا۔
**مدار۔** (خوش ہوکر) ایک ہزار!
بہت بہتر۔

---

# آٹھواں سین

## امینہ

## گاتی ہوئی

جورِ فلک کہ نازِ ستمگر اُٹھائیے
اِکدل ہزار داغ ہیں کیونکر اُٹھائیے
غیرت کا حکم ہے کہ گلا گھونٹ گھونٹکر
مرجائیے نہ منتِ خنجر اُٹھائیے
میرا سلام آپ کا ایک وقت ہو
اُٹھے مزہ جو ہاتھ برابر اُٹھائیے
منظور ہو جو عشق تواضع ضرور ہے
سر پر جو بوجھ اُٹھائیے جُھک کر اُٹھائیے
یکتائی صنم پہ قسم رُخ کی کھائیے
قرآن اُٹھائیے بھی تو حق پر اُٹھائیے
ہے عشق کی نماز میں تکبیر کا یہ لطف
دونوں جہاں سے ہاتھ برابر اُٹھائیے
دل کی جلن کا ہاتھ میں اپنے ہے یہ اثر
بجلی بنیں شرار جو پتھر اُٹھائیے
بے چشمِ مست یار نہیں لطف میکشی
اب انجمن سے شیشہ و ساغر اُٹھائیے
آساں نہیں ہے عشق بتِ سنگدل
یہ بوجھ اُٹھائیے تو سمجھکر اُٹھائیے

**رحیم خاں۔** (آکر) کیوں بیٹی تم
اداس ہی رہتی ہے۔ سرنگاپٹم کی
آب و ہوا نے تم پر اچھا اثر نہیں
کیا ہے۔ کیا کوئی تکلیف ہے۔
**امینہ۔** نہیں چچا جان۔ کوئی تکلیف
نہیں۔ نئی جگہ ہے آہستہ آہستہ
دل لگ جاویگا۔ آپ فکر
کریں۔
**رحیم خاں۔** میں نے قاسم کو

حساب کی پڑتال پر لگایا ہے۔ کل
سلطان کے حضور۔ حاضر کرکے سرکاری
کا خلعت اُسے دلاوونگا۔ جعفر خان
جمعدار اگر بڑھیگا۔ مگر قاسم خان کے
مقابلہ میں اُسکی کچھہ حقیقت نہیں۔

**امینہ**۔ قاسم نے بڑی جانبازی
کا کام کیا ہے۔ اور دشمن کا مقابلہ
کرکے ایک گونہ سلطان کیخدمت
کی۔

**رحیم خاں**۔ ایک گونہ! یہ بڑی
بھاری خدمت ہے۔ سلطان بڑا
خوش ہوگا۔

**امینہ**۔ تو انگریز صلح کے پابند
نہیں رہے۔

**رحیم خاں**۔ ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ وہ چڑھائی کا ارادہ کررہے ہیں
میرا قیاس ہے کہ لڑائی جلدی شروع
ہوجائیگی۔ میں نے داؤد خاں کو
خبر لانے کے لئے بھیجا ہے۔

**امینہ**۔ چچا جان! آپ لڑائی میں
جائینگے تو مجھے تنہا چھوڑ جائینگے؟

**رحیم خاں**۔ ہاں بیٹی تو گھر میں
رہیگی۔

**امینہ**۔ میں آپ کے ہمراہ جاؤں
گی۔

**رحیم خاں**۔ تو گھبرا جائیگی۔ تو نہیں
جانتی لڑائی میں کیسی مصیبت پڑتی
ہے۔

**امینہ**۔ میں سب مصیبت برداشت
کرونگی۔ مگر آپ کے ساتھہ رہوں
گی۔

**داؤد**۔ خانصاحب۔

(خان باہر جاتا ہے)

**امینہ**۔ معلوم نہیں لڑائی کا انجام
کیا ہو۔ میں ساتھہ رہونگی۔ تو اُس
کی صورت تو دیکھا کرونگی۔

(خان اندر آتا ہے)

**رحیم خاں**۔ بیٹی داؤد خان خبر لایا
ہے کہ انگریزوں کی فوج سرنگاپٹم
کیطرف بڑھ رہی ہے۔ میں جاتا
ہوں اور سلطان کو خبر دیتا ہوں

---

## نانواں سین

شاہراہ

پانچ سپاہی مسلح

**پہلا**۔ سناؤ یار۔ تم نے اُسی کہاں

دیکھا تھا؟

دوسرا۔ وہ سردار رحیم خان کے گھر گیا ہے۔

تیسرا۔ کوئی سپاہی بھی اُس کے ساتھ تھا۔

دوسرا۔ نہیں وہ اکیلا تھا۔ اور جلدی جلدی جا رہا تھا۔

چوتھا۔ تو یہیں گھات میں بیٹھیں

پانچواں۔ دلاور علی کا ذکر کرتے ہو۔

دوسرا۔ ہاں اُسی کا۔

پہلا۔ مگر قاسم کو بھی مارنا ہے۔

دوسرا۔ آج اُس کا کام تمام کریں اور کل دوسرے کا کر دینگے۔ ہم پانچ ہیں۔ ہمارے آگے کیا مشکل ہے۔

پہلا۔ اگر اُس نے مقابلہ کیا تو۔

دوسرا۔ مقابلہ! ایک آدمی پانچ آدمیوں کا کس طرح مقابلہ کر سکتا ہے۔ ایک ہی وار میں اُس کا کام تمام ہو جائیگا۔

پہلا۔ اچھا سڑک کے ایک طرف چھپ رہیں جب وہ اس طرف گذرے تو ایک دم اس پر حملہ کر دیں۔ اس کو سنبھلنے نہ دیں۔

(سب چھپ جاتے ہیں)

(دلاور علی آتا ہے)

دلاور علی۔ انگریزوں نے پھر چڑھائی کی۔ اب لڑائی ہوگی۔ مردوں کو شجاعت دکھانے کا موقع ملیگا۔ وفاداروں کو وفاداری اور بیوفاؤں کو بیوفائی دکھانیکا وقت ہاتھ آئیگا۔ مجھے جعفر خاں پر کچھ شک سا پڑتا ہے اس کا نوکر مدار بڑا بدمعاش ہے۔ خیر میں اُنکی تاک میں ہوں۔ ہاں یہ آواز کیسی آئی (تلوار پر ہاتھ رکھکر) وہیں پانچوں اس پر حملہ کرتے ہیں۔

دلاور علی۔ قدم پیچھے ہٹا کر تلوار نکال کر مقابلہ کرتا ہے۔

دلاور علی۔ او موذیو! اس حملہ کے کیا معنی۔ لے تو تو مزہ چکھ (ایک کو زخمی کر کے گرا دیتا ہے)

دوسرا۔ ارے بدمعاش ہمارا آدمی قتل کر دیا۔ اب تیری جان کی خیر نہیں بھڑکر حملہ کرو۔

اُسی وقت قاسم اور نرسنگداس آتے ہیں اور تینوں مل کر آن فان میں قاتلوں کو ڈھیر کر دیتے ہیں۔

**دلاور علی**۔ میر صاحب وقت پر پہنچے۔ ورنہ میں مارا گیا تھا۔ آپ کس طرح آ گئے۔

**قاسم**۔ نرسنگداس کو کچھ خبر ملی تھی اور میں اُسے لئے ہوئے سردار رحیم خان کی طرف جا رہا تھا۔ راہ میں تمہیں گھیرے ہوئے دیکھا۔ مگر حملہ آور کون تھا؟ کوئی گنڈے معلوم ہوتے ہیں۔

**دلاور علی**۔ آپ نے بڑی امداد کی۔ میں آپ کا اور آپ کے دوست کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپکی دوستی اس خود غرضی اور نفاق کے زمانہ میں قابل تعریف ہے۔

**نرسنگداس**۔ ہم بچپن کے دوست ہیں اور مرتے دم تک دوست رہیں گے۔

**دلاور علی**۔ میر صاحب لڑائی شروع ہوتی ہے۔ انگریزی فوج حیدر آباد کیطرف سے آ رہی ہے۔

**نرسنگداس**۔ اور میں نے سنا ہے کہ انگریزی فوج کرناٹک کیطرف سے آ رہی ہے۔

**دلاور علی**۔ ہائیں۔ اُدھر سے بھی۔ دو طرف سے حملہ! تو لڑائی خطرناک ہوگی۔

**نرسنگداس**۔ اور بہادروں کو شجاعت دکھانے کا موقع ملیگا۔

**قاسم**۔ میں خدا سے چاہتا ہوں کہ وہ وقت آئے کہ میں سلطان کے دشمنوں کا سر تن سے جدا کروں۔

(زلفو دوڑتا ہوا آتا ہے)

**زلفو**۔ آ گئے آ گئے فرنگی آ گئے۔

**قاسم** (زلفو کو پکڑ کر) زلفو کیوں بدحواس ہوا ہے۔ کہاں آ گئے۔

**زلفو**۔ بازار میں لوگ کہہ رہے تھے میں سُن کر مارے دہشت کے بھاگ نکلا۔ چلو میر صاحب بھاگو انگریز ہمیں پکڑ لیں گے۔

**قاسم**۔ نامرد کیوں چیختا ہے۔ بیفائدہ ڈرتا ہے جبتک ہم زندہ ہیں۔ تب تک انگریز سرنگاپٹم میں قدم نہ رکھیں گے۔

**زلفو۔** تو کیا انگریز نہیں آئے۔

**قاسم۔** کسی نے گپ اُڑا دی ہے انگریزوں کا آجانا کچھ مخول ہے بڑی خونریز لڑائیاں ہونگی۔

**زلفو۔** اوہو! تو میں یونہی گھبرا گیا تھا۔ توبہ توبہ مجھے کیسا ڈر لگتا ہے۔

**قاسم۔** اچھا جمعدار صاحب۔ ہم سردار صاحب کے پاس جاتے ہیں

(سب چلے گئے)

# دسواں سین

## بازار

**مدار۔** آج ایک تو مارا جائیگا۔ اور کل دوسرے کا بھی کام تمام ہوگا۔ ایک ہزار روپیہ مجھے مل جائیگا۔ میں مالا مال ہو جاؤنگا جعفر خاں کی مجھ پر بڑی مہربانی ہے۔ میں ہی اُس کے کام کا آدمی ہوں۔ بس جیسا مالک ویسا نوکر۔ مگر ہائیں وہ کون آرہا ہے۔

**دلاور علی۔** !یہ کیسے بچ گیا۔ خدا کو شاید وہ پانچ مسلح آدمی کیا بزدل نکلے۔ کیا اُنہوں نے اس پر حملہ نہیں کیا۔ کیا سبب یہ تو بُری بات ہوئی۔ جعفر خان ناراض ہوگا۔ مجھے موقوف نہ کردے۔ پھر میں روپیہ کہاں سے کماؤنگا۔

(دلاور علی آتا ہے)

**مدار۔** سلام جمعدار صاحب۔ کہاں تشریف لئے جاتے ہیں۔

**دلاور علی۔** گھر جارہا ہوں۔ تو کُتے یہاں کیا کر رہا ہے۔ کیا کسی کی گھات میں بیٹھا ہے۔

**مدار۔** آپ مجھ پر ہمیشہ ناراض رہتے ہیں۔ دیکھئے میں آپکا تابعدار ہوں۔ مجھے گھات میں بیٹھنے کی کیا ضرورت۔

**دلاور علی۔** ابھی پانچ بدمعاشوں کو تو قتل کرکے آیا ہوں جو میری گھات میں بیٹھے تھے۔ میں نے سمجھا تم بھی اسی ارادے سے کھڑے ہو تم کو بھی انکے ساتھ شامل کردوں

**مدار۔** خدا کے لئے بندہ پر ناراض نہ ہوجئے۔ میں آپکا بدخواہ نہیں

ہوں۔ آپکو مجھہ پر بدظنی ہے۔

**دلاور علی**۔ تو اس سیاہ دل جعفر خاں کا نوکر ہے۔ اور اس کا رازدار ہے پھر تجھہ پر بدظنی کیوں نہ کریں۔

**مدار**۔ میں کسی بُرے مشورے میں شامل نہیں۔ آپ ناحق بدگمان ہیں

**دلاور علی**۔ اچھا میں تمہاری تاک میں ہوں۔ ابھی کچھہ نہیں کہتا۔

(دلاور علی جاتا ہے)

**مدار**۔ ہماری تاک میں ہے۔ خدا خیر کرے۔ پانچ آدمیوں کو قتل کردیا آدمی ہے یا جن ہے۔ اب میں جعفر خاں کو کیا مُنہہ دکھاؤں گا۔ وہ سامنے سے آ رہا ہے۔

(جعفر خاں آتا ہے)

**جعفر خاں**۔ کہو مدار کوئی خبر ملی ؟

**مدار**۔ حضور وہ کام تو نہ ہوا۔ دلاور علی ابھی یہاں سے گذرا ہو اُس نے پانچ آدمیوں کو قتل کردیا۔

**جعفر خاں**۔ پانچ آدمیوں کو اُس نے قتل کردیا۔ میں باور نہیں کرتا۔

**مدار**۔ وہ ایسا ہی کہتا تھا۔

**جعفر خاں**۔ نہیں وہ ڈر کر بھاگ گئے ہونگے۔ یہ لُچے شہدے ایسے ہی ہوتے ہیں۔

**مدار**۔ حضور میں نے تو اپنی طرف سے بڑے من چلے آدمی چُنے تھے۔

**جعفر خاں**۔ مضایقہ نہیں۔ تم کو تمہارا انعام ملجائیگا۔

**مدار**۔ مہربانی۔ بندہ تابعدار ہے

**جعفر خاں**۔ سنو وہ بیرڈ صاحب تم کو یاد ہے۔ جو یہاں تھا۔ اور جس کو میں ملنے جایا کرتا تھا۔

**مدار**۔ مجھے خوب یاد ہے۔

**جعفر خاں**۔ سنو خبر آئی ہے۔ کہ انگریزی فوج میسور کی طرف آرہی ہے۔ تم جاؤ اور بیرڈ صاحب کو ملو۔

**مدار**۔ مگر مجھے وہ گرفتار نہ کرلیں

**جعفر خاں**۔ نہیں اُلو! تیری بڑی خاطرداری کرینگے۔ تم نے بیرڈ صاحب کو ملنا۔ اس کو میرا سلام

دینا اور کہنا کہ میں ہمہ تن آپ کا
خیر خواہ ہوں۔ جس وقت انگریزی
فوج نزدیک آئیگی۔ اول میں تو
کسی بہانہ آملوں گا۔ اگر مل نہ
سکا تو تمہارے ذریعہ ان کو قلعہ
کے اندرونی حال سے خبر دیتا رہونگا
اور ہر طرح سے امداد دونگا۔

**مدار۔** بہت بہتر۔

**جعفر خاں۔** یہ بھی کہنا کہ میں
اپنا وعدہ پورا کرونگا۔ آپ کو
بھی وعدہ پورا کرنا ہوگا۔ اچھی
طرح تسلی کر کے پھر میرے پاس
واپس آنا۔ بس ابھی تیاری کرو
اور جاؤ۔ میں تمہیں بہت انعام
دونگا۔ جاؤ نمک حلال رہنا۔
بیوفائی نہ کرنا۔

**مدار۔** بہت بہتر۔

(جعفر خان جاتا ہے)

**مدار۔** خوب میرے نصیب اچھے
ہیں۔ میں سمجھتا تھا کہ جعفر خان
ناراض ہوگا وہ تو خوش ہے
انعام بھی دیتا ہے اور آئیندہ کا
وعدہ کرتا ہے۔ میرے جیسا آدمی
کہاں ملتا ہے۔ اب میں انگریزی
کمپ میں جاؤنگا۔

(مدار جاتا ہے)

# گیارھواں سین

## مکان

### غزل تماسم

خیال زلف و عارض ہیں قضا کی
نماز صبح و شام اک جا ادا کی
شب غم میں جو ہم کو ہاتھ آتا
درازی ناپتے روز جزا ک
وہ بیکس تھے کہ تربت پہ ہماری
چڑھائی چرخ نے چادر گھٹا ک
عدم میں کیا تماشہ ہے کہ ذرات
چلی جاتی ہے سب خلقت خ
کئے ہم نے یہ بتخانوں میں سجدے
کہ بت کہنے لگے رحمت خدا
ملا ہم سے گلا اس دلربا کا
شکایت آشنا سے آشنا
تیرے کشتے نے خنجر ہی کے نیچے
مصیبت جھیل لی روز جز

الٰہی مرچکوں جھگڑا ہی چھوٹے
کہیں آسان ہو مشکل قضا کی
دُکھے کیونکر نہ دل آواز نے بھی
صدا ہے یہ کسی درد آشنا کی

(نرسنگداس آتا ہے)

**نرسنگداس**- کہو قاسم تیار ہو؟

**قاسم**- ہاں بالکل تیار ہوں- تم بھی تیار ہو آئے- سردار صاحب کہتے تھے- کہ ہم دونوں کو آج سلطان کے حضور پیش کرینگے- میری رسالداری کے لئے اور تمہاری جمعداری کے لئے اُنہوں نے سفارش کی ہے-

**نرسنگداس**- سلطان تمہاری شجاعت سُن کر بڑا خوش ہوا ہوگا-

**قاسم**- سردار صاحب کہتے ہیں سلطان نے بڑی تعریف کی- اور بہت خوش ہو کر کہنے لگا- کہ کل دونوں کو ہمارے روبرو پیش کرو-

**نرسنگداس**- تو چلو چلیں-

**قاسم** نہیں، سردار صاحب کہتے تھے کہ اُس جگہ ہمارا انتظار کرنا-

**نرسنگداس**- اچھا مگر عشق کی سناؤ- کچھ کم ہوا یا نہیں-

**قاسم**- عشق دن بدن ترقی پر ہے- جس دن سے سرنگاپٹم آئے ہیں وہ صورت دکھائی نہیں دی یوں تو ہر وقت آنکھوں کے سامنے ہے-

**نرسنگداس**- تمہاری وہی مثل ہوئی-

شعر

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

**قاسم**- ہاں میرے دوست! دن رات اسی کا تصوّر رہتا ہے

شعر

دن تو تیرے تصوّر میں گذر جاتا ہے
رات کو خواب میں تو ہی نظر آتا ہے

**نرسنگداس**- کیوں نہ ہو

شعر

ہر وقت نئی دُھن ہے ہمیں تازہ تصور
جاؤگے کہاں بچکے خیال تو ہے ہمارے

**قاسم**

شعر

شبِ فرقت تصوّر تمہارا اعجاز تھا کیا تھا
کہ جب میں نے بلایا ہے تیرا تصویر لوٹا ہے

**نرسنگداس**

تصور کی لے دل یہ سب خوبیاں ہیں
کہ ہے شام غربت میں صبح وطن ہی

**قاسم**

عشق مجھکو نہ سہی وحشت ہی سہی
میری وحشت تیری شہرت ہی سہی

**نرسنگداس**

قطع کیجئے نہ تعلق ہم سے
کچھ نہیں تو عداوت ہی سہی

**قاسم**

ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے
بے نیازی تیری عادت ہی سہی

**نرسنگداس**

چھیڑ خوبوں سے چلی جائے اسد
گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

**قاسم**

تصور کے صدقے خیالوں کے قرباں
کمر میں تیری ہاتھ ڈالے ہوئے ہیں

**نرسنگداس**

الٰہی یہ کس کے ہیں خوں کے پیاسے
کہ خنجر زباں میں نکلے ہوئے ہیں

(رحیم خان آتا ہے)

رہی ہے۔

**قاسم**۔ آپ کا انتظار کر رہے تھے۔

**رحیم خاں**۔ تو چلو چلیں۔ دربار کا وقت قریب ہے۔ اس خبر کی تصدیق ہو گئی ہے۔ کہ انگریز دونوں طرف سے بڑھ رہے ہیں۔

**قاسم**۔ بازار میں عام خبر ہے۔

**رحیم خاں**۔ قاسم تمہیں نام پیدا کرنے کا بڑی جلدی موقع ملا ہے تمہیں خوش ہونا چاہئے۔

**قاسم**۔ میں بڑا خوش ہوں۔ خدا مجھے توفیق دے۔ کہ میں سلطان کے دشمنوں کا سر تن سے الگ کروں اور انکے خون میں نہاؤں۔

**رحیم خاں**۔ بیشک سلطان کو اپنے نمک حلال نوکروں پر ایسی ہی امید ہے۔ خدا ہماری مدد کرے۔ اور ہمیں اپنی حفاظت میں رکھے۔

(تینوں دربار کیطرف گئے)

# تیسرا ایکٹ

# سلطان کا محل

(سلطان ٹیپو جائے نماز پر دوزانو بیٹھ کر)

~~~~

کچھ غم نہیں جو پیش ہو دفتر قصور کا
عنوان نامہ نام ہے ربِّ غفور کا

کیسی نظر حجاب جو مانع ہو نور کا
دریا سے قطرہ قصد کرے کیا عبور کا

ہمت ہی شرط راہِ خدا ہے کھلی ہوئی
پہنچا وہ جس نے قصد کیا راہ دُور کا

محروم اُس کے خوانِ تجلی سے کون ہے
حصہ ہر ایک آنکھ نے پایا ہے نور کا

وہ صاف دل ہو مردمکِ چشم کی طرح
ہے گھر سیاہ خانہ میں عالم ہے نور کا

مے اعتقاد صاف کی ہمیں رہے مدام
مینائے دل کو سنگ نہ توڑے فتور کا

زاہد لحاظ رکھ کہ نہ گل ہو چراغ زہد
جھونکا نہ آنے پائے ہوائے غرور کا

حاضر مرے جنازہ پہ ہوں سب ملائکہ
سایہ ہو سر پہ مثلِ سلیماں طیور کا

کیا ڈر جو قصرِ عفو مقام بلند ہے
زینہ لگا کے پہنچونگا عذرِ قصور کا

ارشاد ہو علاج دلِ ناصبور کا
دیکھا نہیں ہے تجھکو مگر شوقِ دید ہے
مشتاق غائبانہ ہوں تیرے حضور کا

---

انگریزوں نے چڑھائی کر دی۔ عہدنامہ پر خاک ڈالدی۔ کیوں نہیں تیاری کرلی ہوگی۔ میسور اُن کی آنکھوں میں کانٹا کھٹکتا ہے۔ شیر میسور کے نام سے اُن کے بدن میں لرزہ پڑتا ہے وہ جانتے ہیں جب تک یہ شیر زندہ ہے تب تک وہ دکن میں آرام سے حکومت نہیں کر سکتے۔ بنگالہ سنبھال لیا۔ اب دکن پر قبضہ چاہتے ہیں۔ آہ ! میرے ہم جنسوں نے میری ایک نہیں سُنی۔ سندھیا خاموش رہا۔ مرہٹہ اور نظام وعدہ کرکے پھر گئے۔ کوتہ اندیش بیوقوف یہ نہیں سمجھتے کہ انگریزوں کا کام سب میں پھوٹ ڈالکر فتح حاصل کرنا ہے۔ آج مجھکو فتح کریں گے۔ تو کل مرہٹوں کو نیست و نابود کرینگے۔ اور پرسوں نظام کو نیچا دکھائیں گے۔ لالچ۔ لالچ
~~~~

سنیا ناس ہو۔ تم نے کچھ کرنے نہیں
دیا ؎
دنیا کی حرص و آز میں کیا کچھ نہ کرتے ہیں
نقصان جو ایک پیسہ کا دیکھیں تو مرتے ہیں
زر سے پیار کرتے ہیں اور دل لگاتے ہیں
ہو تے ہیں زر کے ایسے کہ بس مرہی جاتے ہیں
جب اپنے دلبروں کو نہ جلدی سے پاتے ہیں
کیا کیا نہ اُنکے ہجر میں آنسو بہاتے ہیں
پر اُنکو اس سجن کیطرف کچھ نظر نہیں
آنکھیں نہیں ہیں کان نہیں دلمیں ڈر نہیں
دل میں مگر یہی ہے کہ مرنا کبھی نہیں
ترک اس عیال و قوم کو کرنا کبھی نہیں
اے غافلاں و فا نکند این سرائے خام
دنیا ہے دون نماند و نماند کسے مدام

---

آج اگر میرے ساتھ سب مل جاتے اور
انگریزوں کو شکست دیکر سمندر میں غرق
کر دیتے تو آرام سے اپنی اپنی سلطنتوں
میں بیٹھے رہتے۔ مگر میری کسی نے نہ
سُنی۔ فرانسیسوں نے مجھے وقت پر دغا
دی۔ میرا صرف خدا پر ہی بھروسہ
ہے۔ کیا میں انگریزوں سے مل جاتا
تو وہ مجھے کیا کچھ دینے کا وعدہ نہ
کرتے۔ مگر نہیں۔ میں خوب جانتا ہوں
کہ انگریز ایک ایک کرکے سب کو
کھا جائیں گے۔ اُن کا علاج یہی تھا۔
کہ مل کر اُن کو مُلک سے نکال دیا
جاتا۔ اچھا نظام کو غلامی مبارک ہو
مرہٹوں کو خدمتگاری مبارک ہو۔
ٹیپو کی غیرت غلامی برداشت نہیں
کر سکتی۔ ٹیپو کی حمیّت یہ ذلت سہہ
نہیں سکتی۔ میں اپنے ارادہ پر قایم
ہوں۔ اور میں تنہا انگریزوں کا
مقابلہ کرونگا۔ یا تو اُن کو مار مار کر
مُلک سے نکال دونگا۔ یا اپنی جان
اس کشمکش میں دیدونگا۔ میں نہ رہونگا
مگر میری باتیں باقی رہیں گی۔ میرا
نام باقی رہے گا۔ کسی وقت وہ دانت
پیسیں گے۔ اور حسرت کے ساتھ
ٹیپو کو یاد کرینگے۔ مگر اُس وقت
کوئی ٹیپو ان میں نہ ہوگا۔ خوب
دو طرف سے انگریزوں نے چڑھائی
کی ہے۔ انہیں اچھی چال سوجھی ہے
کرناٹک کیطرف سے جنرل سٹوارٹ
آرہا ہے۔ حیدرآباد کی طرف سے
جنرل ہیرس آرہا ہے۔ اب میں باہر

جاکر مقابلہ نہیں کرسکتا۔ کدہر جاؤں
کدہر نہ جاؤں۔ دونوں طرف سے
تھوڑی تھوڑی فوج بھیجتا ہوں۔
کہ دونوں فوجونکو روکے رکھیں اور
میں سرنگاپٹم کو محفوظ کرتا ہوں اپنے
افسروں کے ساتھ بھی مشورہ کروں
وہ کیا رائے دیتے ہیں۔
(فریدہ سلطان کی ملکہ آتی ہے)
**ٹیپو۔** فریدہ کیوں۔
**فریدہ۔** یوں آپکو دیکھنے آئی تھی
کیا تشویش ہے۔
**ٹیپو۔** تشویش کوئی نہیں انگریزوں
نے دونوں طرف سے چڑھائی کردی
ہے۔ میں افسروں کے ساتھ مشورہ
کرنے دربار میں جاتا ہوں۔ ذرا میرا
لبادہ لے آؤ۔ فریدہ جاتی ہے۔
افسوس نظام نے ایک بھائی
بادشاہ کو چھوڑ کر غیروں کی رفاقت
اختیار کی۔ افسوس ہم پر کیسا برا
وقت آیا ہے۔

**ع**

ظاہر ہیں خود نشاں کہ زباں وہ زباں نہیں
اب جسم میں ہمارے وہ تاب تواں نہیں۔
اب ہم میں خود وہ طاقت و قوت نہیں رہی
وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی
وہ دید وہ گداز وہ رقت نہیں رہی
خلق خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی
مولیٰ سے اپنی کچھ بھی محبت نہیں رہی
دل مر گئے ہیں نیکی کی قدرت نہیں رہی
(فریدہ لبادہ لاتی ہے اور بادشاہ
پہن کر دربار جاتا ہے)
(فریدہ گاتی ہے)
تجھے توبہ لگتی ہے یارب پیاری
پذیرا تو کر جلد توبہ ہماری
ہے فریاد رس تو ہی فریادیوں کا
ہماری تو فریاد سن اے خدا
نہیں ہے کوئی تیری رحمت سے مایوس
نہ کر ہم کو اپنی عنایت سے مایوس
رہی رحم تیرا سدا عاصیوں پر
سو کر رحم ہم پر بھی اے رب اکبر
تو دے بخش یارب خطائیں ہماری
تو کر دور رنج اور بلائیں ہماری
مرادیں ہماری تو برلا خدایا!
قصوروں کی اصلاح فرما خدایا
ہمیں جس سے لگتا ہے ڈر تو چھڑا دے
بچا ہم کو تو ہر بلا و مرض سے

# دوسرا سین

## دربار

(دیوان کشن راؤ۔ میر غفور۔ رحیم خاں
قاسم۔ نرسنگداس۔
میر صادق۔ لطف علی بیگ۔ کمانڈر انچیف)

**دیوان کشن راؤ**۔ سردار رحیم خاں۔ کیا سچ مچ کچھ انگریز راستہ میں آپ سے دو چار ہوئے۔

**رحیم خاں**۔ واقعی پچاس سوار گاؤں لوٹ رہے تھے۔

**دیوان**۔ تم نے خوب مقابلہ کیا۔

**رحیم خاں**۔ مگر میرے ان نوجوان دوستوں نے ایک بھی زندہ نہ چھوڑا۔

**دیوان**۔ حضور سلطان سن کر بہت خوش ہوئے۔ امید کہ آج ان پر مہربانی فرماوینگے۔

**رحیم خاں**۔ میری یہ سفارش ہے کہ میر قاسم کو رسالدار اور نرسنگداس کو جمعدار مقرر کیا جائے۔

**دیوان**۔ سلطان خوشی سے منظور کر لیں گے۔ سلطان بہادری اور شجاعت کے قدردان ہیں۔

(چوبدار آکر۔ سلطان تشریف لاتے ہیں۔ سب اٹھکر تعظیم دیتے ہیں سلطان آتا ہے اور سب یکزبان ہو کر)

"اقبال خداداد ترقی پر ہو شیر میسور گرجتا رہے۔ دشمنوں کا دل کانپتا رہے۔"

**سلطان**۔ سردار رحیم خاں یہ وہ نوجوان ہیں؟ سامنے لاؤ۔ (قاسم اور نرسنگداس سامنے آتے ہیں)
تم سید ہو اور تم ہندو ہو۔ میں بڑا خوش ہوں۔ کہ تم باہم دوست ہو اگر ہندو مسلمان تمہاری طرح ایک ہو جائیں تو پھر ہم کو اندیشہ نہ رہے کیوں کشن راؤ۔؟

**دیوان**۔ بجا فرماتے ہیں سلطان۔

**سلطان**۔ رحیم خاں ان نوجوانوں کو کیا انعام دینا چاہئے

**رحیم خاں**۔ حضور میر قاسم کو رسالدار اور نرسنگداس کو جمعدار شاہی رسالہ کا مقرر کیا جائے۔

**سلطان**۔ ان کی خدمات کے مقابلہ

ہیں تو اس کی کچھ حقیقت نہیں مگر نوجوان ہیں اور تجربہ کار نہیں۔ اچھا کوئی حرج نہیں۔ شجاعت میں سب کچھ آتا ہے

دیوان کشن راؤ! خلعت فاخرہ ان دونوں کو پہناؤ۔ ہاں میر صادق اور خبر آئی؟

**میر صادق**۔ حضور! انگریزی فوج دونوں طرف سے بڑھی آرہی ہے۔

**سلطان**۔ لطف علی بیگ۔ تمہاری کیا رائے ہے۔

**لطف علی**۔ میری یہ رائے ہے کہ فوج کے دو حصے کرکے دونوں طرف مقابلہ کے لئے بھیجی جائے۔ جنرل ہیرس کے مقابلہ پر۔ اگر حضور تشریف لیجائیں تو جنرل سٹوارٹ کے مقابلہ کو بندہ چلا جائے۔ کیونکہ اُن کے ساتھ جمعیت تھوڑی ہے۔

**سلطان**۔ نہیں میری یہ رائے ہے کہ دونوں طرف تھوڑی تھوڑی فوج بھیجکر اُن کو روکا جائے۔ اور ہم اس جگہ کو محفوظ کرلیں۔ انگریز تنگ ہوکر خود بخود واپس چلے جائیں گے۔

**لطف علی**۔ حضور کی رائے درست ہے بندہ کا کلی اتفاق ہے۔

**سلطان**۔ رحیم خان نظام کیطرف سے تو کوئی امداد کی توقع نہیں۔

**رحیم خاں**۔ میں نے نظام کو ہر چند سمجھایا۔ مگر اس کو انگریزوں نے لالچ دیا ہے۔ اسلئے وہ انگریزوں کے ساتھ مل گیا ہے۔ اُس کی فوج بھی جنرل ہیرس کے ہمراہ آرہی ہے۔

**سلطان**۔ افسوس۔ نظام نے میری تجویز منظور نہیں کی۔ اور میری بات کو رد کیا۔ اچھا کچھ پرواہ نہیں۔ ہمارا بھروسہ خدا پر ہے۔ ہم تنِ واحد ان کافروں کو سمندر میں غرق کرینگے۔

**رحیم خاں**۔ حضور اجازت دیں تو بندہ کچھ عرض کرے۔ اگر نظام کے سپہ سالار اسد علی کو لالچ دیا جائے۔ تو وہ شاید ہماری طرف ہو جائے۔

**سلطان**۔ افسوس! رحیم خاں۔ ایسے دلاور ہوکر تم نے ایسی تجویز پیش کی۔ یہ بہادروں کا کام نہیں۔ ہم لالچ سے کسی کو اپنے ساتھ نہیں ملانا چاہتے۔ ہماری شجاعت پر بڑا دھبہ عائد ہوگا۔

ہمیں مردانہ وار کام کرنا چاہیئے۔ انگریز اگر تمام ہندوستان کے رئیسوں کی فوج ہمارے سامنے لاکھڑی کردیں۔ تو بھی ہم مردانہ وار اُن کا مقابلہ کریں گے۔ مرد کا کام کیا ہے۔ یا دشمن کو مار ڈالنا۔ یا آپ مارا جانا۔ مار لیا۔ تو دشمن کو ملک سے نکال دیا۔ اور مارے گئے۔ تو شہادت کا رتبہ حاصل کیا۔ ملک کے لئے جان دینے سے بڑھ کر اور کیا ہے۔ اپنی آزادی کیلئے مرنے سے بہتر کیا ہے۔ غلامی سے بچنے کے لئے جان قربان کردینے سے اچھا کیا ہے۔ رہینگے۔ تو آزاد رہیں گے۔ ورنہ بہشت میں ڈیرا جا لگائینگے ہمیں اسمیں گھاٹا ہی کیا ہے۔

**رحیم خاں**۔ میرا قصور معاف کیجئے ہم سب حضور کے ساتھ جان دینے پر تیار ہیں

**سلطان**۔ چوبدار۔ ذرا جعفر خاں کو بلالاؤ۔ (چوبدار جاتا ہے) لطف علی بیگ ابھی انتظام کرو۔ تھوڑی تھوڑی فوج دونوں طرف ایک ایک افسر کے ماتحت روانہ کردو۔ (جعفر خاں آتا ہے) جعفر خاں تم ایک دو جمعدار ہمراہ لو اور جلدی صحیح خبر لاؤ۔ کہ جنرل ہیرس کے ہمراہ کس قدر فوج ہے؟

**جعفر خاں**۔ بہت بہتر حضور۔

(جعفر خاں جاتا ہے اور دلمیں کہتا ہے۔ میری قسمت کیا ہی اچھی ہے۔ جس بات کا مجھے تردد تھا۔ خود بخود دور ہو گیا۔ میں انگریزی فوجمیں جانا چاہتا تھا۔ مجھے خود سلطان نے بھیجدیا۔ اب میرا مطلب حاصل ہوگا۔ اور میری آرزو بر آئیگی۔

**سلطان**۔ میر غفور تم قلعہ کے گورنر ہو۔ قلعہ کی حفاظت کا انتظام کرو۔ خندقوں کو دیکھو۔ فصیل کا ملاحظہ کرو۔ مورچے قایم کرو۔

**میر غفور**۔ حضور کا اقبال بلند ہو ہمارا قلعہ بڑا مضبوط ہے۔ خدا کرے کہ انگریز دور سے شکست کھاکر بھاگ جائیں۔ لیکن نوبت قلعہ تک پہنچی تو انگریز بھی یاد کرینگے۔ کہ کسی قلعہ کا محاصرہ کیا تھا۔

**سلطان**۔ اور یہ بھی یاد کریں گے کہ قلعہ کا گورنر کیسا بہادر اور شجاع تھا۔ میر غفور مجھے تمہاری بہادری اور شجاعت پر بڑا بھروسہ ہے میں ہمیشہ خوش ہوں۔ کہ میرے

سردار سب کے سب بہادر رہا جانباز ہیں۔ اور کوئی ایسا بزدل اور غدار نہیں۔ کیونکہ ایک افسر بھی غداری کرے۔ تو معاملہ دگرگوں ہو جاتا ہے۔

دیوان کشن راؤ! مرہٹوں نے اچھا نہیں کیا۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ میں سلطان ہوں۔ اگر میری ریاست جاتی رہی تو ہندوؤں کا اس میں فائدہ ہے مگر یہ یاد رکھیں۔ کہ مجھ کو مغلوب کرکے وہ مرہٹوں کی سرکوبی کریں گے۔ انگریز نہ ہندو کو چاہتے ہیں نہ مسلمان کو۔ وہ اپنی حکومت چاہتے ہیں۔ اور جو ان کی اس خواہش کے سامنے روکاوٹ پیدا کریگا۔ خواہ ہندو ہو۔ خواہ مسلمان۔ وہ اس کو ہٹائے بغیر نہیں رہیں گے۔

**کشن راؤ۔** آپ بجا فرماتے ہیں۔ مرہٹوں کی واقعی بے سمجھی ہے۔ کیونکہ وہ تو ہندو ہیں۔ نظام کو دیکھئے مسلمان ہو کر حضور کی مخالفت پر کمر بستہ ہے۔ پہلے حضور کو امداد کا وعدہ کیا۔ اب انگریزوں کو امداد دی ہے۔ دوگنا فرق پڑ گیا۔ اگر خاموش رہتا تو بھی اچھی بات تھی۔ ہم انگریزوں کے ساتھ سمجھ لیتے۔

**رحیم خاں۔** نظام نے واقعی غضب ڈھایا۔ اسے ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔

**نظام** کو لالچ نے گھیر لیا۔ یہ طمع نہ ہوتا۔ تو مغلیہ سلطنت برباد نہ ہوتی۔ ہر ایک صوبہ دار نے خود مختار بن کر دہلی کی سلطنت کو کمزور کر دیا۔ نواب شجاع الدولہ نے اودھ میں کیا کیا۔ سندھیا نے کیا کیا مغلیہ شہنشاہ سے سر پھیر لیا۔ اور اپنے شہنشاہ کو سلام کرنے سے منہ موڑ لیا۔ مگر اب انگریزوں کے سامنے خوب سجدہ کر رہے ہیں۔ یہی حال دکن کا ہوگا۔ ہمیں تو کچھ پرواہ نہیں۔ ہم اپنا فرض ادا کر دیں گے۔ آئندہ جو خدا کو منظور ہوگا۔ ہوگا۔

اچھا۔ اب دربار برخاست کریں۔ مجھے رات کو مطلق نیند نہیں آئی۔ اب ذرا جا کر آرام کرتا ہوں۔

(سب جاتے ہیں)

## مناجات

قربان تست جان من اے یار محسنم
با من کدام فرق تو کردی که من کنم

ہیچ آگہی نبود ز عشق و وفا مرا
خودزبختی متاع محبت بدامنم

ایں خاکِ تیرہ را تو خود اکسیر کردۂ
بود آں جمال تو که منو دست احسنم

ایں صیقل دلم نہ بہ زہد و تعبد ست
خود کردۂ به لطف و عنایات روشنم

صد منت تو ہست بریں مشت خاک من
جانم رہین لطفِ عمیم تو ہم تنم

در کوئے تو اگر سر عشاق را زنند
اول کسے که لاف تعشق زند منم

یا رب مرا بہر قدم استوار دار
آں روز خود مباد که عہد تو بشکنم

## تیسرا سین

### امینہ

### غزل

رہے وہ جان جہاں یہ جہاں رہے نہ رہے
مکیں کی خیر ہو یا رب مکاں رہے نہ رہے

ابھی مزار پہ احباب فاتحہ پڑھ لیں
پھر اسقدر بھی ہمارا نشاں رہے نہ رہے

خدا کے واسطے کلمہ بتوں کا پڑھ زاہد
پھر اختیار میں غافل زباں رہے نہ رہے

ہمارے دل سے مٹے گا نہ داغ شوقِ سجود
جبیں رہے نہ رہے آستاں رہے نہ رہے

خزاں تو خیر سے گذری چمن میں بلبل کو
بہار آئی ہے اب آشیاں رہے نہ رہے

تڑپ رہی جو یہی دل کی بعد مرنے کے
زمین گور تہ آسماں رہے نہ رہے

قیام روح پہ قالب میں اعتماد نہ کر — کچھ اعتماد نہیں مہماں رہے نہ رہے
رواں ہی تیغ لگا دے میرا ابھی بیڑا پار ہو — پھر اس طرح سے کشتی رواں رہے نہ رہے
دو روزہ زیست غنیمت ہے ذکر حق کرلے — بدن میں جان دہن میں زباں رہے نہ رہے

(رحیم خاں آتا ہے)

**رحیم خاں** - بیٹی، تمہاری خواہش پوری نہیں ہوئی - سلطان نے فیصلہ کرلیا ہے - کہ سرنگا پٹم میں ہی انگریزوں کا مقابلہ کرے - ہمیں اب باہر جانا نہیں پڑیگا - اور تمہیں میدان جنگ کی تکلیف نہ اٹھانی پڑیگی -

**امینہ** - میری خواہش اس لئے تھی کہ آپ کے ہمراہ رہوں - اگر آپ اس جگہ رہیں گے - تو میں بھی یہاں خوش ہوں -

**رحیم خاں** - مجھے نتیجہ اچھا نظر نہیں آتا - انگریزوں نے دو طرف سے چڑھائی کی ہے - اور نظام کی فوج بھی اُن کے ہمراہ ہے - بڑی تیاری کرکے آئے ہیں - فکر ہے - کہیں ہم مغلوب نہ ہو جائیں -

**امینہ** - خدا نہ کرے - کہ کافر ہم پر غالب آئیں - پھر ہمارا کیا حشر ہوگا

**رحیم خاں** - اسی بات کی تو مجھے فکر ہے - سلطان بڑا دلاور ہے - وہ میدان سے مُنہ موڑنے والا نہیں - میں اُس کا جان نثار ہوں - اور سلطان کی جان کے ساتھ میری جان وابستہ ہے - معلوم نہیں - جنگ کا انجام کیا ہو - میری یہ خواہش ہے - کہ میں تیرا کچھ انتظام کردوں - تاکہ میرے بعد تیری حفاظت کوئی اور کرسکے - (امینہ نے سر نیچے کرلیا) امینہ - میں - کچھ جواب نہیں دیتی - ہاں تو کس طرح سے جواب دے - میری غلطی ہے - کہ میں نے تجھے پوچھا - اچھا تو جا آرام کر (امینہ جاتی ہے) واقعی میں نے غلطی کی - ہندوستان کی لڑکیاں کب اپنے مُنہ سے کچھ کہہ سکتی ہیں ہندوستان کی لڑکی مر جائے تو بات مُنہ سے نہ نکلے - اے ہندوستان تیرے مرد تو بڑے نکمے ہیں - مگر

بیٹی لڑکیاں بڑی حیا والی اور باعصمت ہیں۔ ماں باپ جس کے لڑ لگادیں ذرا اُف نہیں کرتیں۔ امینہ کو پوچھنے کی مجھے کچھ ضرورت نہیں۔ جس دن میر قاسم کو میں نے دیکھا تھا اور اس نے امینہ کو بچایا تھا۔ مجھے اسی وقت یہ خیال ہوا تھا۔ کہ میں میر قاسم کو بیٹا بنالوں۔

مگر میں نے سوچا۔ کہ میر قاسم کو پہلے منصبدار بنالوں۔ تاکہ لوگ یہ نہ کہیں۔ کہ رحیم خاں نے اپنی بھتیجی اور وزیر کی بیٹی ایک بٹیل کو دے دی۔ سلطان نے اسے خلعت فاخرہ عطا کیا ہے۔ رسالدار بنادیا ہے۔ شجاعت میں وہ نظیر نہیں رکھتا۔ خاندان کا سید ہے اس سے بہتر اور کیا چاہیئے۔ بس اس تجویز کو جلدی عمل میں لانا چاہئے سلطان سے اجازت لیکر کل ہی قاسم اور امینہ کی شادی کردیتا ہوں۔ اور جلسہ کی تیاری کرتا ہوں امید کہ سلطان بھی جلسہ شادی میں شریک ہونا منظور فرماوینگے۔ معلوم نہیں۔ کل کیا پیش آجائے یہ خوشی تو دیکھ لیں۔ سلطان کی طبیعت پر بڑا بوجھ ہے۔ وہ بھی اس جلسہ میں شریک ہونے پر خوش ہوگا۔

---

# چوتھا سین

## جلسہ شادی

(زلفو اور داؤد)

داؤد۔ سناؤ زلفو آج بڑے خوش ہو۔

زلفو۔ کیوں بھئی تمہیں خوشی نہیں وزیرزادی کا میر قاسم سے بیاہ ہوگا۔ تم اس میں راضی نہیں۔

داؤد۔ کیوں نہیں۔ میں بڑا خوش ہوں۔ ایسا بہادر داماد سردار صاحب کو کہاں ملے گا۔

زلفو۔ بھئی جوڑی خوب ہے۔ گویا خدا نے انہیں ایک دوسرے کے

لئے بنایا ہے۔ دیکھو خدا کے راز بھی
کیسے نیارے ہیں۔ کہاں کا میر قاسم
اور کہاں کی وزیر زادی کیا اتفاق
پیش آیا۔ کسی طرح اُن کا نکاح
ہوتا ہے۔

**داؤد۔** مقدر میں جو کچھ لکھا ہوتا
ہے۔ وہی پیش آجاتا ہے۔ اگر نالہ کا
حادثہ پیش نہ آتا۔ تو ہم میر قاسم
کی شکل بھی شائد نہ دیکھتے۔

**زلفو۔** کہتے ہیں آج کے جلسہ میں
سلطان بھی تشریف لادیں گے۔

**داؤد۔** جب ہی تو اتنی تیاری ہے
جلسہ مزیدار ہوگا۔ اور ہم سب کو
خاطر خواہ انعام بھی ملے گا۔

**زلفو۔** مگر مہمان آنے شروع نہیں
ہوئے۔ خود سردار صاحب بھی تو
ابھی نہیں آئے۔

**داؤد۔** سردار صاحب تو کپڑے
پہن رہے ہیں۔ آیا ہی چاہتے ہیں۔

(رحیم خاں۔ قاسم اور نرسنگداس
آتے ہیں)

**رحیم خاں۔** زلفو انتظام تو اچھا کیا
داؤد تم نے بہت محنت کی۔ تم
دونوں کو بڑا انعام ملے گا۔

(رحیم خاں۔ قاسم اور نرسنگداس
بیٹھ جاتے ہیں)

**زلفو۔** خدا کرے سردار کے ہاں ایسے
ہی جلسے ہوتے رہیں۔ بندہ تو
ان جلسوں میں ہی رہتا ہے۔
آج میں بڑا خوش ہوں۔

**داؤد۔** مگر یہاں اب اور ہی جلسے
ہونے والے ہیں۔ سرنگی طبلہ
کی جگہ توپ تفنگ کی آوازیں
آئیں گی۔ اور کنجریوں کی جگہ مرد
ناچیں گے۔

**زلفو۔** توبہ۔ توبہ۔ مرد ناچیں گے
مجھے تو ناچنا نہیں آتا۔ داؤد! تم
تو ضرور ناچو گے۔

**داؤد۔** ہمارا تو کام ہی یہی ہے۔
تیرے جیسے ہیجڑے وہاں کب
ناچ سکتے ہیں۔

**زلفو۔** ٹھیرو۔ کوئی آتا ہے۔ (میر
غفور۔ کشن راؤ۔ میر صادق۔ لطف
علی بیگ آتے ہیں۔ رحیم خاں استقبال
کرتا ہے۔

**سب۔** سردار صاحب۔ مبارک۔

مبارک۔

**رحیم خاں**۔ مہربانی تشریف رکھیئے۔

**چوبدار**۔ (اندر آکر) حضور سلطان تشریف لاتے ہیں۔ (سلطان آتا ہے۔ اور سب تعظیم دیتے ہیں)

(سلطان بیٹھ جاتا ہے)

**سلطان**۔ رحیم خاں مبارک!

**رحیم خاں**۔ حضور کی بندہ نوازی۔

(طوائفت آتی ہیں۔ اور مجرا شروع کرتی ہیں)

## سہرا

اے جواں بخت مبارک تیرے سر پر سہرا
آج ہے یمن و سعادت کا تیرے سر سہرا

آج وہ دن ہے کہ لائے دُر انجم سے فلک
کشتیٔ زر میں مہ نو کی لگا کر سہرا

تابش حسن سے مانند شعاع خورشید
رُخ پر نور سے ہے تیرے منور سہرا

وہ کہے صلّ علےٰ یہ کہے سبحان اللہ!
دیکھیں مکھڑے پہ جو تیرے مہ و اختر سہرا

تا بنی میں اور بنے میں رہے اخلاص بہم
گوندیئے سورۂ اخلاص کو پڑھ کر سہرا

**سلطان**۔ بہت خوب! ہاں کوئی غزل؟

اس کعبۂ دل کو کبھی ویران نہیں دیکھا
اس بت کو کب اللہ کا مہمان نہیں دیکھا

کیا ہم نے عذاب شب ہجراں نہیں دیکھا
تم کو نہ یقین آئے تو ہاں ہاں نہیں دیکھا

ہم جیسے ہیں ایسا کوئی دانا نہیں دیکھا
تم جیسے ہو ایسا کوئی نادان نہیں دیکھا

کہتے ہو بس کہ دیکھ لیا ہم نے تیرا دل
دل دیکھ لیا اور پھر ارماں نہیں دیکھا

کیا داد ملے اس سے پریشانیٔ دل کی
جس بت نے کبھی خواب پریشاں نہیں دیکھا

لو اور سنو کہتے ہیں وہ دیکھکے مجھکو
جو حال سنا تھا وہ پریشاں نہیں دیکھا

**سلطان**۔ بہت خوب۔ ہاں کچھ اور؟

کیوں نالے کریں بلبل گلشن تو نہیں ہم — اے ضبط جنوں عقل کے دشمن تو نہیں ہم
دلکو جو سجاتا ہوں تو کہتی ہیں یہ آنکھیں — کیا لوٹ ہی لینگے کوئی رہزن تو نہیں ہم
ذلت سے کبھی لینگے نہ ہم بوسۂ گیسو — صدقے کسے دیتے ہو برہمن تو نہیں ہم
غیروں کے جو دشمن ہیں تو کیا تیری طرح سے — اے دوست کسی دوست کے دشمن تو نہیں ہم
کیا نالہ کشی کی ہمیں نت دیتے ہیں ترغیب — انسان ہیں ناقوس برہمن تو نہیں ہم

**سلطان** ۔ بہت خوب! کچھ اور؟

دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے؟ — آخر اس درد کی دوا کیا ہے؟
ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار — یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے؟
جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود — پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے؟
یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں ۔ — غمزہ و عشوہ و ادا کیا ہے؟
شکن زلف عنبریں کیوں ہے — نگہہ چشم سرمہ سا کیا ہے؟
لالہ و گل کہاں سے آئے ہیں — ابر کیا چیز ہے ہوا کیا ہے؟
ہاں بھلا کر ترا بھلا ہوگا ۔ — اور درویش کی صدا کیا ہے؟
ہم نے مانا کہ کچھ نہیں غالب — مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے؟

**سلطان** ۔ ہم اس جلسہ سے بہت خوش ہوئے ۔ خدا بنی بنے کو قائم رکھے ۔ کچھ جواہرات بیگم نے دلھن کے لئے بھیجے ہیں ۔ یہ لو ۔ اور ہم دولھا کو اپنی طرف سے جاگیر بخشتے ہیں ۔ دیوان کشن راؤ! میر قاسم کے نام حکمنامہ جاگیر کا لکھ دو ۔ اب جلسہ برخاست ۔ شکریہ کی کچھ ضرورت نہیں ۔

(سب جاتے ہیں)

# پانچواں سین

## جنرل ہیرس ولزلی اور بیرڈ

**ہیرس۔** بیرڈ! کیا صلاح ہے؟

**بیرڈ۔** میری صلاح ہے کہ آگے نہ بڑھیں۔ یہیں ملاولی میں ڈیرا لگا دیں ایسا نہ ہو۔ کہ آگے بڑھنے سے ہمیں رسد وغیرہ کی دقت ہو۔

**ولزلی۔** یہ بھی ضروری ہے۔ کہ آگے بڑھنے سے پہلے جنرل سٹوارٹ کی فوج بھی ہم سے مل جائے۔

**ہیرس۔** مجھے حیرانی اس امر کی ہے کہ سلطان ٹیپو نے کوئی حرکت نہیں کی۔ شائد کہیں گھات میں نہ بیٹھا ہو۔ اور چیتے کی طرح ہم پر ٹوٹ نہ پڑے۔

**بیرڈ۔** میرا بھی یہی خیال ہے ہمیں اس جگہ ذرا ستانا چاہیئے۔

(ایک انگریز سپاہی جعفر خاں کو پکڑے لاتا ہے۔)

**سپاہی۔** اس شخص کو معہ ۱۲ سواروں کے ہیں نے کیمپ کے نزدیک گرفتار کیا۔ اس نے مقابلہ نہیں کیا اور کہا کہ مجھے بیرڈ صاحب کے پاس لے چلو۔

**بیرڈ۔** آہا۔ جعفر خاں ہے! بہت خوب سپاہی تم جاؤ۔

**جعفر خاں۔** سلام۔ صاحب! بندہ آپ کی بات نہیں بھولا۔ میں آپ کو ملنا چاہتا تھا۔ اور خدا نے سبب بنا دیا۔

**بیرڈ۔** کیا سبب؟

**جعفر خاں۔** سلطان ٹیپو نے مجھے چند سواروں کے ساتھ آپ کی خبر لانے کے لئے بھیجا ہے۔ اور میں نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا۔ اب بندہ حاضر ہے۔

**بیرڈ۔** سلطان کیا کر رہا ہے۔

**جعفر خاں۔** سلطان کو خبر لگ گئی ہے کہ دونوں طرف سے انگریزی فوج آ رہی ہے۔ اس لئے آپ کا مقابلہ سرنگاپٹم میں کریگا۔

**بیرڈ۔** کہیں دھوکا نہ ہو۔

**جعفر خاں۔** بالکل دھوکا نہیں۔ سلطان قلعہ کو مضبوط کر رہا ہے تھوڑی سی فوج آپ کا مقابلہ کرنے آئے گی۔ مگر زیادہ تر فوج سرنگاپٹم میں رہے گی۔

**ہیرس۔** بے شک ٹیپو کو بڑی اچھی چال سوجھی ہے۔ ہمارا خیال تھا۔ کہ وہ ایک طرف مقابلہ کے لئے آویگا تو دوسری طرف کی فوج سرنگاپٹم پر دھاوا کر کے جلدی اُس پر قبضہ کر لے گی۔ مگر اُس نے بڑی ہشیاری کی۔

**ولزلی۔** بے شک وہ بڑا بہادر ہے اور ہشیار ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ انگریزوں کے ساتھ اُسے سخت دشمنی ہے، معلوم نہیں۔ وہ انگریزوں کا کیوں دشمن بن گیا ہے۔

**جعفر خاں۔** سلطان کو خیال ہے کہ آپ تمام دکن پر قبضہ کر لیں گے اس لئے وہ آپ کو ملک سے نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔

**ہیرس۔** اس کا خیال غلط ہے۔ جب تک ہم ایسا کرنے پر مجبور نہ ہوں۔ بنگالہ کے نوابوں نے ہم کو مجبور کیا۔ ہماری تجارت کو نقصان پہنچایا۔ اس لئے ہم کو بنگالہ پر قبضہ کرنا پڑا۔

**جعفر خاں۔** مگر سلطان کو یقین ہے کہ جس طرح آپ نے بنگال پر قبضہ کیا۔ ویسے ہی آپ کوئی بہانہ تلاش کر کے دکن پر بھی قبضہ کر لیں گے۔

**ولزلی۔** سلطان کا خیال غلط ہے۔ ہم اس کو نہ چھیڑتے۔ مگر چونکہ وہ ہمارے دشمنوں فرانسیسیوں کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اور ان کا دوست بنا ہوا ہے۔ اس لئے ہمیں اُس کی طرف سے کھٹکا رہتا ہے۔

**ہیرس۔** بس ہم کو یہی اندیشہ ہے دیکھو نظام نے فرانسیسیوں کو نکال دیا۔ اور ہم ان سب کے دوست بن گئے ہیں۔

**جعفر خاں۔** مگر نظام آپ کا دوست نہ بنتا۔ تو ٹیپو کو آپ شکست نہ دے سکتے۔ یہ آپ نے بڑی چال کی۔ واقعی آپ بڑے دانا ہیں۔

سلطان بھی اس لئے گھبراتا ہے۔

**بیرڈ۔** اچھا جعفر خاں تم ہم کو مدد دو گے؟

**جعفر خاں۔** میں ایسی آپ کو امداد دونگا۔ کہ آپ آسانی سے قلعہ پر قبضہ کرسکیں۔ کیا آپ اپنا وعدہ پورا کریں گے؟

**بیرڈ۔** بے شک لڑائی کے بعد ہم وعدہ پورا کریں گے۔ مگر تم اب واپس سلطان کے پاس جاؤ گے؟

**جعفر خاں۔** نہیں صاحب میں واپس جانے کی جرأت نہیں کرسکتا اگر سلطان کو ذرا بھی شک پڑ گیا۔ تو مجھے فی الفور قتل کرا دیگا۔ اگر آپ نے میری امداد لینی ہے۔ تو مجھے اپنے ہمراہ رکھئے۔ میں نے ایک دو آدمیوں سے انتقام بھی لینا ہے

**بیرڈ۔** جنرل ہیرس! آپ کی کیا صلاح ہے؟

**ہیرس۔** کیا تم کو اس آدمی پر پورا اعتماد ہے؟

**بیرڈ۔** ہاں۔

**ہیرس۔** تو اپنی ذمہ واری پر اس کو ہمراہ رکھو۔ جو وعدہ تم اس کے ساتھ کرو گے۔ ہم لڑائی کے بعد پورا کرو ینگے۔ کیا اس کے سوار اس کے ہمراہ رہیں گے؟

**جعفر خاں۔** نہیں صاحب ان کو قید میں رکھیئے۔ وہ سلطان کے وفادار سپاہی ہیں۔ میں نے ان کو ایک حکمت سے لڑنے نہیں دیا ورنہ وہ مقابلہ کر کے لڑ کر مر جاتے اور میرے نوکر مدار کو جسے میں نے بھیجا تھا۔ ممکن ہو۔ تو قتل کر دیں۔ وہ بڑا لالچی ہے۔ کہیں ہمارا راز فاش نہ کر دے۔ اس کو سے دست قید میں ڈال دو۔

**ہیرس۔** اچھا بیرڈ جعفر خاں تمہاری سپرد ہے۔ اس کی خاطر داری کرو۔

**ولزلی۔** تو کیا یہی صلاح ٹھیری کہ اسی جگہ کیمپ لگائیں۔

**ہیرس۔** ہاں یہی مناسب ہے

(سب جاتے ہیں)

---

# چھٹا سین

## فریدہ

## مُناجات

ہر روز دیکھتا ہے ہماری خطا ہزار — کرتا خیال اُن کا تو مولیٰ ذرا نہیں
تو دیکھ کر ہمارے بڑے سے بڑے گناہ — ہے پردہ پوش اور کبھی کھولتا نہیں
دریائے مغفرت کا تیرا آئے جوش میں — عاصی کو خوف روز جزا کا ذرا نہیں
تیری ثنا کو کون بھلا کر سکے بیان — ہرگز کسی کو طاقت حمد و ثنا نہیں
تھامے ہوئے ہیں تو نے زمین و آسماں — تیرے سوا کوئی بھی انہیں تھامتا نہیں
پیدا کیا ہوا کا سمندر زمین کے گرد — مر جائیں دم میں ہووے جو اک دم ہوا نہیں
سب مشکلیں تو فضل سے آسان کر خدا — مولا تیرے سوا کوئی مشکل کشا نہیں

---

**سلطان** (اندر آکر) فریدہ۔ فریدہ! افسوس! افسوس!! دونوں طرف سے مجھے شکست ہوئی۔ کیسے نالایق سردار ہیں۔ کچھ بھی مقابلہ نہیں کیا۔ کیوں نہیں کٹ گئے مر گئے۔ میدان سے کیوں جیتے جی بھاگے۔ میرا خیال تھا۔ کہ کچھ دن مقابلہ کرتے رہیں گے۔ انگریزوں کو ڈر رہیگا۔ کمک آرہی ہوگی۔ گر میرا خیال غلط نکلا۔ اس حرام زادے جعفر خاں نے بڑا دغا کیا۔ دشمنوں کو ہماری جمعیت کی اطلاع کر دی۔ ہماری فوج کو انگریزوں اور حیدرآباد کی فوج نے ایک دم گھیر لیا۔ صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ بے ایمان جعفر نے میرے دشمنوں کو میری کمزوری کا پتہ دیدیا۔ ضرور جعفر خاں نے بے ایمانی کی ہے۔ نمک حرام بے

ایمان اگر میرے سامنے آیا۔ تو اُس
کو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا۔ مگر خیر
انگریزی فوج آگے بڑھ نہیں سکتی
راستہ میں رسد اور چارہ اُن کو
مطلق نہیں ملیگا۔ مگر وہ حرام زادہ
جعفر خاں اُن کے ساتھ ہے۔ تو
وہ ضرور انہیں اس راستہ کو
چھوڑنے اور دوسرا راستہ اختیار
کرنے کی صلاح دیگا۔ وہ علاقہ
سے بخوبی واقف ہے۔ اُدھر جنرل
سٹوارٹ بھی برابر آرہا ہے۔ اب
دونوں فوجیں اکٹھی ہوجائنگی۔

**فریدہ۔** آپ خدا پر بھروسہ رکھیں
ابھی کچھ بگڑ نہیں گیا۔ سرنگا پٹم کا
قلعہ مسخر ہونا بڑا مشکل ہے ہماری
ضرور فتح ہوگی۔

**سلطان۔** بے شک فریدہ خدا
نے چاہا۔ تو ضرور فتح ہوگی۔ مگر مجھے
اس شکست کو سُن کر سخت
غصہ آرہا ہے۔ فریدہ! میں تم پر
خوش ہوں۔ کہ تم مجھے تشویش
کے وقت حوصلہ دلاتی ہو۔

**فریدہ۔** اگر گستاخی معاف ہو۔ تو
ایک عرض میں کروں۔

**سلطان۔** اچھا کہو۔

**زبیدہ۔** میرا خیال ہے۔ کہ آپ میں
اتنا جوش نہیں۔ جتنا پہلے تھا۔
میں اب وہ آگ نہیں دیکھتی۔ جو
آپ کے سینہ میں مشتعل تھی۔
آپ زیادہ مغموم اور دلگیر رہتے ہیں
بہادر اور شجاع آدمی کے دل میں
غم نہیں آنا چاہیئے۔ اور ایک
سچے مسلمان کو صرف خدا پر بھروسہ
رکھنا چاہیئے۔

**سلطان۔** مجھ میں وہ آگ نہیں
رہی؟ یہ تو نے کیا کہہ دیا۔ میں انگریزوں
کے خون کا پیاسا ہوں۔ میں کافروں
کو پامال کرنے پر تُلا ہوا ہوں۔
دشمنوں کو سمندر میں غرق کرنے پر
آمادہ ہوں۔ مگر میں تنہا ہوں۔

**فریدہ۔** تنہائی کا خیال آپ کیوں
کرتے ہیں۔ خدا داری چہ غم داری
صرف خدا پر بھروسہ رکھیں۔ ہماری
کتابوں میں کیا لکھا ہے؟ عرب کی
تاریخ کیا کہتی ہے۔ اِن کا کون مدد
گار تھا۔ اُن کے پاس کیا سامان تھا

کس طرح انہوں نے دنیا کو فتح کر لیا۔

سلطان۔ آہ! عرب کی تاریخ مجھے خوب یاد ہے۔ مگر عرب کا ایک ایک سپاہی ایک ایک جرنیل تھا۔ کوئی ان میں دغا باز نہیں تھا۔ کوئی ان میں بے وفا نہ تھا۔ مگر اب ہماری وہ حالت نہیں۔ ہر ایک خود غرض ہو رہا ہے۔

فریدہ۔ مگر لکھا ہے خدا کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہو۔ آپ کے پاس بہت سے جاں نثار ہیں۔

سلطان۔ بے شک میرے پاس بہت سے جاں نثار ہیں۔ میں خود بھی جان دینے سے دریغ نہیں کرتا۔ جس سلطان کی بی بی اتنی دلیر ہے۔ وہ سلطان خود کیا شجاع ہوگا۔ اچھا فریدہ فکر نہ کر۔ جنگ کے وقت تو مجھے کمزور نہ دیکھیگی جب میں ہتھیار باندھ کر میدان میں گیا۔ تو یاد رکھنا۔ یا تو فتح پا کر آؤنگا۔ اور یا میری لاش محل میں آئے گی۔ فریدہ تو نے مجھے طعنہ دیکر آگ لگا دی ہے۔

فریدہ۔ میں آپ پر قربان۔ دل میں ملال نہ لائیے۔ میں آپ کا رنج و غم دور کرنا چاہتی ہوں۔ جب ہم خدا کے بندے ہیں۔ اور خدا کے قائل ہیں۔ تو ہمیں خدا پر صابر شاکر رہنا چاہیئے۔ اور اپنا فرض ادا کرنا چاہیئے ہمارے لئے کچھ یہی جہان تو نہیں۔ ایک اگلا جہان بھی ہے۔

سلطان۔ بے شک فریدہ تو سچ کہتی ہے۔

(فریدہ جاتی ہے) اچھا ہوا کہ مرہٹے اور نظام مجھ سے ہٹ گئے۔ کیا عجب تھا۔ کہ میرے ساتھ ہوکر وہ پھر مجھے دغا دیتے۔ میں جان دینے پر تلا ہوا ہوں۔ مجھے کسی کی امداد کی کیا ضرورت۔ میں اپنا فرض ادا کروں گا۔ ملک اور آزادی کے لئے جان دونگا وہ غلامی کے خواہشمند اچھا ہوا۔ مجھ سے ہٹ گئے ؂

## نظم

بحمداللہ کہ خود قطع تعلق کرد ایں قومے — خدا از رحمت و احسان میسر داد خلوت را
چہ روزہا کہ میدیدم بدیدار چنیں رُوہا — بنازم دلبر خود را کہ بازم داد جنت را
بہ نخوت ہمی آید بدست آں دامن پاکش — کسے عزت از و یابد کہ سوزد رخت عزتہا
تمی باید مرا یک ذرہ عزتہائے ایں دنیا — منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را
ہمہ در و اندریں عالم امان و عنایت خواہند — چہ افتاد ایں سر ما را کہ میخواہد مصیبت را
ہمہ خلق و جہاں خواہد برائے نفس خود عزت — خلاف من کہ میخواہد براہ یار ذلت را
ہمہ عیسائیاں را از نفاقِ خود مدد دادند — دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را
شب تاریک و بیمِ دزد و قومِ ما چنیں غافل — کجا زیں غم رہم یارب نما خود دست قدرت را
کجا غوغائی شاں بر خاطرِ من وحشتے دارد — کہ صادق بُزدلے نبود اگر بینیعیا را

---

# ساتواں سین

### امینہ

### مُناجاتؑ

اے خدا اے مرے غفور و رحیم — میرے مولا مرے خدائے کریم
کرتا ہے پرورش تو ہی میری — تجھ سے قائم ہے زندگی میری
ہوں گرانبار تیرے احسان سے — تجھ پہ قربان ہو دل و جان سے
حد سے بڑھکر ہیں نعمتیں تیری — کیا بیاں کر سکے زبان میری
نعمتوں کا تری بیاں ہو گیا — گن سکے سب یہ حوصلہ کس کا
سب پہ تیری ہی مہربانی ہے — تیری رحمت کی یہ نشانی ہے
تیرے انعام کا نہیں ہے شمار — میرا کیا منہ ہے کر سکوں اظہار

تو نے سب کچھ مجھے کیا ہے عطا ❊ شکر کیا کیا کروں میں تیرا ادا

**قاسم** (آکر) میری پیاری امینہ! کہو کیسی ہو؟

**امینہ**۔ میں۔ خدا سے دُعا مانگ رہی تھی۔ کہ خدا دشمنوں پر ہمیں فتح دے۔

**قاسم**۔ افسوس! جعفر خاں نے دغا بازی کی۔ اُس نے دریا میں وہ جگہہ انگریزوں کو بتادی۔ جہاں سے وہ بآسانی اس پار آگئے ہیں اب بڑا سخت مقابلہ ہوگا۔

**امینہ**۔ یہ تو بڑے خطرے کی بات ہے۔

**قاسم**۔ بے شک بڑا خطرہ ہے سلطان نے ہم سب کو صلاح دی ہے۔ کہ سرداروں کے عیال واطفال شاہی محل میں چلے جائیں۔ جہاں وہ حفاظت میں رہیں گے۔ تاکہ انگریز اگر قلعہ کے اندر آجائیں۔ تو عورتوں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

**امینہ**۔ صلاح تو ٹھیک ہے۔ مگر میں لڑائی کیسے دیکھوں گی۔

**قاسم**۔ شاہی محل سے سب کچھ دکھائی دیگا۔ سلطان کی بیگم کے پاس تم رہو گی۔

**امینہ**۔ بہت بہتر۔ میں حاضر ہوں اپنے شوہر کے حکم کی اطاعت سے زیادہ اَور کیا فرض ہو سکتا ہے۔

**قاسم**۔ تم دل میں کہتی ہو گی۔ کہ کس کے لڑ لگی۔ چار دن خوشی سے بھی بسر نہ کئے۔

**امینہ**۔ نہیں میں خوش ہوں۔ اپنے مُلک کی حفاظت سے اور کیا خوشی ہو سکتی ہے۔ میں اگر مرد ہوتی۔ تو خود لڑائی میں جاکر لڑتی۔

**قاسم**۔ بے شک تم بڑی بہادر ہو۔

**امینہ**۔ دیکھو لڑائی کے وقت ہرگز میرا خیال نہ کرنا۔ مبادا تمہارا بازو کمزور ہو جائے۔ میں محل سے دیکھوں گی۔ کہ تم کیسے لڑتے ہو۔

**قاسم**۔ تو چلو۔

# آٹھواں سین
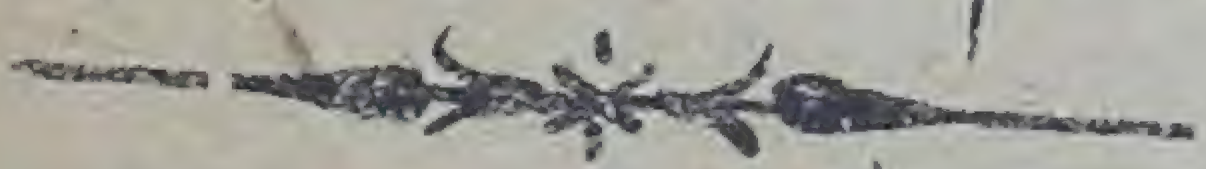
## خاص دربار

## مُناجات

**سلطان۔**

مولا کریم تجھ سا کوئی دُوسرا نہیں
یاور نہیں رفیق نہیں آسرا نہیں

ہے تجھ سے ہی وجود و بقا اس جہان کا
تیرے سوا کسی کا وجود و بقا نہیں

تو زندگی ہے سب کی سہارا ہر ایک کا
تیرے سوا قیام کسی چیز کا نہیں

سب قوتیں جو ہیں نظر آتی ہیں مستعار
سب عارضی ہیں اصل تو تیرے سوا نہیں

ہے معرضِ زوال میں ہر شے جہان کی
ہرگز بقا کسی کو بھی تیرے سوا نہیں

جلدی نہیں ہے کرتا کبھی انتقام میں
تجھ سا کوئی غفور و حلیم اے خدا نہیں

ماں باپ سے بھی بڑھ کے کہیں تو رحیم ہے
مولا عنایتوں کا تیری انتہا نہیں

تیری مصیبتیں بھی ہیں بس عین راحتیں
بندہ کو کچھ بھی اس میں شکایت کی جا نہیں

معشوق کا ہی دُکھ بھی شکوہ عاشق کیواسطے
عاشق وہ کیا کہ رنج میں جسکو مزا نہیں

جو دکھ بھی دے تو اسمیں سراسر ہے مصلحت
اصلاح حال کیلئے ہی کچھ بُرا نہیں

گر رنج دے تو صبر بھی دے میرے کریم تو
کافر ہے شکر جس نے کہ تیرا کیا نہیں۔

وہ کام ہم سے ہوں کہ کرے تو انہیں پسند
ایسا نہ کام ہو تیری جس میں رضا نہیں

محتاج ہم کو غیر کے در پر نہ کیجیو
تیرے سوا تو کوئی بھی حاجت رُوا نہیں

(درباری آتے ہیں)

**سلطان۔** نہایت افسوس ہے۔ کہ انگریز دریا سے بھی پار اُتر آئے۔ کیسی نے دغا بازی کی۔

**رحیم خاں۔** یہ سب جعفر خان کی بے ایمانی ہے۔ وہ بڑا بے ایمان تھا۔ دلاور علی مجھے ہمیشہ اس کے خلاف

کہا کرتا تھا۔ مگر میں اس خیال سے ٹال دیتا تھا۔ کہ شائد دونوں کو باہم رقابت ہے۔ اگر مجھے خیال ہوتا کہ اس نے ہم کو ایسا صدمہ پہنچانا ہے تو میں اُسے قتل کر دیتا۔

**سلطان۔** اب افسوس کرنے سے کیا فایدہ؟ اب مقابلہ پر تیار رہنا چاہیئے۔ اب مردانہ وار مقابلہ کرنا چاہیئے۔

**چوبدار۔** حضور ایک سپاہی انگریز جرنیل کی طرف سے چیٹھی لایا ہے۔

**سلطان۔** بلاؤ۔ (سپاہی آکر چٹھی دیتا ہے) میر صادق! دیکھو کیا لکھا ہے؟

**میر صادق۔** حضور! اس میں لکھا ہے کہ:۔

اگر مندرجہ ذیل شرائط سلطان منظور کرے۔ تو انگریزی فوج ہٹ جائیگی۔ اور واپس چلی جائیگی

**شرط اول۔** سلطان کا سفیر انگریزوں کے پاس اور انگریزوں کا سفیر سلطان کے دربار میں مقرر رہو۔

**شرط دوئم۔** جس قدر یورپین افسر سلطان کے پاس ہیں۔ فی الفور موقوف کر دیئے جائیں۔

**شرط سوئم۔** سلطان فرانس کے ساتھ بالکل قطع تعلق کر دے۔ اور فرانسیسیوں کو میسور سے نکال دے۔ اور ان کو ملک میں آنے نہ دے۔

**شرط چہارم۔** مالا بار اور جنوبی گھاٹ کے کل بندر انگریزوں کے حوالہ کر دیئے جائیں۔ اور کچھ کچھ اضلاع نظام اور مرہٹوں کو بھی میسور کے علاقہ سے دیئے جائیں۔

**شرط پنجم۔** متنازعہ فیہ اضلاع انگریزوں کے حوالہ کئے جائیں۔

**شرط ششم۔** ڈیڑھ کروڑ روپیہ نقد انگریزوں کو دیا جائے۔

**شرط ہفتم۔** جو انگریز قیدی سلطان کے پاس ہیں۔ وہ آزاد کئے جائیں۔

اگر یہ شرائط سلطان منظور کرلے۔ تو ابھی محاصرہ اٹھا دیا جائیگا۔

**سلطان۔** خوب! کشن راؤ تمہاری کیا رائے ہے۔

**کشن راؤ۔** میری رائے ناقص میں یہ آتا ہے۔ کہ اس دفعہ ہم کو چالاکی کر کے انگریزوں نے محصور کر لیا ہے۔ اگر یہ وقت کسی طرح ٹل

جائے۔ تو ہم اچھی طرح تیاری کر کے اُن کا مقابلہ کرینگے۔

**سلطان۔** نہیں کشن راؤ تمہاری صلاح درست نہیں۔ میں ان شرطوں پر صلح کروں؟ یہ کونسی مردمی ہے۔ کہ فرانسیسیوں اور یورپینوں کو بے قصور موقوف کر دوں۔ اور ملک سے نکال دوں جنوبی گھاٹ کے بندر انگریزوں کو اور نظام کو اور مرہٹوں کو جنہوں نے میرے خلاف امداد دی ہے۔ اضلاع دوں۔ ڈیڑھ کروڑ روپیہ نقد دوں۔ اور انگریز قیدیوں کو چھوڑ دوں۔ خدا کی قسم میں ایک شرط بھی منظور نہیں کروں گا۔ اور انگریز قیدیوں کو تو آج ہی قتل کا حکم دیتا ہوں۔

**کشن راؤ۔** حضور! آپ بے شک شرائط نامنظور کریں۔ صلح نہ کریں۔ مگر انگریز قیدیوں کو مارنے کا حکم نہ دیں۔ اس میں بدنامی ہوگی۔

**سلطان۔** بدنامی؟ دشمنوں کا خون بہانے میں بدنامی ہے؟ نہیں کشن راؤ تیری رائے درست نہیں۔ خوف نے تجھ پر غلبہ پا لیا ہے۔ جنہوں نے ہم کو ملک سے نکال دیا ہے۔ ان کو مارنے میں بدنامی ہے؟ جنہوں نے ہمارے ملک کو لوٹا ہے۔ اُن کو مارنے میں بدنامی ہے؟ کیا ہم ان کے ملک میں حملہ کرنے گئے تھے۔ کہ ہم سے بدلے لے رہے ہیں؟ ہم نے اُن کا کیا بگاڑا؟ ہم کو باہم لڑا کر آپ مالک بن بیٹھے۔ اور اصلی وارث دربدر۔ خدا کی قسم اگر ایک کروڑ انگریز میرے پاس اس وقت موجود ہوتے۔ تو میں سب کو قتل کر دینے میں دریغ نہ کرتا۔ کیا انہوں نے ہم پر رحم کھایا ہے۔ کہ ہم اُن پر رحم کھائیں۔ بس میرا حکم ہے۔ کہ تمام انگریز قیدی مارے جائیں۔ تاکہ صلح کی کوئی گنجائش نہ رہے۔ سنو سپاہی اپنے جنرل کو جا کر کہو۔ کہ سلطان نے تیری شرطوں کو پاؤں میں روند ڈالا۔ (پاؤں میں روندکر) بس اس کا یہی جواب ہے۔ (سپاہی جاتا ہے) میرے بہادرو مسلح ہو جاؤ۔ ہم خود جنگ میں شریک

ہوں گے۔ اور اپنے ہاتھ سے دشمنوں کو قتل کرینگے۔ دربار برخاست۔ زندہ رہے تو دربار کرلیں گے۔ غلام بن کر دربار نہیں کرینگے۔ اے تخت! ٹیپو تجھ پر قدم نہ رکھیگا۔ جب تک کہ دشمنوں کو ملک سے نہ نکال دیگا۔

---

## نواں سین
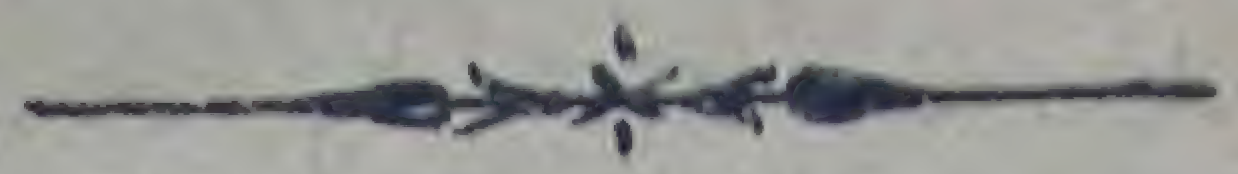
### فریدہ و امینہ

(توپ کی آواز آئی)

**فریدہ۔** لڑائی شروع ہو گئی ہے۔ خدا خیر کرے۔

**امینہ۔** خدا سلطان کو بچائے۔

**فریدہ۔** اور میر قاسم کو بھی بچائے۔

**امینہ۔** اگر پسند کریں۔ تو اوپر چڑھ کر لڑائی دیکھیں۔

**فریدہ۔** چلو۔ مگر ٹھیرو۔ خدا سے دعا مانگ لیں۔ میرا دل گھبرا رہا ہے۔

**امینہ۔** مجھے بھی بے چینی اور بیقراری ہے۔

(فریدہ اور امینہ ملکر)

**فریدہ**

میں ہوں مسکین و بے پر یا الٰہی
نہیں ہے یار و یاور یا الٰہی
کھڑی ہوں تیرے در پر یا الٰہی

**امینہ**

مصیبت میں پھنسی ہوں میرے مولا!
گرفتار بلا ہوں میرے مولا!
میرے آگے پڑا ہے غم کا دریا

**فریدہ**

نہیں میرا کوئی یار و معاون
نہیں فریاد رس کوئی تیرے بن
تجھے ہی ہیں پکاروں رات اور دن

**امینہ**

تیرا ہی کام ہے مشکل کشائی
تیرا ہی کام ہے حاجت روائی
میں روتی ہوں تیرے در پر الٰہی

**فریدہ**

نہیں کچھ کام ہے جز آہ و زاری
سدا نینوں سے ہیں آنسو ہی جاری
کہوں کیا مجھ پہ جو آفت ہے طاری

**امینہ**

تو ہی ہے دین اور دنیا میں کافی
تو ہی ہے بیماریوں میں آپ شافی

تو ہی دُکھ درد میں میرا ہے ساتھی

**فریدہ**

میں ہوں مغموم تو غم کھونے والا
کدورت دل کی ہے تو دھونے والا
تجھی سے کام سب ہونے والا

**امینہ**

الم میں گھر رہی ہے جان میری
غموں سے ہو گیا گھائل ہیرا جی
نہیں تجھ بن مصیبت میں ہے کوئی

---

## دسواں سین
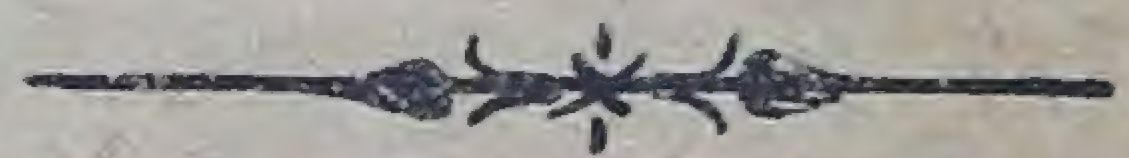
### لڑائی

(ٹیپو معہ رحیم خاں اور چند سپاہیوں کے آتا ہے)

**ٹیپو۔** واہ واہ! شاباش۔ کافر خوب قتل ہو رہے ہیں۔ مگر دیوانہ ہیں۔

**رحیم خاں۔** یہ انگریز شراب سے اپنی فوج کو بدمست کر دیتے ہیں۔ شراب کی صراحی ہر ایک کے پاس رہتی ہے

**ٹیپو۔** بے ایمان۔ کافر بے شک وہ بدمست ہیں۔ دیکھو بڑھے آتے ہیں۔ توپ سے بھی نہیں ڈرتے وہ دیکھو۔ فصیل پر کوئی چڑھ گیا۔ آہ! وہ ملعون بیرڈ ہے۔ اور اس کے ساتھ کون ہے۔ خدا کی قسم نمک حرام جعفر ہے۔ وہ اور انگریز سپاہی اوپر چڑھ آئے۔ رحیم خاں فائر کرو۔ (فائر ہوتا ہے) واہ واہ! کتنے گرے۔ مگر ملعون بیرڈ اور نمک حرام جعفر بچ گئے۔ ایک فائر اور۔ (فائر ہوتا ہے) آہ! کانپ گئے ہیں۔ بے ایمان کافرو! بڑھو آگے بڑھو۔ کیوں کھڑے ہو؟ مگر وہ دونوں موذی جوں کے توں کھڑے ہیں۔ سچ ہے حرامزادے کی رسی دراز ہے۔ واہ میر قاسم! واہ میر غفور! خوب! واہ کیسا ہاتھ مارا ہے! نمک حرام جعفر کی تلوار اڑا دی۔ وہ جعفر گرا۔ خوب! ولاور علی اور نرسنگ داس نے اُسے قابو کر لیا۔ آہ! ہمارے پاس لائیں۔ اس نمک حرام کو غداری کا مزہ چکھائیں۔ خدا کی قسم ہماری

حسرت نکل جائیگی - آہ کافر بیرڈ
نے میر غفور پر وار کیا - واہ میر غفور
خوب ہاتھ سنبھالا - آہ کیسی کافر نے
گولی کا وار کیا - آہ میرا جان باز
میر غفور مارا گیا - اور دلاوروں میں
اپنا نام کر گیا -
(گولیاں سلطان کو اور رحیم خان کو
لگتی ہیں)

**رحیم خاں** - آہ! میرے سلطان آپ
محل میں تشریف لے جائیں لڑائی
دو بدو ہے - ہمیں لڑنے دیجئے - آپ
زخمی ہوگئے ہیں -

**سلطان** - نہیں ہم ابھی جگہ لڑینگے -
دشمن ہماری لاشوں پر سے گذر کر
قلعہ پر قبضہ حاصل کریں گے - (فائر
کرو) جتنے کافر مارے جائیں -
اتنے ہی بہتر ہیں - (رحیم خاں گر پڑا)

**سلطان** - آہ! میرا وفادار اور جان
نثار - اچھا فکر نہ کرو - میں بھی آتا
ہوں - میں آپسے وفاداروں کو چھوڑ
کر زندہ رہ کر کیا کرونگا - (دونوں
گولیاں آکر لگتی ہیں - اور سلطان گر
پڑتا ہے)

**سلطان** - آہ! یہ ساتویں گولی
مجھے لگی ہے - مگر ان گولیوں کا مجھے
درد نہیں - جتنا اس بات کا درد
ہے - کہ انگریزوں کا دکن پر قبضہ
ہوگیا - (ایک انگریز سپاہی آتا ہے)
آہ یہ سلطان ہے - مگر ابھی حرکت
کر رہا ہے - میں اس کا کام تمام کر
دوں - (بندوق کا فائر کرتا ہے
سلطان تلوار کا اس پر وار کرتا ہے
اور اس کو زخمی کر دیتا ہے) ظالم -
کافر - نامرد - (اور سلطان مر جاتا ہے)
(قاسم آتا ہے)

**قاسم** - افسوس شکست ہوگئی -
سلطانی افسر اور سپاہی جان توڑ
کر لڑے - مگر دشمن زیادہ تھے اچھا
شکست و فتح ہے ہاتھ میں خدا کے امیر
مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا
سلطان بھی شہید ہوگیا - رحیم
خاں میر غفور سب کے سب کام
آئے - دکن کا ستارہ ڈوب
گیا - اور فرنگیوں کا چمک اٹھا
خدا کو یہی منظور ہے - تو پھر اس
میں کسی کا کیا چارہ -

## غزل

شیر میسور مرمٹا افسوس! رستم ہند چل گیا افسوس
اے دکن اب تیرا خدا حافظ پاسبان اٹھ گیا تیرا افسوس
آج بیوہ ہوئی شجاعت تو مٹ گیا تیرا آسرا افسوس
ناز کس پر کرے گی عزت تو اٹھ گیا تیرا آسرا افسوس
ہائے ایسا دلیر اور جری اور پھر ایسا دیوتا افسوس
مرہٹو مر مٹو گے تم اک روز ایسی دم بازی و ریا افسوس
پے شادئی ستم شعار نظام تو نے کی شیر سے دغا افسوس
اب کریں ہند میں فرنگی راج کوئی راجہ نہیں رہا افسوس
باہمی بغض وحسد کے ہاتھوں دن دہاڑے یہ گھر لٹا افسوس

اے ہندوستان افسوس۔ تجھ پر ہزار افسوس! تونے اپنے پاؤں آپ کلہاڑی ماری۔ مرہٹو! تیار ہوجاؤ۔ اب تمہاری باری آئے گی۔ باہم پھوٹ ڈال کر ملک فتح کرنا ہی انگریزوں کو آتا ہے۔ ہندوستان کے لوگ بیوقوف بے سمجھ۔ خودغرض اور حاسد ہیں۔ بس ایک شیر مرد ہندوستان میں تھا۔ وہ بھی آج مارا گیا۔ اور بہادروں میں نام کر گیا۔ ہندوستان کا ستارہ ڈوب گیا۔ انگریزوں کا ستارہ چمکا کا کیا اجارہ ہے۔ مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ (قاسم جاتا ہے)

---

## گیارھواں سین

### راستہ

(جعفر خاں کو دلاور علی اور نرسنگ داس قید کئے لاتے ہیں)

**جعفر۔** دلاور علی۔ خدا کے واسطے مجھے چھوڑ دو۔ تم ناحق میرے مخالف

دو۔ ہائے انگریزوں کو فتح ہو گئی۔ اور میں گرفتار ہو گیا۔ بولو۔ جو مانگو۔ میں دیتا ہوں۔

**دلاور۔** بے ایمان تو نے مجھے کیا سمجھا ہے۔ کیا میں بھی تیری طرح بے ایمان ہوں؟ تو نے بڑا غضب کیا۔ تیرے سوائے سلطانی فوج میں کوئی نمک حرام نہیں نکلا۔ دیکھ میر قاسم کو انگریز جرنیل نے اس کی شجاعت دیکھ کر بڑا انعام اور عہدہ دینا چاہا۔ مگر قاسم نے انکار کیا۔ اور کہا۔ کہ ٹیپو کے بعد میں کسی کو اپنا آقا نہیں بناؤں گا۔

**جعفر۔** آہ! امیر قاسم بیوقوف ہے

**نرسنگداس۔** وہ بیوقوف نہیں وہ بہادر اور وفادار ہے۔ وہ سلطان کے عیال واطفال کی حفاظت اپنے اوپر فرض سمجھتا ہے۔

**جعفر۔** اچھا بھائی میری جان تو چھوڑ دو۔

**دلاور علی۔** بس ابھی تیرا فیصلہ کئے دیتے ہیں۔ ابھی تو میٹھی نیند سو

**جعفر۔** اچھا مجھے چھوڑتے نہیں۔ تو کم از کم انگریز جرنیل کو خبر دو۔ کہ میں گرفتار ہوں۔ اس لئے جو کچھ چاہو لے لو۔ اس میں تمہارا کیا حرج ہے۔ انگریز خود مجھے چھڑا لیں گے۔

**دلاور علی۔** اچھا جب تجھے پھانسی دے لیں گے۔ تو پھر خبر کر دیں گے۔ چلو۔

---

## (۱۲) بارھواں سین

### پھانسی

**قاسم۔** نرسنگداس نہیں آیا۔ کہیں جعفر بھاگ نہ گیا ہو۔ کہیں انگریزوں کو خبر نہ مل گئی ہو۔ نہیں وہ آ رہے ہیں۔ (تینوں آتے ہیں) جعفر خاں دیکھتے ہو۔ تمہیں تخت پر بٹھائیں گے۔ اور بادشاہی کا رسا گلے میں ڈال کر تم کو بے ایمانوں نمک حراموں کا بادشاہ بنائیں گے۔

مجھ پر رحم کرو۔

قاسم۔ کیا تو نے رحم کھایا تھا۔ جب تو نے سلطان کی مخبری کی؟ کیا تو نے رحم کیا تھا۔ جب تو نے انگریزی فوج کو دوسرا راستہ بتایا؟ کیا تو نے رحم کھایا تھا۔ جب تو نے دریا سے پار آنے کا بھید انگریزوں کو بتا دیا۔ کیا تو نے رحم کھایا تھا جب تو نے فصیل پر انگریزی فوج کو چڑھایا؟ کیا تو نے رحم کھایا تھا۔ جب تو نے مجھ پر حملہ کیا؟

جعفرخاں۔ معاف کرو۔ مجھے بخشدو۔ مجھ سے غلطی ہوگئی۔

قاسم۔ بے ایمان تیری بے ایمانی نے غضب کردیا۔ دکن کی سلطنت کو خاک میں ملا دیا۔ ملک غیروں کے ہاتھ چلا گیا۔ او بے ایمان تو نے اپنے لالچ کے لئے اتنا ستم کیا۔ اب تیری سزا یہی ہے۔

جعفرخاں۔ میر صاحب۔ خدا کے اور رسول کے واسطے مجھ پر رحم کرو۔

۔ بد ذات۔ ناپاک۔ بے رحم۔

آتا۔ میں تجھے پھانسی پر لٹکا کر ٹیپو کی روح کو خوش کرونگا۔ نر سنگداس وقت تنگ ہے۔ جلدی اُس کو تختہ پر کھڑا کردو۔ اور رسّا اُس کے گلے میں ڈال دو۔

(دونوں پکڑ کر اُسے تختہ پر کھڑا کرتے ہیں۔)

قاسم۔ کچھ کہنا ہے تو کہہ لے اور خدا سے دعا مانگ لے۔

جعفر۔ میں نے کیا کہنا ہے بیوفائی اور نمکحرامی کی سزا پاتا ہوں۔ لالچ کا خمیازہ بھگتتا ہوں۔ میرا دین بھی گیا۔ اور دنیا بھی گئی۔ دھوبی کا کُتّا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ میرا دونوں جہاں میں مُنہ کالا۔ قبر بھی مجھے نہیں سنبھالے گی۔ خدا سے میں کس مُنہ سے دُعا کروں۔ میرے لئے دوزخ تیار ہے۔ بیوفائی نمک حرامی۔ اور غداری کا انجام یہی ہونا ہے۔ بس۔

(سب گاتے ہیں)

دو۔ ہائے انگریزوں کو فتح ہو گئی۔
اور میں گرفتار ہو گیا۔ بولو۔ جو مانگو۔
میں دیتا ہوں۔

دلاور۔ بے ایمان تو نے مجھے کیا سمجھا
ہے۔ کیا میں بھی تیری طرح بے
ایمان ہوں؟ تو نے بڑا غضب کیا۔
تیرے سوائے سلطانی فوج میں
کوئی نمک حرام نہیں نکلا۔ دیکھ
میر قاسم کو انگریز جرنیل نے اس کی
شجاعت دیکھ کر بڑا انعام اور عہدہ
دینا چاہا۔ مگر قاسم نے انکار کیا۔
اور کہا۔ کہ ٹیپو کے بعد میں کسی کو
اپنا آقا نہیں بناؤں گا۔

**جعفر**۔ آہ! امیر قاسم بیوقوف ہے

**نرسنگداس**۔ وہ بیوقوف نہیں وہ
بہادر اور وفادار ہے۔ وہ سلطان
کے عیال و اطفال کی حفاظت اپنے
اوپر فرض سمجھتا ہے۔

**جعفر**۔ اچھا بھائی میری جان تو
چھوڑ دو۔

**دلاور علی**۔ بس ابھی تیرا فیصلہ کئے
دیتے ہیں۔ ابھی تو میٹھی نیند سو

**جعفر**۔ اچھا مجھے چھوڑتے نہیں۔
تو کم از کم انگریز جرنیل کو خبر دو۔
کہ میں گرفتار ہوں۔ اس لئے جو کچھ
چاہو لے لو۔ اس میں تمہارا کیا
حرج ہے۔ انگریز خود مجھے چھڑا
لیں گے۔

**دلاور علی**۔ اچھا جب تجھے پھانسی
دے لیں گے۔ تو پھر خبر کر دیں
گے۔ چلو۔

---

(۱۲)

# بارھواں سین

## پھانسی

**قاسم**۔ نرسنگداس نہیں آیا۔ کہیں
جعفر بھاگ نہ گیا ہو۔ کہیں انگریزوں
کو خبر نہ مل گئی ہو۔ نہیں وہ آرہے
ہیں۔ (تینوں آتے ہیں) جعفر خاں
دیکھتے ہو۔ تمہیں تخت پر بٹھائیں
گے۔ اور بادشاہی کا رسا گلے میں
ڈال کر تم کو بے ایمانوں نمک
حراموں کا بادشاہ بنائیں گے۔

مجھ پر رحم کرو۔
قاسم۔ کیا تو نے رحم کھایا تھا۔ جب تو
نے سلطان کی مخبری کی؟ کیا تو نے
رحم کیا تھا۔ جب تو نے انگریزی فوج
کو دوسرا راستہ بتایا؟ کیا تو نے
رحم کھایا تھا۔ جب تو نے دریا سے
بس پار آنے کا بھید انگریزوں کو
بتادیا۔ کیا تو نے رحم کھایا تھا جب
تو نے فصیل پر انگریزی فوج کو چڑھایا؟
کیا تو نے رحم کھایا تھا۔ جب تو نے
مجھ پر حملہ کیا؟
جعفر خاں۔ معاف کرو۔ مجھے بخش دو
مجھ سے غلطی ہوگئی۔
قاسم۔ بے ایمان تیری بے ایمانی نے
غضب کردیا۔ دکن کی سلطنت کو
خاک میں ملادیا۔ ملک غیروں کے
ہاتھ چلا گیا۔ او بے ایمان تو نے
اپنے لالچ کے لئے اتنا ستم کیا
بس تیری سزا یہی ہے۔
جعفر خاں۔ میر صاحب۔ خدا کے
واسطے رسول کے واسطے مجھ پر رحم کرو۔
قاسم۔ بدذات۔ ناپاک۔ بے رحم۔

آتا۔ میں تجھے پھانسی پر لٹکا کر ٹیپو
کی روح کو خوش کرونگا۔ نرسنگداس
وقت تنگ ہے۔ جلدی اُس کو
تختہ پر کھڑا کردو۔ اور رسّا اُس
کے گلے میں ڈال دو۔
(دونوں پکڑ کر اُسے تختہ پر کھڑا
کرتے ہیں۔)
قاسم۔ کچھ کہنا ہے تو کہہ لے اور
خدا سے دعا مانگ لے۔
جعفر۔ میں نے کیا کہنا ہے بیوفائی
اور نمک حرامی کی سزا پاتا ہوں۔ لالچ کا
کا خمیازہ بھگتتا ہوں۔ میرا دین بھی
گیا۔ اور دنیا بھی گئی۔ دھوبی کا کتا
نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ میرا دونوں
جہاں میں منہ کالا۔ قبر بھی مجھے نہیں
سنبھالے گی۔ خدا سے میں کس
منہ سے دعا کروں۔ میرے
لئے دوزخ تیار ہے۔ بیوفائی
نمک حرامی۔ اور غداری کا انجام
یہی ہونا ہے۔ بس۔

(سب گاتے ہیں)

جن کے دلوں میں ملت اور ملک سے دغا ہے
ٹیپو سا شاہ جری جب اٹھ گیا جہاں سے
چمکیگی تارا بن کر ٹیپو کی روح فلک پر
زندہ رہیگا نام ٹیپو سدا جہاں میں
غلطی سے اہل دولت اچھے بنے ہوئے ہیں
یہ کیا چلن ہے سوچو ہندوستان والو
اغیار سے لڑائی غیور کا ہے شیوہ
خود غرضیوں نے آخر سب کو مٹا کے چھوڑا
دردِ غلامی یارو مشکل سے دور ہوگا
کھوئے ہوئے ہے دوزخ منہ بزدلوں کی خاطر
شہید ہو تم میں اور بزدل میں فرق دیکھو

وہ دیکھ لیں یہ پھانسی انکی یہی سزا ہے
ہاں اے دکن کے لوگو پھر لطفِ زیست کیا ہے
جو جنگ میں گرا ہے وہ عرش پر چڑھا ہے
جو ملک پر مرا ہے وہ جیتا جاگتا ہے
اچھا وہی بشر ہے جو درد آشنا ہے
غیروں سے آشتی ہے اپنوں سے مخمصا ہے
بھائی سے بھائی لیکن اس ملک میں لڑا ہے
طوقِ غلامی سب کی گردن میں آ پڑا ہے
کہتے ہیں موت جسکو اس درد کی دوا ہے
اور اہل دل کی خاطر جنت کا در کھلا ہے
وہ اوج پہ چڑھے میں پھانسی پہ یہ چڑھا ہے

(سپاہی تختہ کھینچتا ہے اور جعفر پھانسی ہل جاتا ہے)

---

# ڈراپ سین